

مکمل مدلل

مسائل تراویح

قرآن و سنت کی روشنی میں

مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کی تصدیق و تائید کے ساتھ

مؤلف

مولانا محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

الناشر

مکتبۃ الحبیبین

33 حق شریعت اردو بازار لاہور

0300-4339899 سہ ماہی 042-7241358
042-7241355 فون 042-7018002



نام کتاب مسائل تراویح
مصنف مولانا محمد رفعت قاسمی
باہتمام عبدالقدیر
تعداد 1100
قیمت 90 روپے



الناشر

مکتبۃ الحسنین

۱۲۵۳
۱۳۱۵

33- حق شریعت اردو بازار - لاہور
فون: 042-7241355 موبائل: 0300-4339699
042-7018002 فکس: 042-7241355

فہرست مضامین مکمل مدلل "مسائل تراویح"

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۲۹	تراویح پر معاوضہ کی گنجائش	۱۸	پہلا باب
۲۸	نابالغ حافظ کا قرآن پختہ کرنے کیلئے نوافل	۱۲	انتساب
"	میں جماعت اور اس میں شرکت کا حکم	۱۳	جدید ایڈیشن کے بارے میں
"	بچے کے پیچھے تراویح کا مسئلہ	۱۴	ارشاد گرامی حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب دارالعلوم دیوبند
۳۱	بالغ ہو گیا مگر داڑھی نہیں نکلی	۱۵	رہے عالی حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب دیوبند
"	ایک ماہ سے کم پندرہ سال کے لڑکے کی امامت کا مسئلہ	۱۶	تقریب مولانا ظفر الدین صاحب مفتی دارالعلوم دیوبند
۳۲	کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟	۱۷	عرض مرتب
"	داڑھی منڈے حافظ کی امامت	۱۸	روزہ اور تراویح باعث مغفرت
۳۲	کہسی تک کئے ہوئے ہاتھ دالے کی امامت	۱۹	روزہ اور قرآن کی شفاعت
"	نیشن پرست حافظ کی امامت	۲۰	اہتمام تراویح اور تعداد رکعت
"	طوائف کے لڑکے کے پیچھے تراویح	۲۳	تراویح سب کے لئے سنت ہے
۳۳	اگر حافظ کی داڑھی ایک مشت سے کم ہو	۲۵	حافظ قرآن کا تراویح میں قرآن سنانا
۳۵	مخاطب نابینا کی امامت	۲۵	کیا تراویح پڑھانا امام کی ذمہ داری ہے؟
"	تراویح پڑھانیوالا اگر پابند شہداء نہ ہو تو کیا حکم ہے؟	۲۶	تراویح میں امامت کا حق
۳۶	معدر حافظ کی امامت	۲۶	تراویح کے لئے حافظ کا تقرر
"	دو حافظوں کے ملکر پڑھنے کا حکم	۲۷	ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟
۳۷	غیر مقلد کی امامت	۲۷	تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت
"	جس نے عشر کی نماز نہ پڑھی اس کی امامت	۲۸	تراویح کی اجرت بطور نذرانہ
۳۸	مرد کی اقتدار میں عورتوں کی جماعت	"	حافظ تراویح کو آمد و رفت کا کرایہ پیش کرنا اور کھانا کھانا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۳۷	ایک مسجد میں دو حافظوں کا سنانا	۳۸	عمارتوں کی جماعت تراویح
۳۸	چند حافظ کا ملکر تراویح پڑھانا	۳۹	حافظ کا قرآن تیز پڑھنا
۳۸	دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟	۳۹	تعداد رکعات میں اختلاف ہو جائے تو کیا حکم ہے؟
۳۹	ایک مسجد میں دوسری جماعت	۳۹	تراویح کی کچھ رکعتیں تہجد میں پڑھے تو کیا حکم ہے؟
۳۹	ایک مسجد میں دو جگہ تراویح	۴۰	اگر خدا نخواستہ حافظ کا تراویح میں انتقال ہو جائے
۳۹	تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا کیسا ہے؟	۴۰	حافظ نے سنانا شروع کیا پھر کسی وجہ سے درمیان میں چھوڑ دیا
۵۰	تراویح میں قرآن شریف سننے سے	۴۱	امام کا نماز کیلئے کسی خاص شخص کا انتظار کرنا
۵۰	قرآن "لثواب لثابت" ہے یا نہیں؟	۴۱	جماعت میں جو اپنا انتظار چاہتے
۵۰	کسی شخص کی رعایت سے اگلے روز	۴۱	تخریمہ کے صحیح الفاظ کیا ہیں؟
۵۰	قرآن شریف کو لوٹانا کیسا ہے؟	۴۲	امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں؟
۵۱	تیسرا ایسا باب، سماعت	۴۳	دوسرا ایسا باب، تراویح کہاں پڑھیں؟
۵۱	سماعت کی اجرت	۴۳	نماز تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟
۵۱	بلا سانس قرآن شریف کا پڑھنا	۴۳	تراویح کو کسی مسجد میں افضل ہے؟
۵۱	حافظ کو اتنے کون دے؟	۴۳	محلے کی مسجد کا حق
۵۲	چھوٹے سامع کو کہاں کھڑا کریں؟	۴۳	کیا اپنی مسجد چھوڑ سکتے ہیں؟
۵۲	کیا سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کر سکتے ہیں؟	۴۳	اگر نماز تراویح مسجد کی چھت پر ادا کی جائے
۵۲	قرآن شریف میں دیکھ کر سماعت کرنا	۴۵	دو کالوں میں نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟
۵۳	بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟	۴۶	گھر میں تراویح کی جماعت کرنا
۵۳	بھولتے وقت ادھر ادھر سے پڑھنا	۴۶	نماز عشر باجماعت مسجد میں پڑھے اور
۵۳	حافظ سامع کے بتلانے تک خاموش رہ سکتا ہے؟	۴۶	تراویح گھر پر پڑھے تو کیا حکم ہے؟
۵۳	حافظ کو تنگ کرنے کا حکم	۴۶	ایک حافظ کا چند جگہ ختم کرنا
۵۳	صرف لغو دینے کی نیت سے تراویح میں شرکت کرنا	۴۶	تراویح کی دو جماعتیں کرنا

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۶۶	تراویح آنحضرتؐ سے ثابت ہے۔	۵۵	تراویح میں غلط لقمہ دیکر پریشان کرنا
۷۷	تراویح باجماعت سنت ہے یا نہیں؟	۵۶	نیت باندھ کر لقمہ دے یا بے وضو لقمہ دے؟
۷۸	تراویح بلا غدر شرعی چھوڑنا کیسا ہے؟	۵۷	تراویح کے وقت بیچے بیٹھکر گفتگو کرنا
۷۹	تراویح چھوڑنے والے کا حکم۔	۵۸	تراویح کے وقت رکوع کا انتظار کرنا
۸۰	تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے۔	۵۹	سامع نہ ہونے کی مجبوری پر قرآن دیکھ کر ناکیسا؟
۸۱	تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۶۰	شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟
۸۲	ذہبیہ کی وجہ سے جماعت تراویح کا ترک کرنا	۶۱	چوتھا باب تردیح
۸۳	تراویح کی وقت نیند کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے؟	۶۲	تردیح کیوں ہوتا ہے؟
۸۴	مقتدی قعدہ میں سو جائے تو کیا حکم ہے؟	۶۳	تردیح میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیے؟
۸۵	تحریح میں مقتدی کی غلطی	۶۴	تردیح کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا
۸۶	نماز تراویح کی نیت	۶۵	تردیح کی دعا کا ثبوت ہے یا نہیں؟
۸۷	بغیر تحریح کی وقت ہاتھ باندھنے کا طریقہ	۶۶	ہر چار رکعت میں دعا مانگنا
۸۸	بغیر شمار کے قرات شروع کرے تو کیا حکم ہے؟	۶۷	ہر تردیح میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا
۸۹	تراویح میں ایک مرتبہ ہی بیس رکعتوں کی نیت کرنا	۶۸	تردیح میں دعا کا ثبوت ہے یا نہیں؟
۹۰	تراویح کی نماز دو رکعت کر کے پڑھیں یا نہ؟	۶۹	تردیح کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا
۹۱	تراویح میں قرأت مسنونہ کی مقدار	۷۰	تردیح کیوں ہوتا ہے؟
۹۲	کیا تراویح بیس نہیں ہونی چاہیے؟	۷۱	تردیح میں یہ کلمات پڑھنا کیسا ہے؟
۹۳	تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے۔	۷۲	تردیح میں تسبیح آہستہ پڑھیں یا زور سے؟
۹۴	بیس رکعت تسلیم کرے اور پھر کمی بیشی	۷۳	پانچواں باب
۹۵	کدے تو کیا حکم ہے؟	۷۴	تراویح کب سے شروع ہوتی ہے اور
۹۶	امام تراویح وغیرہ میں کسی آواز سے پڑھے؟	۷۵	کب تک رہتی ہے اور کیا وقت ہے؟
		۷۶	تراویح میں ایک ختم سے مراد کونسی سنت ہے؟
		۷۷	پہلے میں ایک قرآن سنانا سنت ہے
		۷۸	آنحضرتؐ سے بیس رکعت کا ثبوت ہے

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۸۶	اگر دو سلام پھیر دیئے تو کیا حکم ہے؟	۷۴	تنہا نماز تراویح کس آواز سے پڑھے؟
"	سجدہ سہو کی مگر سلام نہیں پھیرا	"	کیا تراویح اس طرح بھی ہو جاتی ہے؟
"	سجدہ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا	"	دتر پہلے پڑھیں یا تراویح؟
"	تاخیر واجب کے سجدہ سہو	۷۵	دوسنت پہلے پڑھیں یا تراویح؟
۸۷	ستعدد غلطیوں پر سجدہ	"	جو افراد فرض نماز ہو جانے کے بعد
"	سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا	"	آئیں تو جماعت کریں یا نہیں؟
"	سجدہ سہو کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں	۷۶	چھوٹی چھوٹی تراویح کی رکعتیں کب پڑھیں؟
۸۸	کوئی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟	"	چھوٹی چھوٹی آیتوں کو تراویح میں کہاں دہرائیں؟
۸۹	نماز پڑھتے ہوئے کسی بھی بونی چیز پر نگاہ پڑ جانا	۷۷	چھوٹی چھوٹی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا کیسا ہے؟
"	اگر ایک سجدہ کرے تو کیا حکم ہے؟	"	تراویح سے متعلق یکجا میں مسائل
"	حافظ کا ایک آیت کو کئی مرتبہ پڑھنا	۸۱	چھٹا باب
۹۰	مشابہ کا حکم	"	کیا تراویح میں بسم اللہ کا زور پڑھنا ثابت ہے؟
"	تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹکر کھڑا ہونا	۸۱	بسم اللہ کا تراویح میں زور سے پڑھنا کیسا ہے؟
۹۱	پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں کتنی	۸۲	ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر نماز میں نہیں
"	دیر بیٹھنے سے سجدہ سہو لازم آتا ہے؟	"	بسم اللہ کا سورہ اخلاص کیسا پڑھنا۔
"	اگر تین رکعت پڑھ لے تو کیا حکم ہے؟	۸۳	بسم اللہ کے بارے میں مولانا تھانوی کا فتویٰ
"	حافظ تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا	"	جو حنفی بسم اللہ کو تراویح میں ہر سورہ پر
۹۲	چار رکعت تراویح جس میں قعدہ اولیٰ نہیں کیا	"	جہر سے پڑھے وہ اپنے مسلک کی منافقت کرتا
"	دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے	"	بسم اللہ کے بارے میں مسلک امام اعظم
"	بھول کر کھڑا ہو گیا۔	۸۴	غلامہ کلام
۹۳	تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا	۸۵	ساتواں باب ۔ سجدہ سہو
"	اور چار رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟	"	سجدہ سہو کے اصول۔
"		"	سجدہ سہو کرنے کا طریقہ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۰۱	تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟	۹۲	اگر چار رکعت پڑھ کر سجدہ ہو کرے تو کیا حکم ہے؟
۱۰۲	اگر آیت سجدہ سورت کے ختم پر آئے	۹۳	بغیر قعدہ ادنیٰ کے چار رکعت کے بارے میں مولانا فتاویٰ کی رائے۔
۱۰۲	سجدہ تلاوت سجدہ نماز کیساتھ ادا ہوگا یا نہیں؟	۹۳	دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے ہو کر بیٹھا
۱۰۳	اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے	۹۵	سورت شروع کی اسکو چھوڑ کر پھر دوسری پڑھی
"	رکوع اور سجدہ میں سجدہ تلاوت	"	بعض حفاظ رکوع و سجود میں قرآن یاد کرتے ہیں
"	کی نیت کرے تو کیسا ہے؟	"	لفظ ضاد کو کس طرح ادا کرنا چاہیے؟
۱۰۴	اگر مقتدی امام کیساتھ سجدہ تلاوت نہ کر سکے	۹۶	ضالین کو دالین پڑھے
"	سجدہ تلاوت ادا کیا پھر کسی وجہ سے نماز ٹوٹا تو کیا حکم ہے؟	"	سے نماز جونی ہے یا نہیں؟
۱۰۵	آیت سجدہ پڑھ کر کسی دیر میں سجدہ کرنا چاہیے؟	"	لفظ ضاد کے بارے میں مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ
"	سجدہ تلاوت سکر یعنی مقتدی سجدے	۹۷	لفظ ضاد کے بارے میں مفتی شفیع
"	میں اور بعض رکوع میں چلے گئے!	"	مفتی اعظم پاکستان کا فتویٰ
۱۰۶	نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت	"	سلام علیکم کی جگہ علیتم نکل جانے کا حکم
"	پڑھی لیکن سجدہ کرنا یا نہیں رہا	۹۸	نماز میں سلام علیکم کہنے کا حکم
"	حافظ اگر آیت سجدہ بھول جائے	"	سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے۔
۱۰۶	نوت شدہ رکعات کی ادائیگی کی وقت	"	آشہواں باب ۱۔
۱۰۶	آیت سجدہ امام سے سنے تو کیا حکم ہے؟	۹۹	سجدہ تلاوت
۱۰۷	آیت سجدہ سکر بجائے سجدہ کے رکوع میں چلا جائے	"	سجدہ تلاوت کے بیان میں
"	نماز میں سجدہ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی آیت پڑھے	"	سجدہ تلاوت کا ثبوت فضائل
"	سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد حافظ	"	سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب
"	کو اگلی آیت یاد نہیں رہی۔	۱۰۰	اداس کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے؟
۱۰۸	سجدہ تلاوت کے بعد سورہ فاتحہ	"	سجدہ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ۔
"	دوبارہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟	"	

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۱۹	دسوق اب باب	۱۰۸	دو رکعت پوری کر کے دوسری رکعت
"	ختم کے دن مختلف رواج کے بیان میں	"	میں وہی آیت سجدہ پڑھ دی
"	کوئی تاریخ میں ختم کریں؟	۱۰۹	تراویح میں سجدہ تلاوت بھول جائے۔
"	ختم کے دن تین مرتبہ قل ہو اللہ پڑھنا کیسا؟	"	سجدہ تلاوت ایک کرنے کے بجائے دو کر لیتے
"	سورہ اخلاص کے بارے میں مولانا تھانوی کا فتویٰ	"	سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم۔
۱۲۰	بعض سورتوں کے بعد غیر قرآنی الفاظ پڑھنا کیسا ہے؟	۱۱۰	سورہ حق میں سجدہ تلاوت کی آیت کوئی ہے؟
۱۲۰	ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے؟	۱۱۱	نہی اب باب ۱۔
۱۲۱	ختم کے دن مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے؟	"	تہجد و شبینہ کے بیان میں
۱۲۱	ختم کے دن کس طرح پڑھیں؟	"	نماز تہجد کی جماعت کا حکم
۱۲۲	حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کا فتویٰ	"	جماعت تہجد اور شاہ صاحب کی رائے۔
"	سنت و نوافل کے بعد دعا انفرادی	۱۱۲	رمضان میں تہجد کی جماعت
"	طور پر یا اجتماعی طور پر؟	۱۱۳	رمضان میں تہجد میں دو چار آدمی بلجائیں تو۔
۱۲۳	ختم قرآن کے بعد دعار	"	تہجد باجماعت کا حکم
"	تراویح اور وتر کے بعد دعا کرنا کیسا ہے؟	"	جماعت نوافل اور اکابر علماء دیوبند
"	سلام کے بعد بغیر دعا کے متعذری جاسکتا ہے؟	۱۱۴	مولانا ندوی نے اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں بنایا؟
۱۲۴	نماز کے بعد دعار آہستہ سے مانگے یا زور سے	۱۱۵	تہجد میں اگر کچھ لوگ امام کی اقتدار
"	امام اگر زور سے دعا کرے تو اپنے	"	کر لیں تو کراہت کا ذمہ دار کون ہے؟
"	لئے الفاظ کو خاص نہ کرے۔	۱۱۶	شبینہ یعنی ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟
"	کیا دعار نماز کا جزو ہے؟	"	شبینہ جائز ہے یا نہیں؟
۱۲۵	دعار کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے؟	۱۱۷	شبینہ جماعت نقل میں کرنا کیسا ہے؟
"	دعار یقین کے ساتھ کرنی چاہیے۔	"	شبینہ کا قاعدہ کلیہ
"	دعار کا طریقہ۔	۱۱۸	شبینہ کے سلسلے میں مولانا رشید احمد گنگوٹی کا فتویٰ

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۳۳	امام اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیر دے	۱۲۶	دعا میں ہاتھ کہاں تک بلند کریں؟
۱۳۴	عشار کی نماز میں اگر قرأت آہستہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۲۷	دعا کے بعد آمین کہنا۔
۱۳۵	عشار کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے بعد سہو	۱۲۸	دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟
۱۳۶	عشار کی قضا میں قرأت کیسے کرے؟	۱۲۹	ماہ رمضان میں مسجد کو سجانا
۱۳۷	عشار کی نماز میں قعدہ ادنیٰ سہوا چھوٹے	۱۳۰	ختم قرآن میں حافظ کو ہار پہنانا
۱۳۸	کیا پھر کھڑے ہونے کے بعد لوٹنا۔	۱۳۱	تراویح ختم ہونے پر مٹھائی تقسیم کرنا۔
۱۳۹	عشار تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل	۱۳۲	گیارہواں باب
۱۴۰	ہوا تو کیا جماعت الی چار رکعت تراویح میں شمار ہو جائیگی	۱۳۳	عشار کی نماز کے مسائل
۱۴۱	امام کے پیچھے مقتدی کی التمیات	۱۳۴	اگر کسی نے بغیر وضو عشار کی نماز پڑھی۔
۱۴۲	پوری نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟	۱۳۵	عشار کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت اور
۱۴۳	مسبق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے	۱۳۶	دتر با وضو تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے؟
۱۴۴	اگر سبق امام کیساتھ سلام پھیر دے۔	۱۳۷	بلا ضرورت لقمہ دینا۔
۱۴۵	بارہواں باب، دتر کا ثبوت	۱۳۸	کوئی نفل کی نیت سے عشار کی نماز
۱۴۶	دتر کے فضائل و مسائل	۱۳۹	پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا۔
۱۴۷	دتر واجب ہے اور اس کا طریقہ	۱۴۰	عشار کی نماز صرف ایک رکعت ملی تو
۱۴۸	دتر کی امانت	۱۴۱	بقیہ کس طہرچ پوری کرے؟
۱۴۹	اگر امام کا مسلک رکوع کے بعد	۱۴۲	تین رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا تو کیا نماز ہوگی؟
۱۵۰	قنوت پڑھنے کا ہو تو مقتدی کیا کرے؟	۱۴۳	عشار کی تیسری رکعت پر سہوا بیٹھنا
۱۵۱	اگر رمضان شریف میں تمام لوگوں نے	۱۴۴	عشار کی تین رکعت پر سلام پھیرنے
۱۵۲	تراویح کو ترک کر دیا تو دتر کیسے پڑھیں؟	۱۴۵	کے بعد ایک رکعت اور بلالی۔
۱۵۳	فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا	۱۴۶	چھ یا پانچ رکعت میں شامل ہوا کی نماز ہوئی یا نہیں؟
۱۵۴	دتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟	۱۴۷	عشار کی پانچ رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۳۶	دعاے قنوت یا نہ ہو تو کیا پڑھے؟	۱۳۹	امام عرف فرما پڑھائے اور حافظ تراویح دو تر
۱۳۷	قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھے	۱۴۰	رمضان کے بعد وتر کی جماعت درست یا نہیں؟
"	تو رکوع کا اعادہ نہ کرے۔	"	رمضان میں وتر یا جماعت افضل ہے
"	بغیر تیسری رکعت کے بولے قنوت پڑھنے کا حکم کیا ہے؟	"	تجدید نذر میں ایسا تو وتر پڑھ سکے ہیں یا نہیں؟
"	اگر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی	۱۴۱	کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے
۱۳۸	امام صاحب وتر کا قعدہ ادلی بھول گئے	"	تراویح پوری کرے یا وتر پڑھے؟
"	واجب اور سنت کے قعدہ ادلی ہیں	"	وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح
"	التحیات کے بعد دو پڑھے گا کیا حکم ہے؟	"	کی دو رکعت واجب الاعادہ ہیں۔
۱۳۹	ابم بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا اور	۱۴۲	وتر کی نیت
"	مقتدیوں میں سے بعض نے رکوع	"	وتر کو واجب کہنا چاہیے یا نہیں؟
"	کیا بعض نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟	"	وتر پڑھے مگر نیت سنت کی کی
۱۴۰	دعاے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں	۱۴۳	تراویح سمجھ کر وتر میں اقتدار کرنا
"	چلا جائے تو مقتدی کیا کرے؟	"	وتر کی نماز میں تراویح کی نیت کرنا
۱۵۰	امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کر لیا	"	وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والا
"	مگر مقتدیوں کی دعاے قنوت باقی ہے	۱۴۴	وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین
"	اگر وتر کی دوسری یا تیسری رکعت	"	اور دعا، قنوت کا ثبوت۔
"	ملے تو قنوت کب پڑھے؟	۱۴۵	دعاے قنوت میں ملحقگی عار کو
۱۵۱	نصف سورت پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا کیا ہے؟	"	نیز دیکر پڑھیں یا زبرد بیکر
"	وتر کی جماعت میں کونسی سورت سنون ہے؟	"	انا قنوت سورہ فاتحہ کے بعد پڑھی
۱۵۲	سورتوں کا تعیین کرنا کیسا ہے؟	"	وتر کی تیسری رکعت میں تکیہ کرنا بھول گیا
"	وتروں کے بعد سبحان الملک القدوس	۱۴۶	حدیث سے دعاے قنوت ثابت ہے یا نہیں؟
"	نہ کہنے والوں کا کیا حکم ہے۔	"	دعاے قنوت کے یاد ہونے پر دوسری دعا پڑھنا۔

صفحہ	عنوانات	صفحہ	عنوانات
۱۵۷	{ کیا نفل نماز شروع کرنے سے	۱۵۳	سبحان اللہ تقدوس کب پڑھے؟
"	{ واجب ہو جاتی ہے۔؟	۱۵۴	تیرھواں باب
۱۵۸	{ سنت ولو نفل گھر میں پڑھنا	"	وتر کے بعد نفل کا ثبوت اور اس کا طریقہ
"	{ افضل ہے یا مسجد میں؟	"	سنن ولو نفل کیا ہیں؟
"	{ وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے	۱۵۶	کیا وتر کے بعد نفل درست ہے؟
"	{ یا کھڑے ہو کر۔؟	"	نفل کا وقت کب تک رہتا ہے؟
۱۵۹	حضرت مولانا قاسم کی رائے	"	تراویح کے بعد نفلوں کی
"	معذور کی رعایت	"	جماعت کا کیا حکم ہے؟
۱۶۰	حضور کا نفل بیٹھ کر پڑھنا امت کی تعلیم کیلئے؟	۱۵۷	فرض جہاں پڑھے وہاں سے
"	نفل آج بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔	"	انگ: دو کر نفل پڑھنا کیسا ہے؟
۱۶۱	بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں؟	"	{ دو نفل ہمیشہ پڑھے
۱۶۲	رضیہ (تراویح بیس رکعت بھی سنت ہیں	"	{ یا کبھی کبھی چھوڑ دے؟
۱۶۳	ایک اتمام		

اضافہ فہرست عنوانات

۱۷۳	ان آیات کا بیان جن پر سجدہ	۱۶۴	سجدہ تلاوت کی شرعی حیثیت
۱۷۵	تلاوت واجب ہے۔	۱۶۵	سجدہ تلاوت کی شرطیں
۱۸۰	تراویح ختم پر حافظ کا اندازہ لینا۔	۱۶۷	سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب
۸۲	نفل کی نماز جماعت سے پڑھنا		سجدہ تلاوت سے متعلق مسائل

انتساب

میں اپنی اس کاوش کو سیدنا حضرت

عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی طرف منسوب

کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں جنہوں

نے باقاعدہ جماعت تراویح کا اہتمام و انتظام

فرمایا، آپ ہی کے بارے میں سیدنا حضرت

علی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے :

” اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو ایسے ہی نور سے بھر دے

جس طرح انہوں نے ہماری مساجد کو منور فرمایا۔“

جدید ایڈیشن کے بارے میں

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ !

میسے کرو ہم وگمان میں بھی یہ بات نہ گزری کھتی کہ مجھ جیسے بے مایہ بندہ ناچیز کی کتاب میں مکمل و مدلل مسائل روزہ، مکمل و مدلل مسائل تراویح، مکمل و مدلل مسائل اعتکاف، مکمل و مدلل مسائل امامت اور مسائل و آداب ملاقات اس قدر مقبولیت حاصل کر چکی، بفضلہ تعالیٰ اس میں توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی، اور ہند اور بیرون ہند سے بندہ کی حوصلہ افزائی و پزیرائی کی گئی۔ میں صمیم قلب سے ان تمام خیر خواہوں کا شکر گزار ہوں۔

ایک طرف جب میں اپنی بے بضاعتی و کم علمی اور دوسری طرف کتابوں کی مقبولیت کو دیکھتا ہوں تو میرا سر بے اختیار آستانہ خداوندی پر سجدہ ریز اور دل حمد باری سے لبریز ہو جاتا ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل و کرم سے ایک عاجز و ناتواں کو دین کی خدمت کی توفیق بخشی، اتنی کم مدت میں مکمل و مدلل مسائل تراویح کا یہ ایڈیشن تصحیح اغلاط کے ساتھ پیش کیا جا رہا ہے، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ خواص دعوام میں یہ سلسلہ مقبول ہے اور وہ اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یقیناً یہ سب فضل خداوندی کے بعد اساتذہ کرام کی دعاؤں اور دارالعلوم دیوبند کے فیض کا نتیجہ ہے۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کی حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور میرے لئے زادِ آخرت و فلاح دارین کا ذریعہ بنا کر آئندہ کبھی خدمت کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین۔

محرر نعمت قاسمی

۱۵ رجب ۱۴۱۰ھ

ارشاد گرامی

حضرت مولانا مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم

مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مُحَمَّدًا وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ - اِنَّا بَعْدُ

زیر نظر کتاب "مسائل تراویح و امامت تراویح" مرتبہ عزیزم مولانا مولوی محمد نعیم صاحب مدرس دارالعلوم دیوبند جن کا ایک سالہ درسی تعلق بندہ سے بھی ہے، اپنے موضوع پر نہایت مفید اور جامع کتاب ہے موصوف نے بہت سے مستند فتاویٰ اور دیگر متعلقہ کتب کا نہایت مرقق ریزی کے ساتھ مطالعہ کر کے کم و بیش چار سو مسائل تراویح و امامت تراویح یکجا طور پر باب اور عنوان دار نہایت سلیقہ سے جمع کر دیے ہیں۔ بلا باغذ میری نظر میں اب تک کوئی ایسی کتاب نہیں آسکی جس میں مسائل تراویح و امامت تراویح اتنی کثیر تعداد میں بیان کئے گئے ہوں۔ اس لئے میں موصوف سلمہ کو انکی اس بے نظیر کاوش پر تہنودل سے مبارکباد دیتا ہوں۔

ان مسائل کی ہر رمضان المبارک میں ضرورت پیش آتی ہے اور چونکہ سال بھر میں محض ایک ماہ تراویح پڑھنے پڑھانے کا سلسلہ رہتا ہے اس لئے عوام تو عوام، بعض مرتبہ بہت سے خواص اور اہل علم بھی غلطی کرتے ہیں اور انھیں مسائل متعلقہ کا تلاش کرنا دو بھر ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ کو جزائے خیر دے۔ جنھوں نے "مسائل تراویح و امامت تراویح" اتنے کثیر تعداد میں یکجا طور پر جمع کر دیے کہ اب شاید ہی اس موضوع پر کوئی اہم مسئلہ ہوگا جو اس کتاب میں بیان نہ کیا گیا ہو۔ یہ کتاب عوام و خواص دونوں کے لئے یکساں طور پر مفید اور نفع بخش ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے زیادہ سے زیادہ نافع اور مقبول بنائے اور مؤلف سلمہ کو آئندہ بھی اس طرح کی خدمات کا موقع عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمود غفرلہ
العابد

۲۲
۱۳۰۷ھ

زائے عالی

حضرت مولانا مفتی نظام الدین صاحب مدظلہ العالی

صدر مفتی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لولیه والصلوة علیٰ اہلبہا محمد المصطفیٰ وعلیٰ آلہ واصحابہ

وازداجہ واللاحقین بہم الی یوم القرار ————— ولعبد

پیش نظر رسالہ مسائل تراویح و امامت تراویح (مؤلف مولانا محمد رفعت قاسمی سلمہ) مؤلف سلمہ کی بے نظیر کاوش و محنت کا ثمرہ ہے۔ تراویح و امامت تراویح سے متعلق تقریباً پانچ سو مفتی بہ جزئی مسائل کو مع معتبر کتابوں کے حوالے کے اکٹھا کر دیا ہے جس کی ضرورت ہر شخص کو ہر سال رمضان میں پیش آتی ہے اور سال میں محض ایک مرتبہ ضرورت پیش آنے کی وجہ سے عموماً مستحضر نہ رہنے سے لوگ غلطیوں میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس رسالہ کی بڑی خصوصیت یہ بھی ہے کہ مؤلف موصوف نے ہر مسئلہ کا عنوان قائم کر کے

صفحہ وار فہرست بھی مرتب کر دی ہے جس سے تلاش مسئلہ میں جلد سہولت ہو جاتی ہے۔

ان خصوصیات کی وجہ سے یہ رسالہ عوام و خواص سب کے لئے بیکار مفید اور نافع ہو گیا

ہے یہ مسائل یکجا طور پر عموماً اس طرح نہیں ملتے۔ اس لئے اس کی افادیت اور بھی بڑھ گئی ہے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کی اس سعی کو سعی مقبول بنا دیں اور آئندہ اسی طرح کی اور خدمات کا موقع عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔ فقط

بندہ نظام الدین

مفتی دارالعلوم دیوبند

۱۱/۱۲/۱۳۹۶ھ

تقریظ

حضرت مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب زید مجدہم
مفتی دارالعلوم دیوبند

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله وكيفية وسلام على عباده الذين اصطفى

الحمد لله مسلمانوں میں دین سے رغبت بڑھتی جا رہی ہے۔ اور اسی کے ساتھ احکام و مسائل کی جستجو اور تلاش بھی جاری ہے۔ یہ ایک اچھی علامت ہے، اللہ تعالیٰ نے ان نیک جذبات میں زیادہ سے زیادہ اضافہ فرمائے۔

ہر دور میں زمانے کے تقاضے کے مطابق اسلامی احکام و مسائل کے مجموعے مرتب ہو کر شائع ہوتے رہے اور مسلمان ان سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ یہ بات ہم سب کے لئے باعث فخر و مسرت ہے کہ الاطعم دیوبند کے ایک ساذقاری محمد رفعت صاحب نے ضرورت محسوس کی کہ تراویح سے متعلق مسائل جو فتاویٰ کی کتابوں میں لکھے ہوئے ہیں ان کو ایک خاص ترتیب کیساتھ جمع کر دیا جائے تاکہ خواہں دعوام باسانی ان سے استفادہ کر سکیں۔ اور بوقت ضرورت یہ مجموعہ ہر مسلمان اپنے پاس رکھ سکے، چونکہ تراویح کے مسائل کی ضرورت سال کے صرف ایک مہینہ میں نمودار ہر نمازی کو پیش آتی ہے اور عام طور پر ذہن میں وہ مسائل مستحضر نہیں ہوتے کتاب میں ہوگی تو خود ورق الٹ کر دیکھ لینگے۔

چنانچہ موصوف نے فتاویٰ العلوم دیوبند مدلل و مکمل، کفایت مفتی، مجموعہ فتاویٰ عبدالحی فرنگی محلّی اور دیگر مجموعہ فتاویٰ کو سامنے رکھ کر ان تمام مسائل کو یکجا کرنے کی جدوجہد کی ہے، جن کا تعلق نماز تراویح یا امامت تراویح سے ہے، اور اس طرح سیکڑوں مسائل متعدد کتابوں کے حوالوں سے مولانا موصوف نے یکجا فرمائے ہیں۔

کوئی شبہ نہیں یہ کام بہت کافی محنت طلب تھا اور کافی جانفشانی کو چاہتا تھا، مرتب کی محنت اور کاوش قابلِ ادا ہے۔

کراچیوں نے بہت تمہیں ہاری اور اپنی مسلسل محنت جاری رکھی، اور بالآخر کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔

واقعہ ہے کہ موصوف ہم سب کی طرف سے شکر یہ کے مستحق ہیں کہ انھوں نے اس فریضہ سے علماء کو سبکدوش کر دیا اور ایک قیمتی مجموعہ مسلمانوں کے سامنے پیش کر دیا۔ اس سے ضروریہ و خواہں نہیں بلکہ انشاء اللہ علماء اور مفتیان کرام بھی بوقت ضرورت مستفید ہو سکیں گے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ مولانا کے محترم کی یہ محنت و کاوش قبول فرمائے اور ان کے لئے زادِ آخرت بنائے (آمین)

طالب علم: محمد ظفیر الدین مفتی دارالعلوم دیوبند

عرض مرتب

نحمدہ ونصلی علی سہولہ الکریمہ اما بعد

پیش نظر کتاب میں تراویح، عشاء اور وتر کے مسائل کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ کتاب میں عربی عبارات سے اجتناب کرتے ہوئے، صرف مفتی بہ قول کو لیا گیا ہے تاکہ عام پڑھنے والوں کو مسائل سمجھنے میں کسی دشواری کا سامنا کرنا پڑے۔

بندہ کی یہ کتاب، حضرات مفتیان کرام دارالعلوم دیوبند کے فیض کا نتیجہ ہے۔ اس وقت عامۃ المسلمین کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دل باری تعالیٰ کی حمد و ثنا سے لبریز ہے، جس نے محض اپنی توفیق و عنایت سے اس خدمت کو مجھ جیسے بے بضاعت اور کمترین بندہ سے لے لیا۔ دعا ہے کہ خدائے بخشنده اپنے فضل و کرم سے اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے، اور اپنے شکر گزار بندوں میں اس حقیر کا نام بھی درج فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

محمد رفعت قاسمی

مدرس دارالعلوم دیوبند

۱۴۰۵ھ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پہلا باب

روزے اور تراویح باعثِ مغفرت

عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَنْ قَامَ لَيْلَةَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا وَاِحْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ

(بخاری و مسلم)

ترجمہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو لوگ رمضان کے روزے ایمان و احتساب کے ساتھ (ثواب کی غرض سے) رکھیں گے ان کے سب گزشتہ گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اور ایسے ہی جو لوگ ایمان و احتساب کے ساتھ رمضان کی راتوں میں نفل تراویح پڑھیں گے ان کے بھی سب پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے اور اسی طرح جو لوگ شہدے میں ایمان و احتساب کے ساتھ نوافل پڑھیں گے ان کے بھی سارے پچھلے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔

اس حدیث سے رمضان میں روزوں اور اس کی راتوں کے نوافل اور خصوصیت سے شب قدر کے نوافل کو پچھلے گناہوں کی مغفرت اور معافی کا وسیلہ بتایا گیا ہے۔

تشریح

بشرطیکہ یہ روزے اور نوافل ایمان و احتساب کے ساتھ ہوں۔ یہ ایمان و احتساب خاص معنی میں اصطلاح ہے۔ ان کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جو نیک عمل کیا جائے اس کا محرک بس اللہ اور رسول کو ماننا اور ان کے وعدے و وعید پر یقین لانا ہے اور ان کے بتائے ہوئے اجر و ثواب کی طمع اور امید ہو۔ کوئی دوسرا جذبہ اور مقصد اس کا محرک نہ ہو۔ یہی ایمان و احتساب ہمارے اعمال کے قلب و روح ہیں اگر یہ نہ ہوں تو پھر ظاہر کے لحاظ سے بڑے سے بڑے اعمال بھی بے جان و کھلے ہیں جو خدا نخواستہ قیامت کے دن کھوٹے سکے ثابت ہوں گے۔ اور ایمان و احتساب کے ساتھ بندے کا ایک عمل بھی اللہ کے یہاں اتنا عزیز اور قیمتی ہے کہ اس کے صدقے اور طفیل میں اس کے برسہا برس کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایمان و احتساب کی صفت اپنے فضل سے نصیب فرمائے۔ آمین

روزہ اور قرآن کی شفاعت

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ
الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَانِ لِلْعَبْدِ. يَقُولُ الصِّيَامُ أَيْ رَبِّ إِنِّي مَنَعْتُهُ
الطَّعَامَ وَالشَّهَوَاتِ بِالنَّهْيِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ. وَيَقُولُ الْقُرْآنُ مَنَعْتُهُ النَّوْمَ
بِاللَّيْلِ فَشَفِّعْنِي فِيهِ فَيُشَفَّعَانِ _____ (البیهقی فی شعب الایمان)

ترجمہ حضرت عبداللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔
روزہ اور قرآن دونوں بندہ کی سفارش کریں گے (یعنی اس بندہ کی جودن میں
روزہ رکھے گا اور رات میں اللہ کے حضور میں کھڑے ہو کر اس کا پاک کلام بید پڑھے گا یا منے گا)۔
روزہ عرض کریگا اے میرے پروردگار میں نے اس بندہ کو کھانے پینے اور نفس کی خواہش پورا
کرنے سے روک رکھا تھا۔ آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرما (اس کے ساتھ مغفرت
اور رحمت کا معاملہ فرما)

قرآن کہیگا میں نے اس کو رات میں سونے اور آرام کرنے سے روک رکھا تھا۔ خداوند اے
آج اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما (اس کے ساتھ بخشش اور عنایت کا معاملہ فرما)
چنانچہ روزہ اور قرآن دونوں کی سفارش اس بندہ کے حق میں قبول فرمائی جائیگی (اس کے
لئے جنت اور مغفرت کا فیصلہ فرما دیا جائے گا)۔

تشریح کسی کو قربان کر کے نہیں، اپنی جان و مال دیکر نہیں، صحت و تندرستی ختم
کر کے نہیں بلکہ تھوڑا سا آرام ترک کر کے اور نفس پر تھوڑا سا جبر کر کے حضور
کا بتایا ہوا علاج کریں تو ہم کو یہ نعمت حاصل ہو سکتی ہے۔

کیسے خوش نصیب ہیں وہ بندے جن کے حق میں ان کے روزوں کی اور نوافل میں ان کے
پڑھے ہوئے یا منے ہوئے قرآن پاک کی سفارش قبول ہوگی یہ ان کے لئے کیسی مسرت
اور فرحت کا دقت ہوگا!؟

اہتمام تراویح اور تعداد رکعات

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عام اعلان تھا کہ میری اطاعت اس وقت تک ہے جب تک میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صدیق پر عمل کرتا ہوں۔ جہاں خالق کی معصیت ہو وہاں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔

یہ اعلان رسمی نہیں تھا بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو آزمانے کے لئے برس ممبر اعلان فرمایا لوگو! اگر میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سیرت صدیق رضی اللہ عنہم کے خلاف کوئی حکم دوں تو تم لوگ کیا کرو گے؟ لوگ خاموش رہے۔ پھر دوبارہ یہ اعلان فرمایا تو ایک نوجوان تلوار نیکر کھڑا ہو گیا اور تلوار کی طرف اشارہ کر کے جڑبہ کہا: ”یہ فیصلہ کریں گی“ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خوش ہو کر فرمایا: ”جب تک عوام میں یہ جرات باقی ہے اس وقت تک امت گمراہ نہیں ہو سکتی۔“

ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تقرر فرما رہے تھے جمع بہت کثیر تھا آپ نے فرمایا: ”اسْمَعُوا وَأَطِيعُوا“ یعنی سنو اور عمل کرو۔ ایک عام شخص نے کھڑے ہو کر جڑبہ کہا: آپ کی بات نہیں سنیں گے اور نہ عمل کریں گے، اس لئے کہ آپ نے مالِ غنیمت کی تقسیم میں مسادات نہیں کی ہے، کیونکہ یہ کپڑا جو آپ کے جیبہ میں ہے ہم کو بھی ملا ہے مگر اس میں سے چادر اور تہبند نہیں ہو سکے اور آپ کا جیبہ کیسے بن گیا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دینے کے بجائے اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ انھوں نے بتایا ”یہ کپڑا ہم کو بھی ملا تھا لیکن والد محترم کے پاس صرف ایک ہی کرتا تھا جمعہ کے لئے اس کے دھونے اور سکھانے میں دیر ہو جاتی تھی اس لئے میں نے اپنا حصہ بھی ان کو دے دیا تھا اس لئے دونوں کو ملا کر ایک جیبہ تیار ہو گیا ہے۔“

اور بہت سے واقعات اسی قسم کے ملیں گے کہ یہ حضرات خلاف سنت ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کے دل دادہ اور عاشق تھے۔ بدعت اور خلاف سنت فعل سے ایسے بیزار تھے کہ امت کا کوئی شخص ان کی نظیر پیش نہیں کر سکتا۔ ایسے سخت گیر پابند سنت اور متبع شریعت حضرات مثلاً حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابن عباس اور ان کے صاحبزادے حضرت

عبداللہ اور حضرت زبیرؓ حضرت معاذ اور ان کے علاوہ تمام مہاجرین و انصار رضی اللہ عنہم اجماع کی موجودگی میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت ابی بن کعبؓ کو بیس رکعات تراویح پڑھانے کے لئے مقرر فرمایا اور کسی نے بھی ان پر اعتراض یا نکتہ چینی اور تردید نہیں کی بلکہ سب نے آپؓ کا تعاون کیا اور آپ کی موافقت اور تائید ہی کی اور اس کو جاری و رائج کیا۔ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پابندی سے تراویح میں شریک ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی تعریف اور ان کے لئے دعائے خیر کی، آپ حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد فرمایا کرتے تھے: کہ اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جس طرح انھوں نے ہماری مسجدیں منور کی ہیں۔

جو حضرات بیس رکعت تراویح بدعت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں اگر اس کو صحیح مان لیا جائے

تو پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں کثرت سے صحابہ کا بیس رکعتوں پر اتفاق کیسے ہوا؟ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ہی بیس رکعت اپنی طرف سے ایجاد فرمائی تھیں تو وہ جم غفیر اور کثیر التعداد صحابہ رضی اللہ عنہم کہاں تھے جن میں سے ایک ادنیٰ سے ادنیٰ صحابی کو یہ جرات تھی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو ذرا سی بات پر خطبہ پڑھنے کی حالت میں بھی ٹوک دے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کی وفات پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے چاہا کہ نماز جنازہ مسجد میں ہو جائے تاکہ میں بھی اس میں شریک ہو جاؤں۔ لیکن ام المومنین رضی اللہ عنہا کی اس فرمائش یا حکم کو اس لئے قبول نہیں کیا گیا کہ مسجد میں نماز جنازہ خلاف سنت ہے جبکہ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فاتح ایران ہونے کے ساتھ ساتھ عشرہ مبشرہ میں سے بھی تھے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص کو چھینک آئی۔ اس نے کہا "اللہ حبیب اللہ" والصلوة علی رسول اللہ" یہاں "والصلوة علی رسول اللہ" زائد تھا۔ اگرچہ مفہوم کے اعتبار سے بہت ہی اچھا تھا کہ آپ پر سلام ہے۔ مگر خلاف سنت ہونے کی وجہ سے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کو فوراً تنبیہ فرمائی کہ یہ خلاف سنت ہے۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے خانہ کعبہ کے تمام کونوں کو بوسہ دیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فوراً پکڑ لی کہ حجر اسود کے سوا کوئی بوسہ سنت نبوی نہیں ہے آپ نے یہ خلاف سنت

عمل کیسے کیا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے عمل سے رجوع کیا۔
یہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی خلاف سنت عمل کو برداشت نہیں کرتے تھے
عوام سے ہو یا بادشاہ وقت سے فوراً پکڑ کر لیتے تھے تو کیا ان حضرات سے یہ ممکن ہے
کہ وہ مسجد نبوی اور مسجد حرام میں تراویح کی بیس رکعت کو برداشت کرتے جو انفرادی
نہیں بلکہ اجتماعی طور پر ہو رہی تھیں؟

ان حضرات کے بارے میں یہ خیال کرنا کہ یہ مجبوراً خاموشی سے شرکت کرتے رہے
اور ان کی زبان سے خوف کی وجہ سے کوئی کلمہ نہ نکل سکا۔ (معاذ اللہ)

اس قسم کا خیال کرنا نہ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر بدگمانی ہے بلکہ ان کے علاوہ تمام صحابہ و
تابعین اور ائمہ مجتہدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے خلاف بدظنی اور بدگمانی کا دروازہ کھول
دینا ہے جو اس مسئلہ پر خلیفۃ المسلمین کے ساتھ متفق اور ان کے ساتھ اس عمل (تراویح) میں شرکت تھے
ہم کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر تمام حضرات صحابہ سے ہرگز ہرگز ایسی امید نہیں کہ وہ سب
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کسی فعل پر ایسا اتفاق کریں۔ بات یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے
زمانہ سے پہلے بھی بیس رکعت تراویح پڑھی جاتی تھی۔ متفرق طور پر مختلف اماموں کے ساتھ یا الگ
الگ پڑھا کرتے تھے۔ صرف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جماعت کا خاص اہتمام فرمایا تو اس سے یہ کیسے
لازم ہوا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تراویح کی بدعت جاری فرمائی۔

خلاصہ کلام

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو جماعت کے ساتھ
پڑھا ہے تاکہ اس کا سنون ہونا معلوم ہو جائے۔ اس کے بعد اس کو ترک فرمایا کہ مبارک فرما
نہ ہو جائے۔ اگر فرضیت کا اندیشہ نہ ہوتا تو آپ ہمیشہ پڑھتے رہتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ
کو گھروں میں تراویح پڑھنے کا حکم فرمایا تھا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تراویح کے فرض ہونے
کا اندیشہ دور ہو گیا لہذا لازم ہوا کہ تراویح کو مسجدوں میں باجماعت پڑھا جائے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے تراویح کو جماعت سے پڑھنے کا حکم نہیں

دیا اس کی وجہ یہ تھی کہ آپؐ اس سے بھی زیادہ اہم کام میں مشغول و مصروف رہے یعنی آپؐ نبوت کے دعویداروں اور مرتدین کا مقابلہ کرنے میں مصروف رہے، مدتِ خلافت بھی نہایت مختصر یعنی دو سال چند ماہ رہی، جس کی وجہ سے آپؐ کو جماعت تراویح کا اہتمام کرنے کی فرصت نہیں ملی۔ حضرت عمرؓ کو بھی اپنی خلافت کے ابتدائی زمانہ میں مشغولیت زیادہ رہی اس کے بعد جب انتظامات درست و مستحکم ہو گئے اور سطح زمین پر امن کا فرش بچھ گیا تو اس سنت کے قائم کرنے کی طرف حضرت عمرؓ کی توجہ ہوئی چنانچہ بخاری نے حضرت عبدالرحمن بن عبدلہقان سے روایت کی ہے کہ میں ایک شب حضرت عمرؓ کے ساتھ مسجد میں گیا دیکھا کہ لوگ اِدھر اُدھر متفرق طور پر نماز پڑھ رہے ہیں کوئی تنہا اور کوئی کسی کے ساتھ چند نفر۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا اگر ان سب کو ایک حافظ کے پیچھے جمع کر دوں تو زیادہ اچھا ہوگا پھر اسی خیال کو پختہ کر کے حضرت ابی بن کعبؓ کا سب کو مقتدی بنا دیا۔ اس کے بعد دوسری شب میں حضرت عمرؓ کے ساتھ گیا تو دیکھا کہ آدمی جماعت کی صورت میں اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھ رہے ہیں ان کو دیکھ کر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ”بہت اچھی ہے یہ بدعت۔“

علامہ قاریؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے جو تراویح کو بدعت کہا صرف صورت کے اعتبار سے فرمایا کیونکہ یہ اجتماع آپؐ کی وفات کے بعد ہوا اور نہ حقیقت کے اعتبار سے یہ بدعت نہیں ہے کیونکہ آنحضرتؐ نے ہی صحابہ کرام کو گھروں میں پڑھنے کا حکم فرمایا تھا تاکہ فرض ہو جائے احادیث سے آپؐ کا تراویح کی بیس رکعت پڑھنا ثابت ہے لیکن اتنے اہتمام اور جماعت کثیرہ کے ساتھ نہیں پڑھی جاتی تھی حضرت عمرؓ نے سب کو ایک امام کے ساتھ پڑھنے کا اہتمام فرمایا۔

باتفاق ائمہ صحیح یہ ہے کہ تراویح میں جماعت ہی افضل ہے بلکہ بعض علماء نے اس کے متعلق اجماع کا دعویٰ کیا ہے کہ جملہ صحابہ کا اس پر اجماع ہو گیا ہے، کیونکہ مہاجرین و انصاریوں میں سے کسی نے بھی انکار یا اعتراض نہیں کیا سب نے اس میں شرکت فرمائی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی عَدَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ سے دونوں سنتوں کو معمول بنانا واضح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ آپؐ نے یہ حکم نہیں فرمایا کہ میری

سنت کو لیکر خلفاء کی سنت کو ترک کر دو بلکہ دونوں کا التزام کرو۔

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے سوال

امام اعظم ابو حنیفہؒ سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اس عمل (تراویح) کے متعلق دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ تراویح سنت مؤکدہ ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا من مانا فعل نہیں ہے۔ انہوں نے کوئی بدعت نہیں کی اور جب تک اس حکم کی اصل اُن کے ہاتھ نہیں آئی تو انہوں نے اس پر عمل کرنے کا حکم نہیں دیا۔

کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعۃ ص ۲۲۲

اگر کسی صاحب کو تفصیل دیکھنی ہو تو مندرجہ ذیل کتابیں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ انوار المصانیح۔ مؤلف حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رہ

۲۔ رکعات تراویح۔ مؤلف مولانا حبیب الرحمن اعظمی دامت برکاتہم۔

۳۔ فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱

۴۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل

۵۔ کتاب الفقہ علی المذاهب الاربعہ

تراویح سب کے لئے سنت ہے

تراویح مردوں اور عورتوں کے لئے مسنون ہے۔ جماعت سے تراویح پڑھنا سنت کفایہ ہے اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور تراویح پر وتر کا مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور مؤخر کرنا بھی۔ تنہا رات تک تراویح کو مؤخر کرنا مستحب ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نصف شب کے بعد تک بھی تراویح کا مؤخر کرنا مکروہ نہیں ہے۔ تراویح کی بیس رکعت ہیں جس سلاموں کے ساتھ اور ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی مقدار بیس رکعت ہے۔ تراویح کے اندر ماہ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا مسنون ہے۔ (نور الایضاح ص ۹۹)

تراویح مردوں اور عورتوں سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔ مگر عورتوں کے لئے جماعت

سنت مؤکدہ نہیں ہے۔ (کفایت المفتی ج ۲ ص ۱۳۶۱)

تراویح میں امامت کا حق

سوال ۱- بکر ایک مسجد میں امام مقرر ہوا ہے اور حافظ قرآن ہے۔ زید بھی حافظ قرآن ہے۔ وہ زمانہ بعید سے اس مسجد میں تراویح پڑھاتا تھا۔ اب بکر کہتا ہے کہ میں امام مقرر ہوا ہوں تراویح پڑھانے کا حق مجھ کو ہے۔ زید کہتا ہے کہ میرا قدیمی حق ہے، تو کس کو حق ہے؟

جواب ۱- صورت مسئلہ میں جبکہ بکر امام مقرر ہو گیا ہے تو تراویح کی بھی امامت کا حق اسی کو حاصل ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۲

بحوالہ رد المختار ج ۱ ص ۵۲۲ باب الامامة۔

تراویح کے لئے حافظ کا تقرّر

سوال ۱- جس طرح پنج وقتہ نمازوں کے لئے امام مقرر کرنا جائز ہے کیا اسی طرح تراویح کے لئے بھی حافظ مقرر کر سکتے ہیں؟

جواب ۱- چونکہ مسئلہ یہ ہے کہ الامور بمقاصدھا۔ اور یہ بھی ہے کہ المعروف كالشروط پس اگر کسی حافظ کو ختم قرآن شریف کے لئے تراویح کا امام بنایا جائے تو ظاہر ہے اس سے مقصود امامت نہیں ہے بلکہ قرآن شریف کا ختم ہے۔ لہذا اس پر جو اجرت دی یا لی جائے گی وہ ختم قرآن شریف کی وجہ سے ہے نہ کہ محض امامت کی وجہ سے، پس حسب قاعدہ لايجوز أخذ الاجرة على قراءة القرآن تراویح میں ختم قرآن پر اجرت لینا اور دینا جائز نہ ہوگا۔ نیز شامی ج ۵ ص ۲۵ پر ہے کہ بلا اجرت مقرر کرنا امام تراویح کا درست و افضل ہے۔ البتہ اجرت پر جائز نہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۴۷ بحوالہ رد المختار ج ۵ ص ۴۷

کتاب الاجاره، مطلب الاجارة فی الطاعة۔

ایک شخص دو جگہ تراویح پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۔ بعض حفاظ ایسا کرتے ہیں کہ ایک مسجد میں تراویح پڑھا کر آتے ہیں

پھر دوسری مسجد میں بھی پڑھا دیتے ہیں اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔؟

جواب ۱۔ اگر دونوں جگہ پوری پوری تراویح پڑھائے تو مفتی بہ قول کے مطابق

دوسری مسجد والوں کی تراویح درست نہیں ہوگی عالمگیری میں صراحت موجود ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۸ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۸۹

نوٹ ۱۔ اس کی ایک صورت یہ نکل سکتی ہے کہ حافظ صاحب دس رکعت

ایک مسجد میں تراویح پڑھائیں، اور بقیہ تراویح بجائے حافظ صاحب کے مقتدیوں

میں سے کوئی صاحب دوسری سورتوں سے پوری کر دیں۔

(مرتب) محمد رفعت قاسمی

تراویح میں معاوضہ کی شرعی حیثیت

سوال ۱۔ رمضان شریف میں ختم قرآن شریف کی غرض سے حافظ صاحب کا لینے

دینے کی نیت سے سننا سنانا اور بعد میں لینا دینا کیسا ہے، نیت دونوں کی لینے دینے کی ہوتی

ہے بغیر اس کے سننا سنانا نہیں ہے۔ اگر کسی مسجد میں قرآن شریف نہ سنایا جائے محض تراویح

پڑھنے پر اکتفا کیا جائے تو وہ لوگ فضیلت قیام رمضان سے محروم ہوں گے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اجرت پر قرآن شریف پڑھنا درست نہیں ہے اور اس میں ثواب بھی نہیں ہے۔ اور حکم

”المعروف کا مشروط“ جس کی نیت لینے دینے کی ہے وہ بھی اجرت کے حکم میں ہے اور ناجائز ہے۔

اس حالت میں صرف تراویح پڑھنا اور اجرت کا قرآن شریف نہ سننا بہتر ہے۔ اور صرف

تراویح ادا کر لینے سے قیام رمضان کی فضیلت حاصل ہو جائے گی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۳۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ بیوت التراویح

تراویح کی اجرت بطور نذرانہ

سوال ۱۔ ایک مولوی صاحب بہت دیندار پر سزگار اور حافظ قرآن ہیں وہ ہر سال رمضان میں ایک قصبہ کی مسجد میں جا کر نماز تراویح سنایا کرتے ہیں ختم کے بعد مقدمی وغیرہ حسب مقدار بلا جبر و اکراہ اور بلا گفتگو حسبہ لنگر حافظ کو کچھ دیتے ہیں اور حافظ بھی بخوشی قبول کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ میرا مقصود اس سے مال اور کسب دنیا نہیں ہے میرا مقصد تو ثواب اور ادائے سنت ہو گا وہ ہے اور یادداشت قرآن مجید ہے روپیہ پسیہ ہونا نہ ہونا میرے نزدیک برابر ہے۔

اور تفسیر عزیز کی ایک عبارت سے جو اجرت علی العبادات معلوم ہوتا ہے اس لئے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

جواب: فقہار نے یہ قاعدہ لکھ دیا ہے کہ "المعروف كالمشروط" (کذا فی الشامی وغیرہ) پس اگر ان حافظ صاحب کو معلوم ہے کہ ان کے قرآن شریف سنانے پر مسجد سے روپیہ ملے گا اور لینا دینا معروف ہے تو ان حافظ صاحب کو قرآن شریف ختم کر کے کچھ لینا درست نہیں ہے ورنہ پڑھنے اور سننے والے دونوں ثواب سے محروم ہیں۔

اور شاہ عبدالعزیزؒ کی تحریر کا مطلب یہ ہے کہ اس عبادت پر کچھ لینا دینا معروف نہ ہوتا کہ کلام فقہار اور ارشاد شاہ صاحب میں تعارض نہ ہو۔

قدوی دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۳ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۶

حافظ تراویح کو آمدورفت کا کرایہ پیش کرنا اور کھانا کھلانا

سوال ۱۔ ایک حافظ صاحب کو شبان کے آخر میں بلایا گیا اور سب لوگوں نے چندہ کر کے آمدورفت کا کرایہ دیا اور رمضان شریف کے پورے مہینے ان کو عمدہ کھلایا پلایا تو یہ صورت قرآن شریف سننے کی بلا غرض شمار ہوگی یا یہ صورت ناجائز ہے۔ اور ان کو کچھ زائد اس کے عوض میں نہیں دیا جاتا اگر یہ صورت نہ کی جائے تو حافظ صاحب سناتے نہیں ہیں۔؟

الجواب :- آمد و رفت کا کرایہ دیکر حافظ کو باہر سے بلانا اور اس کا قرآن شریف بلا معاوضہ سنا جائز اور موجب ثواب ہے اور جب کہ وہ باہر سے آیا ہو اور بلایا ہوا ہمان ہے تو اس کو عمدہ کھلانا جائز ہے۔ فقط (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۵)

اگر حافظ صاحب کے دل میں لینے کا خیال نہ تھا اور پھر کسی نے دیا تو درست ہے۔ اور جو حسب رواج و عزت دیتے ہیں۔ اور حافظ بھی لینے کے خیال سے پڑھتا ہے اگرچہ زبان سے کچھ نہیں کہا تو درست نہیں ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۲۴)

تراویح پر معاوضہ کی گنجائش

سوال :- حفاظ کرام تراویح کے لئے روپے متعین کرتے ہیں یا متولی سے کہتے ہیں کہ جو آپ چاہیں دیدیں یا متولی صاحب کہتے ہیں کہ ہم اپنی خوشی سے جو چاہیں گے دیں گے تو اس طرح کی تعیین جائز ہے یا نہیں؟

جواب :- تراویح میں اجرت لینا دینا جائز ہے، لینے دینے والے دونوں گنہگار ہوتے ہیں اس سے اچھا یہ ہے کہ "اللَّهُ تَرَكَيْتُ" سے پڑھائی جائے۔

بوجہ اللہ پڑھنا اور بوجہ اللہ امداد کرنا جائز ہے مگر اس زمانہ میں یہ کہاں ہے؟ ایک مرتبہ پیسے نہ دیئے جائیں تو حافظ صاحب دوسری دفعہ نہیں آئیں گے۔

اصل مسئلہ یہی ہے مگر وہ مشکلات بھی نظر انداز نہ ہونی چاہئیں جو ہر سال اور تقریباً ہر ایک مسجد کے نمازی کو پیش آتی ہیں، قابل عمل حل یہ ہے کہ جہاں بوجہ اللہ تراویح پڑھانیوالا حافظانہ دے رہا ہے تراویح پڑھانے والے کو ماہ رمضان کے لئے نائب امام بنایا جائے۔ اور اس کے لئے ایک یا دو نماز سپرد کر دی جائیں تو مذکورہ جیلہ سے تنخواہ لینا جائز ہوگا، کیونکہ امامت کی اجرت کو جائز قرار دیا ہے۔

مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ کا فتویٰ یہ ہے کہ اگر رمضان المبارک کے مہینے کے لئے حافظ کو تنخواہ پر رکھ لیا جائے اور ایک دو نمازوں میں سے اس کی امامت متعین کر دی جائے تو یہ صورت جواز کی ہے۔ کیونکہ امامت کی اجرت کی فقہانہ اجازت دی ہے۔

محقق کفایت اللہ کان اللہ۔ دہلی ۱۰ شعبان ۱۳۸۰ھ۔ کفایت المغنی ج ۲

نوٹ ۱۔ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ اصل مذہب تو عدم جواز ہی ہے۔ لیکن حالت مذکورہ میں جیلہ مذکورہ کی گنجائش ہے

فتاویٰ رحیمیہ منہ ۲۵ ج ۱

نیز ایک صورت یہ بھی نکل سکتی ہے کہ مصلیوں میں سے اگر کوئی صاحب خیر حافظ صاحب کے افطار و سحری وغیرہ کا انتظام کر دیں اور آخر میں بطور ہدیہ یا بطور امداد کچھ پیش کر دیں تو یہ قابل اعتراض نہیں ہے۔ بطور اجرت دینا ممنوع ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۲۲

بلا تعین دیدیا جائے اور نہ دینے پر کوئی شکوہ شکایت نہ ہو تو یہ صورت اجرت سے خارج اور حد جواز میں داخل ہو سکتی ہے۔ کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۵۰

نابالغ حفاظ کا قرآن پختہ کرنے کے لئے نوافل میں جماعت اور اس میں شرکت کا حکم

سوال ۱۔ ایک نابالغ حافظ نفل میں قرآن شریف سنانا چاہتا ہے تو ایسے نابالغ حافظ کی اقتدار بغرض اصلاح کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ۱۔ نابالغ حافظ کی اقتدار تو تراویح و نوافل میں بھی درست نہیں البتہ اگر وہ اپنا قرآن پختہ کرنے کے لئے اور تراویح پڑھانے کی عادت ڈالنے کے لئے نوافل نماز میں قرآن سنائے تو لغو دینے کے لئے ایک حافظ اگر ایک کافی نہ ہو تو دو حافظ تعلیماً اقتدار کر سکتے ہیں۔ فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے اقتدار جائز نہ ہوگی۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۸۶

بچے کے پیچھے تراویح کا مسئلہ

سوال ۱۔ اگر پندرہ سال سے کم کا بچہ صرف تراویح پڑھائے اور فرض دوسرا شخص پڑھائے تو کیا یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ بچے کی تراویح صرف نفل ہے اور بالغ کی سنت مؤکدہ۔ دوسرے بچے کی نفل شروع کرنے سے بھی واجب نہیں ہوتی اور بالغ پر واجب ہو جاتی ہے پس بچے کی ضعیف ہو گئی اس پر بالغ کی قوی

نماز کا بنا کر ناخلاف اصول ہونے کے سبب جائز نہیں رہے گا۔ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۶۱
فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نابالغ کو تراویح کے لئے امام بنانا درست نہیں ہے، البتہ اگر وہ
نابالغوں کی امامت کرے تو جائز ہے، (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۳۵۰)

بالغ ہو گیا مگر داڑھی نہیں نکلی

سوال ۱۔ امرڈ لڑکے کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ مراد یہ ہے کہ بالغ ہو گیا ہے مگر داڑھی منچھے
کچھ نہیں آئی خواہ حافظ ہو یا علم دین کا پڑھنے والا ہو، اور مقتدیوں کو بوجہ بڑکپن، اس کے امام
ہونے میں اختلاف ہے۔ اس لئے شرعی حکم کیا ہے؟

جواب ۱۔ اگر وہ خوبصورت ہے اور اس کو نگاہ شہوت سے لوگوں کے دیکھنے کا احتمال ہے تب تو
اگر وہ حافظ یا طالب علم بھی ہو، تب بھی اس کی امامت مکروہ ہے اور اگر یہ بات نہیں ہے صرف
عوام کی ناپسندیدگی ہے تو اگر وہ سب مقتدیوں سے علم و قرآن میں اچھا ہو تو اس کی امامت
مکروہ نہیں ہے اور اگر اتنی عمر ہو گئی ہے کہ اب داڑھی بھرنے کی امید نہیں رہی ہے تو وہ امر نہیں ہا
اعداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۸

ایک ماہ کم پندرہ سال کے لڑکے کی امامت کا مسئلہ

سوال ۱۔ جس لڑکے کی عمر یکم رمضان ۱۳۰۵ھ کو چودہ سال گیارہ ماہ کی ہوگی اس کی
امامت جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ مسئلہ ہے کہ اگر لڑکے میں اور کوئی علامت بلوغ کی مثلاً احتلام و انزال نہ پائی جائے
تو پورے پندرہ برس کی عمر ہونے پر شرعاً بالغ سمجھا جاتا ہے پس جس کی عمر یکم رمضان شریف کو چودہ
سال گیارہ ماہ کی ہوئی اس کی امامت تراویح اور وتر میں درست نہیں ہے کیونکہ صحیح مذہب اسام
ابضیہ کا یہی ہے کہ نابالغ کی امامت فرائض و نوافل اور واجب میں درست نہیں ہے۔ البتہ اگر
کوئی علامت بلوغ کی پائی جائے تو درست ہوگی۔

نیز چودہ برس کی عمر کے لڑکے کے پیچھے فرائض و تراویح کچھ درست نہیں جب تک پورے پندرہ

برس کا نہ ہو جائے البتہ چودہ برس کی عمر میں بلوغت کے آثار پیدا ہو چکے ہوں اور وہ کہے کہ میں
بالغ ہو چکا ہوں تو اس کے پیچھے درست ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۶، ۲۹۵
بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۹، باب الاما

کس عمر کا لڑکا تراویح پڑھا سکتا ہے؟

سوال ۱۔ کتنی عمر کا لڑکا قرآن شریف تراویح میں سناسکتا ہے۔ ایک لڑکے کی عمر تقریباً سولہ سال
ختم ہونے کو آئی وہ کلام اللہ تراویح میں سناسکتا ہے یا نہیں؟ اس لڑکے کے منہ پر داڑھی وغیرہ کچھ
نہیں آئی اور ایسا لڑکا جو پندرہ سولہ برس کا ہو وہ اگلی صف میں بڑے آدمی کے ساتھ کھڑا ہو سکتا
ہے یا نہیں نیز چودہ سال کا ہو تو وہ بھی اگلی صف میں کھڑا ہو سکتا ہے یا نہیں۔؟
جواب :- اگر دوسری علامت بلوغ کی مثلاً احتلام وغیرہ لڑکے میں موجود نہ ہوں
تو شرعاً پندرہ برس کی عمر پوری ہونے پر بلوغ کا حکم دیا جاتا ہے۔

پس جس لڑکے کو سولہواں سال شروع ہو گیا ہے اس کے پیچھے تراویح اور فرض نماز سب درست
ہے اگرچہ بے ریش ہو اور ایسی عمر کا لڑکا اگلی صف میں بھی کھڑا ہو سکتا ہے۔ اور تیرہ چودہ برس
کا امام نہیں ہو سکتا لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۴)

داڑھی منڈے حافظ کی امامت

سوال ۱۔ جو حافظ داڑھی منڈاتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا کیسا ہے؟
جواب ۱۔ داڑھی منڈانا حرام ہے اور داڑھی منڈانے والا از روئے شرع ناسق ہے
لہذا ایسے حافظ کو تراویح کے لئے امام بنانا جائز نہیں ہے۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا مکروہ
تخریجی ہے۔

فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۲۵۳

بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۲۳

کہنی تک کٹے ہوئے ہاتھ والے کی امامت

سوال ۱۔ ایک حافظ قرآن کا ایک ہاتھ کہنی کے پاس سے کٹ گیا ہے ایسے حافظ کے پیچھے تراویح ہوگی یا نہیں؟

جواب ۱۔ ایسے امام کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے مکروہ نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۲)

فیشن پرست حافظ کی امامت

سوال ۱۔ بعض حافظ فیشن پرست ہوتے ہیں لباس وغیرہ شرعی نہیں ہوتا سر پر خلاف شرع اپنی کٹ بال رکھتے ہیں اور برہنہ سر گھومتے ہیں تو کیا ایسے حافظوں کے پیچھے تراویح پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب ۱۔ اگر حافظ اپنی قبیح عادتوں کے چھوڑنے کا عہد کرے تو اس کو امام تراویح بنا سکتے ہیں۔ اور اگر انکار کرے تو پھر ایسا شخص امامت کے منصب کے لائق نہیں۔ اور اس وجہ سے اگر نمازی اس سے ناراض ہوں تو ان کی ناراضگی حق ہوگی۔ حدیث میں ہے کہ شرعی سبب سے اگر مصلیٰ امام سے ناراض ہوں تو ایسے امام کے پیچھے نماز مقبول نہیں ہوتی اگر حافظ اپنے طرز زندگی کو بدلنے کے لئے تیار ہو تو ان کو امام بنایا جاسکتا ہے۔ ورنہ امامت کا مقدس منصب ان کے سپرد نہ کیا جاوے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۴۱۷ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۵۲۲

طوائف کے لڑکے کے پیچھے تراویح

سوال ۱۔ ایک حافظ صاحب میں جو خوش الحان نماز و روزہ کے پابند اور خلیق بھی میں قرآن شریف خوب یاد ہے لیکن ولد الزنا ہیں یعنی ایک طوائف کے لڑکے ہیں کیا ان کو امام بنایا جاسکتا ہے ان کے پیچھے فرض نماز اور تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اگر یہ حافظ صاحب صالح اور نیک اور معاشرت کے لحاظ سے محفوظ ہیں

توان کے پیچھے نماز جائز ہے۔ ولد الزنا ہونا ایسی صورت میں موجب کراہت نہیں۔
 رکفایت المفتی ج ۳ ص ۶۴

اگر حافظ کی ڈاڑھی ایک مشنت سے کم ہو

سوال:- ہمارے شہر میں صرف ایک حافظ قرآن ہے لیکن اس کی ڈاڑھی ایک مشنت سے کم ہے کیونکہ وہ ڈاڑھی کو تراش لیتا ہے اس کے پیچھے تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟
جواب:- اگر دوسرا امام اس سے بہتر مل سکتا ہے تو اس کو امام نہ بنایا جائے۔ ایک مشنت ڈاڑھی رکھنے کے لئے اس کو کہا جائے اور وہ ڈاڑھی بڑھائے تو ٹھیک ہے۔

رکفایت المفتی ج ۳ ص ۸۷

امداد المفتین میں ڈاڑھی منڈوانے یا کٹوانے والے کے متعلق ہے کہ وہ شخص فاسق اور سخت گنہگار ہے اس کو امام بنانا جائز ہے کیونکہ اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور وہ واجب الایمانت ہے اس کو امام بنانے میں اس کی تعظیم ہے۔ اس لئے اس کو امام بنانا جائز نہیں ہے۔ امداد المفتین ج ۱ ص ۲۶۱ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۲۷۶ باب الامام فتاویٰ دارالعلوم میں یہ مسئلہ درج ہے کہ:

حدیث سے ڈاڑھی کا چھوڑنا اور زیادہ کرنا اور مونچھوں کا کترانا ثابت ہے اور ڈاڑھی منڈوانا اور کترانا جب کہ ڈاڑھی ایک سٹھی سے زیادہ نہ ہو تو حرام ہے۔

جو شخص ایک سٹھی سے کم ڈاڑھی کو کترانا یا منڈواتا ہے وہ فاسق ہے۔ اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔ جس شخص میں اگر سب باتیں موافق شرع کے ہیں لیکن ایک بات میں وہ خلتان اور فعل حرام کا مرتکب ہے تو وہ فاسق ہے اس کو چاہیے کہ وہ فعل حرام سے بھی توبہ کرے اور ڈاڑھی نہ منڈائے اور نہ کترائے۔

البتہ ایک سٹھی سے زیادہ ہو تو اس کو کترانا فقہار نے جائز لکھا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم دہلی (فتاویٰ)

محتاط نابینا کی امامت

سوال :- کیا ضعف بصارت امامت کے لئے مانع ہو سکتی ہے ؟
جواب :- فقہاء کرام نے ایسے نابینا کی امامت کو جو غیر محتاط اور نجاست کے ذریعہ ہو مکروہ تنزیہی قرار دیا ہے لیکن یہ حکم عام نہیں ہے۔ بلکہ غیر محتاط کے ساتھ خاص ہے۔ لہذا جو نابینا محتاط ہو اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو پاک صاف اور مستحضر رہتا ہو اس کی امامت کو بلا کراہت جائز لکھا ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا بیان ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ تبوک میں تشریف لے جانے کے موقع پر حضرت عبداللہ بن مکتوم رضی اللہ عنہ کو جو نابینا تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لئے اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن ثمر بن بادعہ نابینا ہونے کے ہی حطہ کے امام تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بنی حطہ کا امام تھا حالانکہ میں نابینا تھا۔ (فتاویٰ رحمیہ ج ۲ ص ۲۶۳)

نوٹ :- یک چشم کی امامت جائز ہے کون و جبہ کراہت کی نہیں ہے۔
 (کفایت المفتی ج ۲ ص ۸۹)

تراویح پڑھانے والا اگر پابند شرع نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال :- مندرجہ ذیل صفات والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

- ۱۔ خلاف سنت داڑھی رکھنے والے کے پیچھے۔
- ۲۔ سرکاری ملازم یا اسکول کے ٹیچر حافظ کے پیچھے۔
- ۳۔ دوکاندار جو یعنی سودی رقم سے بلیک مارکیٹ کرتا ہو اور ناجائز طریقے سے تجارت کرتا ہو تو اس کے پیچھے تراویح پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب :- خلاف سنت داڑھی والا شخص سودی معاملہ کرنا اور ناجائز طریقے سے تجارت کرنے والا شخص امامت کے قابل نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔ لیکن حاضرین میں کوئی دوسرا شخص ایسا بھی نہ ہو تو تنہا نماز پڑھنے کے بجائے ایسے امام کے پیچھے پڑھ لینی چاہیے کیونکہ

جماعت کی بڑی فضیلت اور تاکید ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۸۳

اگر حافظ نماز کا پابند نہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال ۱- ایک حافظ قرآن تو صحیح پڑھتا ہے مگر نماز کا پابند نہیں ہے ایسے حافظ کے پیچھے ان لوگوں کو تراویح پڑھنا جو نماز کے پابند ہیں بلا کراہت ہوگی یا کراہت کے ساتھ؟
(۱۲) - ایک حافظ صاحب کی زبان سے بجائے چھوٹے سین کے پڑائیں۔ اور بجائے میم کے ز یا ذ ، یا بالعکس ادا ہوتے ہیں، کوشش کے باوجود وہ اس پر قادر نہیں۔ تو ایسے حافظ کے پیچھے ان لوگوں کی تراویح درست ہوگی یا نہیں جو قرآن صحیح پڑھتے ہیں؟
جواب ۱-۱۱ تو بہ سے کراہت زائل ہو جاتی ہے۔ کیونکہ علت کراہت کی فسق ہے اور تو بہ سے فسق زائل ہو جاتا ہے۔

(۱۲) احقر کے نزدیک فرائض و وتر میں عدم جواز کا حکم زیادہ احتیاط رکھتا ہے اور تراویح میں جواز کا حکم اوسع ہے۔ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۹۵

مغذور حافظ کی امامت

سوال ۱- حافظ اگر عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائے تو مقتدی کس طرح پڑھیں گے؟

جواب ۱- اگر حافظ صاحب عذر کی وجہ سے بیٹھ کر تراویح پڑھائیں اور مقتدی حضرات کھڑے ہوں تو بعض فقہاء نے کہا ہے کہ سب کے نزدیک نماز صحیح ہوگی۔ اور بعض فقہاء نے کہا ہے کہ مقتدیوں کا بیٹھنا مستحب ہے تاکہ امام کی متابعت باقی رہے، مخالفت کی صورت ضرر ہے۔ (دونوں صورتیں جائز ہیں) ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۹

دو حافظوں کے ملکر پڑھنے کا حکم

سوال ۱- دو حافظ ملکر تراویح پڑھتے ہیں، دس رکعت میں ایک حافظ صاحب سوا پارہ

دوسری دس رکعت میں دوسرے حافظ صاحب سوا پارہ۔ کیا نماز میں کوئی خلل تو نہیں آتا؟
جواب:- ایک قرآن سے زیادہ نہ پڑھا جائے۔ تا وقتیکہ لوگوں کا شوق نہ
 معلوم ہو جائے۔ تراویح ہو جائے گی بشرطیکہ مقتدی حضرات کو گراں نہ گذرے۔

مظاہر حق اترتیب جدید ۱۳۱

غیر مقلد کی امامت

سوال ۱- اگر امام غیر مقلد ہو اور تراویح بیس رکعت کے بجائے آٹھ رکعت پڑھائے
 تو حنفیہ کو کس طرح بقیہ تراویح پوری کرنی چاہیے آیا و ترا امام کیساتھ پڑھ کر بقیہ تراویح پوری کریں
 یا وتر چھوڑ کر؟

جواب ۱- بقیہ تراویح وتر کے بعد پڑھ سکتے ہیں اور ایسا بھی کر سکتے ہیں کہ و ترا امام
 کے ساتھ نہ پڑھیں بقیہ تراویح پوری پڑھ لینے کے بعد وتر پڑھیں۔

فتاویٰ دارالعلوم ص ۳ ص ۲۴۳ بحوالہ ہدایہ ص ۱۳۳ باب النوافل، فصل قیام رمضان

جس نے عشاء کی نماز نہ پڑھی اس کی امامت

سوال ۱- عشاء کی جماعت ہوگئی۔ اس کے بعد جب تراویح کی جماعت ہونے لگی تو حافظ صاحب
 جنہوں نے ابھی عشاء کے فرض ادا نہیں کئے تھے نماز تراویح پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے
 اور دو رکعت تراویح پڑھا دی مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو حافظ صاحب کو ہٹایا
 گیا اس کے بعد امام کی اقتدار میں بقیہ تراویح ادا کی گئی۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ مقتدیوں کی پہلی دو رکعت صحیح ہوئیں یا نہیں اگر نہیں ہوئیں
 تو کیا ان کا اعادہ ضروری ہے؟

جواب ۱- صورت مسئلہ میں تراویح کی دو رکعتیں قابل اعادہ تھیں کیونکہ تراویح عشاء
 کے بعد سے پہلے نہیں۔

اسی وقت اعادہ کر لینا تھا اور اگر اعادہ نہیں کیا گیا تو بعد میں صحیح صادق سے پہلے تنہا تنہا

پڑھی جاسکتی تھی۔

اب وقت نکل گیا اس کی قضا نہیں ہے استغفار کریں اور ان دو رکعتوں میں جتنا قرآن شریف پڑھا گیا تھا اس کو لوٹایا یا نہ ہو تو دوسرے دن لوٹایا جائے۔

فتاویٰ جمیہ ج ۲ ص ۲۸۵ بحوالہ کبیری ص ۲۸۵

مرد کی اقتدار میں عورتوں کی جماعت

سوال ۱- اگر کوئی امام نماز فرض یا تراویح پڑھاتا ہو اور عورتیں کسی پردے یا دیوار کے پیچھے ناصحے سے مقتدی بنکر نماز پڑھیں تو عورتوں کی نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور امام کی نماز میں کچھ خلل تو نہیں آتا؟

جواب ۱- ان مستورات کی نماز درست ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۲

عورتوں کی جماعت تراویح

سوال ۱- چند عورتیں جو حافظہ قرآن ہیں، یہ چاہتی ہیں کہ تراویح میں قرآن مجید اپنی جماعت سے ختم کریں ان کا یہ فعل کیسا ہے؟ یہ عیدین کی نماز بھی چند عورتیں جماعت سے پڑھ سکتی ہیں یا نہیں؟ کیا عورت عورتوں کی امام بن سکتی ہے یا نہیں؟

جواب ۱- عورتوں کی جماعت اس طرح کہ عورت ہی امام ہوں مکروہ ہے خواہ تراویح کی جماعت ہو یا غیر تراویح کی سب میں عورتوں کا امام ہونا عورتوں کے لئے مکروہ ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۶ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۲۸ باب اللامہ

نوٹ ۱- مولانا عبدالحی کا عورتوں کی جماعت کی تراویح کے سلسلے میں فتویٰ یہ ہے کہ تراویح میں عورت اگر صرف عورتوں کی امامت کرے تو جائز ہے۔

اگر کوئی عورت حافظہ ہو اور بھولنے کا اندیشہ ہو تو مولانا عبدالحی کے فتوے پر عمل کر لینے کی گنجائش ہو سکتی ہے ویسے عام عورتیں جماعت نہ کریں مرتب ۱۔ رفعت قاسمی

حافظ کا قرآن تیز پڑھنا

سوال ۱- بعض حافظ تراویح میں اس قدر جلدی قرآن شریف پڑھتے ہیں کہ سوائے **یَعْلَمُونَ** اور **تَعْلَمُونَ** کے اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا اور بعض مقتدی بھی ایسا تیز پڑھنے کو تراویح کے جلدی ختم ہو جانے کی وجہ سے پسند کرتے ہیں ان دونوں کا کیا حکم ہے۔ ؟

جواب ۱- در مختار میں ہے کہ **وَيَجْتَنِبُ الْمُنْكَرَاتِ** یعنی قرآن میں منکرات سے بچے یعنی جلدی پڑھنے سے اور **أَعُوذُ بِسْمِ اللَّهِ** اور اطمینان کے چھوڑنے سے

اس سے معلوم ہوا کہ ایسا پڑھنا امر منکر ہے جو بجائے ثواب کے سبب مصیبت ہے

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۵۷ بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۶۶۳ مبحث التراویح

تعداد رکعت میں اختلاف واقع ہو جائے تو کیا حکم ہے

سوال ۱- تعداد رکعات کے بارے میں مقتدی حضرات کے درمیان اختلاف ہوا بعض کہتے ہیں ٹھانہ ہوئیں اور بعض کہتے ہیں بیس ہوئیں تو اب کس کا قول معتبر ہوگا۔ ؟

جواب ۱- امام تراویح جس طرف ہوگا اس جماعت کا قول معتبر ہوگا اور اگر سب کو شک ہو جائے تو در رکعت اور پڑھ لی جائیں لیکن باجماعت نہیں علیحدہ علیحدہ پڑھیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۳۵۵)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ :

اگر تمام نمازیوں اور امام کو شک ہو کہ اٹھارہ تراویح ہوئیں ہیں یا بیس پوری ہو گئیں تو در رکعت بلاجماعت اور پڑھ لی جائے اگر تمام مقتدیوں کو تو شک ہوا لیکن امام کو شک نہیں ہوا بلکہ کسی ایک بات کا یقین ہے تو وہ اپنے یقین پر عمل کرے اور مقتدیوں کے قول کی طرف کوئی توجہ نہ کرے۔

اگر بعض کہتے ہیں کہ بیس پوری ہو گئیں اور بعض کہتے ہیں نہیں بلکہ اٹھارہ ہوئیں ہیں

تو جس طرف امام کا رجحان ہو اس پر عمل کرے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۲۵۳)

اگر تراویح کی کچھ رکعت تہجد میں پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ اگر حافظ تراویح میں سولہ رکعت پڑھا کر چار رکعت اس وقت نہ پڑھے اور انکو کوئی دوسرا شخص پڑھا دے پھر حافظ چار رکعت تہجد میں جماعت سے پڑھائیں تو جائز ہے یا نہیں؟ اس طرح کہ خود حافظ صاحب تو تراویح کی نیت کریں اور بقیہ مقتدی تہجد کی یا وہ بھی بقیہ چار رکعت تراویح کی نیت سے پڑھیں تو جائز ہے یا نہیں؟ خصوصاً جب کہ بلاکرا اجتماع کیا جاتا ہو؟

جواب ۱۔ تراویح اگر چار رکعت چھوڑ دی اور آخر شب میں اس کی جماعت کر لی تو درست ہے کیونکہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد صبح صادق تک رہتا ہے۔ سوائے تراویح کے دیگر نوافل سداغی کے ساتھ یعنی تین چار آدمی سے زیادہ کی جماعت درست نہیں ہے اسی طرح تہجد کی جماعت کئی مکروہ ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۳ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۲۶۳ باب لو تردوا نوافل ومن سمعت التراویح

اگر درخواستہ حافظ کا تراویح میں انتقال ہو جائے

سوال ۱۔ اگر حافظ صاحب تراویح میں جاں بحق ہو جائیں تو مقتدی نماز کس طرح پوری کریں

جواب ۱۔ وہ نماز فاسد ہوگی پھر کسی کو امام بنا کر از سر نو نماز پڑھنی چاہیے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۷۰ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۳ باب الامامت

حافظ نے سننا شروع کیا پھر کسی وجہ سے درمیان میں چھوڑ دیا

سوال ۱۔ اگر حافظ صاحب نے قرآن شریف تراویح میں سننا شروع کیا اور کسی وجہ

سے درمیان میں ایک دو روز نہ پڑھا مثلاً دس پارے تک پڑھا اور اس کے بعد دوسرے حافظ

نے پندرہ پارے تک پڑھا تو اب حافظ سابق گیارہویں پارے سے شروع کرے یا سولہویں

پارے سے شروع کرے؟

جواب ۱۔ جب پہلے حافظ نے دس پارہ پڑھے اور پھر دوسرے نے پندرہ تک پڑھے

تو پہلے حافظ جب اُٹیں تو ان کو اختیار ہے خواہ سولہویں پارے سے پڑھیں یا گیارہویں سے لیکن اپنا قرآن پورا کرنے کے لئے بہتر ہے کہ گیارہویں پارے سے شروع کریں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۵)

امام کا نماز کے لئے کسی خاص شخص کا انتظار کرنا۔

سوال ۱۔ جو امام مسجد ایسا ہو کہ جس وقت تک مسجد میں ایک یا دو مخصوص شخص نہ آجائیں چاہے نماز کا مقررہ وقت بھی گزر جائے اور وقت میں بھی تاخیر ہو رہی ہو مگر اپنے دنیاوی نفع کے باعث یا تعلقات کے سبب ان اشخاص کا انتظار کرے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب ۱۔ اگر بوجہ دنیا کے کسی دین دار میں کا انتظار کرتا ہے اور حاضرین کی رعایت

نہیں کرتا تو امام اور منجبر دونوں گنہگار ہیں مگر نماز ان کے پیچھے ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۸

جماعت میں جو اپنا انتظار چاہتا ہو

سوال ۱۔ کوئی متولی مسجد یا خادم مسجد وغیرہ یہ کہتا ہو کہ جب تک ہم مسجد میں نہ آجائیں جماعت نہ کھڑی ہو۔ تو ایسے شخص کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ جو ایسا شخص متولی ہو کر اپنے واسطے ایسی تاکید کرے اور تاخیر کرے وہ گنہگار ہے اور ایسوں کا انتظار بھی درست نہیں ہے۔ ہاں عوام مسلمین کا انتظار درست ہے بشرطیکہ دوسروں کو جو حاضر ہو چکے ہیں تکلیف نہ ہو اور وقت بھی مکروہ نہ آجائے مگر رئیس یا دنیا داروں کا انتظار نہ کرے وقت برباد آجائیں یا اکثر آجائیں تو نماز پڑھائے۔ فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۸۷

تحریم کے صحیح الفاظ کیسے ہیں

بعض امام بکیر کہنے میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہنے کے بجائے اللہ اکبر

کہتے ہیں یعنی با اور رائے کے درمیان الف بڑھا دیتے ہیں۔ اسی طرح سے بعض امام اللہ کے شروع میں مکرر کرتے ہیں اور اللہ اکبر کہتے ہیں۔

یہ دونوں صورتیں بالکل غلط ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر تکبیر تحریر ہے اس طرح کہہ دیا تو نماز کا شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔

مسائل سجدہ سہو ص ۴۲، بحوالہ صغریٰ

امام کو تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

اکثر دیشتر اماموں کو دیکھا جاتا ہے کہ نماز پڑھانے وقت تکبیرات انتقالیہ حرکت انتقالیہ کے ساتھ ساتھ نہیں کہتے بلکہ کبھی تو منتقل ہونے کے بعد تکبیر کہتے ہیں اور کبھی دوسرے رکن تک پہنچنے سے پہلے ہی تکبیر ختم کر دیتے ہیں مثلاً قیام کی حالت سے منتقل ہو کر رکوع میں جاتے ہیں تو بعض امام جھٹکنے کے بعد اللہ اکبر کہتے ہیں اور بعض امام اس قدر جھپٹا اللہ اکبر کہتے ہیں کہ رکوع میں پورے طور پر پہنچنے سے پہلے ہی اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جاتی ہے اور اسی طرح سجدہ میں جاتے وقت اور سجدہ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے وقت بھی کرتے ہیں۔

واضح رہے کہ ان دونوں صورتوں میں تکبیر کی سنت کامل ادا نہیں ہوتی۔ کامل سنت ایسوقت ادا ہوتی ہے جب کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ تکبیر شروع کرنے اور جو نہی دوسرے رکن میں پہنچنے تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ اور بعض امام اللہ اکبر کو اس طرح کہتے ہیں کہ دوسرے رکن میں پہنچ جانے کے بعد بھی کچھ دیر تک انکی تکبیر کی آواز آتی رہتی ہے اس درجہ تکبیر کو کھینچنا مکروہ ہے۔

مسائل سجدہ سہو، ص ۴۱

بحوالہ کبیری، ص ۲۱۲



دوسرا باب

نماز تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں

سوال :- نماز تراویح گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں ؟

جواب :- امام اعظم ابوحنیفہ اور حضرت امام شافعی اور شوافع علماء کی اکثریت اور بعض مالکیہ حضرات کا متفقہ طور پر مسلک ہے کہ نماز تراویح کا مسجد میں ہی پڑھنا افضل ہے جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت عمر فاروقؓ اور ان کے بعد کے دوسرے صحابہ نے اس کو مسجد ہی میں پڑھنا مقرر کیا ہے اور پھر اس پر تمام مسلمانوں کا ہمیشہ عمل رہا ہے کیونکہ نماز تراویح شعار دین ہے اور نماز عید کے مشابہ ہے۔
(مظاہر حق جدید) ترتیب ۱۱۴

کُل تراویح حنفیہ کے نزدیک بیس رکعت ہیں ان کو جماعت سے پڑھنا سنت ہے اگر تمام اہل محلہ تراویح چھوڑ دیں تو سب ترک سنت کے وبال میں گرفتار ہوں گے۔
اکثر اہل محلہ نے تو تراویح جماعت سے پڑھی مگر اتفاقاً ایک دو شخص نے جماعت سے نہیں پڑھی بلکہ تنہا مکان میں پڑھی تب بھی سنت ادا ہوگئی۔

فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۰ بحوالہ کبیری ص ۲۸۴

تراویح کو کسی مسجد میں افضل ہے

سوال :- نماز تراویح کو کسی مسجد میں افضل ہے کیونکہ قریب میں جامع مسجد بھی ہے جبکہ جامع مسجد میں نماز کا پڑھنا زیادہ افضل بتایا گیا ہے ؟

جواب :- درمختار میں ہے کہ مسجد محلہ اہل محلہ کے حق میں جامع مسجد سے افضل ہے۔

اور شامی نے بھی یہی لکھا ہے لِأَنَّ لَهُ حَقًّا عَلَيْهِ، فَلْيُؤَدَّهِ — یعنی محلے والے پر مسجد محلہ کا حق ہے اس کو ادا کرنا چاہیے۔

(درمختار - ج ۱ ص ۶۱۷)

محلے کی مسجد کا حق

سوال ۱۔ ہمارے محلے کی مسجد میں آٹھ رکعت تراویح تک نمازی رہتے ہیں پھر کم ہونے شروع ہو جاتے ہیں تو ہم اس مسجد کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں تراویح ادا کریں تو کیسا ہے کچھ حرج تو نہیں؟

جواب ۱۔ بیس رکعت تراویح باجماعت محلے کی مسجد میں ہونا ضروری ہے لہذا آپ لوگوں کو اپنی مسجد میں تراویح پڑھنی چاہیے چاہے نمازی کم ہوں۔ اگر محلے کی مسجد میں تراویح نہ ہوگی تو سب گنہگار ہوں گے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۶ بحوالہ شاہی ج ۲

کیا اپنی مسجد چھوڑ سکتے ہیں

سوال ۱۔ اگر دوسری مسجد میں اچھا حافظ پڑھنے والا ہے تو کیا اس کا سننے جاسکتے ہیں؟

جواب ۱۔ اگر محلے کی مسجد میں امام غلط پڑھتا ہو تو اپنی مسجد کو چھوڑ دینے اور دوسری مسجد میں تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

اور یہی حکم اس صورت میں ہے جب دوسرا حافظ قرأت میں نرم اور آواز میں اچھا ہو اور اگر اس کے محلے میں ختم نہ ہوتا ہو یعنی تراویح میں ختم نہ ہوتا ہو نہ پڑھا جاتا ہو تو اس کو اپنے محلے کی مسجد چھوڑ دینا اور دوسری مسجد تلاش کرنا چاہیے۔

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۶

اگر اپنی مسجد کا امام قرآن شریف ختم نہ کرے تو پھر کسی دوسری مسجد میں جہاں پر ختم ہو تراویح پڑھنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ ختم کی سنت وہیں حاصل ہوگی۔

فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۵

نماز تراویح مسجد کی چھت پر ادا کی جائے

سوال ۱۔ ہمارے یہاں موسم گرما میں نماز عشاء اور تراویح وغیرہ مسجد کی چھت پر پڑھی جاتی ہے جماعت خانے میں نہیں پڑھی جاتی اس کا شرعی حکم کیا ہے؟

جواب ۱۔ گرمی کی وجہ سے مسجد کے جماعت خانہ یا صحن مسجد کو چھوڑ کر چھت پر عشاء اور تراویح وغیرہ کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔

ہاں! جن کو جماعت خانہ اور صحن میں جگہ نہ ملے اگر وہ چھت پر جا کر نماز پڑھیں تو بلا کراہت جائز ہے کہ یہ مجبوری ہے۔

کعبہ شریف کے اوپر نماز پڑھنا رے ادبی اور بے حرمتی کی وجہ سے مکروہ ہے۔
ہاں! اگر تعمیر اور مرمت کی وجہ سے چڑھنا ہو تو مکروہ نہیں ہے اسی طرح سے کوئی بھی مسجد ہو اس کی چھت پر چڑھنا مکروہ ہے اور اسی بنا پر یہ بھی مکروہ ہے۔

گرمی کی شدت سے چھت پر جماعت نہ کریں، مگر یہ کہ مسجد میں گنجائش نہ رہے تو اس مجبوری کی وجہ سے چھت پر چڑھنا مکروہ نہ ہوگا۔ بہر حال گرمی کی شدت ضرورت اور مجبوری نہیں پیدا کرتی کیونکہ اس سے یہی ہونا ہے کہ مشقت بڑھ جاتی ہے اور جب مشقت بڑھ جاتی ہے تو اجر و ثواب بھی زیادہ ملتا ہے اس کو مجبوری نہیں کہا جاسکتا۔ فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ ص ۲۲۲ پر ہے کہ تمام مسجدوں کی چھتوں پر پڑھنا مکروہ ہے۔ اس لئے سخت گرمی میں چھت پر چڑھ کر جماعت کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مسجد تنگ ہو اور نمازیوں کے لئے وسعت نہ ہو تو ضرورتاً باقی لوگوں کا اوپر چڑھنا مکروہ نہیں ہے گرمی میں صحن مسجد میں نماز باجماعت بغیر حرج کے صحیح ہے اگر کسی جگہ صحن داخل مسجد نہ ہو مسجد سے خارج ہو تو باقی مسجد اور اگر وہ نہ ہو۔ تو جماعت کے لوگ متفق ہو کر داخل مسجد کی نیت کریں۔ (تو وہ مقام داخل مسجد ہو جائے گا) اور اس پر مسجد کے جملہ احکام جاری ہوں گے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۱ بحوالہ کبیری ص ۲۹۲ و مجموعہ فتاویٰ سعیدیہ ص ۱۳

دوکانوں میں نماز تراویح پڑھنا کیسا ہے؟

سوال :- کسی بازار کے نمازی صرف کاروبار کے نقصان کا اندیشہ کر کے دوکانوں میں ہی الگ الگ جماعت تراویح کریں تو ان کا یہ فعل کیسا ہے۔؟

جواب ۱۔ نماز تراویح مسجد میں پڑھنا اور ختم تراویح مسجدوں میں سننا سنت ہے بلا عذر مسجد میں نہ جانا اور دوکانوں پر تراویح پڑھنا ترک سنت ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۹ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۰ مجمع العزائم

گھر میں تراویح کی جماعت کرنا

سوال ۱۔ تراویح کی نماز گھر میں باجماعت ادا کرنا اور مسجد میں نہ جانا کیسا ہے ؟
جواب ۱۔ اگر کوئی جماعت اس طرح پڑھے کہ مسجد کی جماعت بند نہ ہو تو یہ درست ہے مگر یہ لوگ مسجد کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۵۱ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۶۲۰ و شامی ج ۱ ص ۵۲۱

نمازِ عشاء باجماعت مسجد میں پڑھے اور تراویح گھر پر پڑھے تو کیا حکم ہے ؟

سوال ۱۔ نمازِ عشاء باجماعت ادا کرنے والا تراویح گھر میں پڑھے تو گنہگار ہے یا نہیں ؟
جواب ۱۔ تراویح باجماعت کی ادائیگی سنتِ مؤکدہ علی الکفایہ ہے۔ محلے کی مسجد میں تراویح باجماعت ادا ہوتی ہو اور کوئی شخص اپنے مکان میں تنہا تراویح ادا کرے تو گنہگار نہ ہوگا مگر جماعت کی فضیلت سے محروم رہے گا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۳۹ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶

ایک حافظ کا چہرہ جگہ ختم کرنا !؟

سوال ۱۔ بعض حافظ پانچ سات روز میں ایک مسجد میں قرآن شریف تراویح میں ختم کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم تراویح میں سنا رہے ہیں یہ درست ہے یا نہیں اور دوسری مسجد والوں کی تراویح ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ حافظ حضرات اور بعض عالم اسے جائز بتلاتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ حافظ کا ایک ختم کرنا سنت ہے دوسرا ختم نفل ہے اور مقتدی کے واسطے ختم سنت ہے۔ تو سنت والوں کی نماز نفل دلے کے پیچھے کیسے ہوگی ؟

جواب ۱۔ ایک مسجد میں پانچ سات روز میں ختم شریف کر کے دوسری مسجد میں دوسرا ختم حافظوں کو

کرنا درست ہے اور دوسری مسجد والوں کی تراویح صحیح ہے کیونکہ تراویح کی نماز تمام رمضان ^{سنت} میں سنت مؤکدہ ہے پس دوسری مسجد میں جو حافظ نے تراویح پڑھائی وہ بھی سنت مؤکدہ ہونے اور مقتدیوں کی تراویح بھی سنت مؤکدہ ہونے لہذا دونوں کی نماز متحد ہوئی علاوہ بریں نفل پڑھنے والے کے بیچے سنت بھی ہو جاتی ہیں اور یہ شبہ غلط ہے کہ ختم قرآن شریف ایک بار سنت مؤکدہ ہے۔ دوسرا اور تیسرا ختم نفل ہے۔ کیونکہ نماز امام کی سنت مؤکدہ ہے ختم کے سنت مؤکدہ سے وہ نماز سنت ہونے سے خارج نہیں ہوتی اور مقتدیوں کی نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن افضل اور بہتر اس زمانے میں یہ ہے کہ امام حافظ ایک ختم سے زیادہ تراویح میں نہ پڑھے تاکہ مقتدیوں کو گراں نہ ہو۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۹۳ بحوالہ المختار ج ۱ ص ۶۶۲

تراویح کی دو جماعتیں کرنا

سوال:- حفاظ کی زیادتی کی وجہ سے تاکہ ان کو قرآن شریف یاد رہے اس مقصد سے ہم نے رمضان المبارک میں یہ معمول بنا رکھا ہے کہ عشاء کی نماز ہم سب محلے کی مسجد میں باجماعت ادا کرتے ہیں اس کے بعد کچھ حفاظ مدرسے کی عمارت میں تراویح پڑھاتے ہیں جہاں پر کھنڈے اور مصلی بھی شامل ہو جاتے ہیں اور بقیہ حفاظ اسی مسجد میں جہاں نماز عشاء پڑھی تھی تراویح پڑھاتے ہیں دریافت طلب یہ ہے کہ قرآن کی حفاظت کی نیت سے اس طور پر تراویح کی دو جماعتیں کرنا کیسا ہے؟

جواب ۱- سوال مذکورہ میں مسجد کی جماعت سے مختلف مقصود نہیں ہے اس لئے یہ صورت جائز ہے منوع نہیں مدرسے میں باجماعت ادا کرنے سے جماعت کا ثواب تو مل جائے گا البتہ مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔ اس کی تلافی حفاظت قرآن کے مقصد سے پوری ہو جائے گی انشاء اللہ تعالیٰ

فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۱۵

ایک مسجد میں دو حافظوں کا سنانا

سوال ۱- پانی پت کرنا میں یہ رواج ہے کہ دو حافظ تراویح میں کلام مجید پڑھتے

ہیں دس رکعت میں ایک حافظ اور دس میں ایک حافظ اس طرح جائز ہے یا نہیں؟
جواب:- پان پت میں جیسا رواج ہے یہاں پر بھی بعض مساجد میں ایسا ہوتا ہے
 یہ بھی جائز ہے اگر دو حافظ پڑھائیں تو مستحب یہ ہے کہ ہر ایک حافظ ترویجہ پورا کر کے الگ ہو اگر
 ایک حافظ سلام پھیر کر بغیر ترویجہ پورا کئے ہوئے مثلاً چھ یا دس رکعت کے بعد جدا ہو گیا تو یہ
 مستحسن نہیں ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۵۵ و ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۸۶

چند حافظ کا ملکر تراویح پڑھانا

سوال ۱:- ہمارے یہاں مسجد میں چار حافظ ملکر تراویح پڑھانے میں پہلے حافظ
 صاحب چار رکعت پڑھاتے ہیں دوسرے حافظ صاحب آٹھ رکعت پڑھاتے ہیں تیسرے چار
 رکعت اور چوتھے چار رکعت ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب:- افضل یہ ہے کہ ایک یا دو حافظ ملکر تراویح پڑھائیں اگر ایسے جید اور
 باہمت نہ ہوں در متعدد حافظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جاتی ہے۔
 فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۸۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۴۲

دس دس رکعت دو مسجدوں میں پڑھانا کیسا ہے؟

سوال ۱:- ایک مسجد میں خطیب امام مقرر ہے تراویح اس قاعدہ سے پڑھاتے ہیں کہ عشاء کے
 فرض دوسرا شخص پڑھاتا ہے اور تراویح کی دس رکعت میں سوا پارہ حافظ صاحب پڑھاتے
 ہیں باقی تراویح کو دوسری مسجدوں سے تراویح کی جماعت والوں میں سے ایک شخص پڑھاتے
 ہیں اس کے بعد وہ حافظ صاحب دوسری مسجد میں جا کر وہی سوا پارہ دس رکعت تراویح میں
 پڑھاتے ہیں یہ صورت جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱:- عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ دس دس تراویح دو مسجدوں میں

پڑھانا درست ہے مگر قرآن شریف کے ختم پر معاوضہ درست نہیں ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۱
 بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۲۶۲۔ فصل فی التراویح

ایک مسجد میں دوسری جماعت

سوال ۱- تراویح اور وتر کی جماعت ہوگئی، کچھ لوگ بعد میں آئے تو دوسری جماعت کریں یا نہیں؟

جواب ۱- دوبارہ جماعت اس مسجد میں نہ کریں، دلیل اس کی یہ ہے کہ ایک ہی مسجد میں تراویح کی متعدد جماعتوں کی وہی نوعیت لوٹ آتی ہے جس سے بچنے کے لئے خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے متفرق طور پر پڑھنے والوں کو ایک امام کی اقتدار میں جمع فرمایا تھا۔ ایک ہی مسجد میں متعدد جماعتوں کا سلسلہ حسب ارشاد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بہتر طریقے کے خلاف ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۰۰

بحوالہ کبیری ص ۳۸۳

کسی مسجد میں ایک مرتبہ تراویح کی جماعت ہو چکی تو دوسری مرتبہ اسی شب میں وہاں سے تراویح کی جماعت جائز نہیں لیکن تنہا تنہا پڑھنا درست ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۰)

ایک مسجد میں دو جگہ تراویح

سوال ۱- ایک مسجد میں دو حافظ الگ الگ جگہ تراویح پڑھائیں اور درمیان میں آڑیاؤں کی ایسی کردی جائے جس سے دوسرے کی آواز سے حرج باقی نہ ہو۔ تو یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱- مسجد میں دو جگہ تراویح پڑھنا بشہ طیکہ ازراہ انسانیہ نہ ہو اور ایک کا دوسرے سے حرج نہ ہو۔ تو جائز ہے، مگر افضل یہی ہے کہ ایک ہی امام کے ساتھ پڑھیں

امداد عبادت اللہ ص ۲۶۹

تراویح میں ایک ختم سے زیادہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۱- تراویح میں جو حافظ تین چار ختم پڑھتے ہیں یہ کیسا ہے؟

سنت مؤکدہ صرف ایک ختم ہے باقی کا کیا حکم ہوگا نیز اگر ایک حافظ چند مساجد میں

ختم پڑھے تو کیا حکم ہوگا اور دوسری مسجد والوں کو ختم کا ثواب ہوگا یا نہیں؟

جواب ۱- در مختار میں ہے کہ ایک مرتبہ ختم سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے:

اور دوسری مسجد میں بھی دوسرا ختم درست ہے اور دوسری مسجد والوں کو ختم سنت کا ثواب حاصل ہوگا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۳

بحوالہ در مختار ج ۱ ص ۶۶۲ باب الوتر والنوافل، بحث فی التراویح

تراویح میں قرآن شریف سننے سے قرآن کا ثواب ملتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱- زید کہتا ہے کہ تراویح کے اندر چیزیں ہیں اول قرأت جو فرض ہے دوم سنت مؤکدہ جب تراویح کے اندر قرآن شریف پڑھا گیا تو دونوں چیزوں میں سے صرف ایک چیز کا ثواب حاصل ہوا یعنی اگر سنت مؤکدہ کا ثواب حاصل کیا تو قرأت کے ثواب سے محروم رہا۔ بعد عشر تراویح اسی وقت کسی قرآن پڑھا کر سن لیا جائے تاکہ دونوں کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

جواب ۱- زید کا یہ قول غلط ہے۔ تراویح میں قرآن شریف پڑھنے سے قرآن شریف کا بھی ثواب پڑھنے والے اور سننے والے کو بھی ہوتا ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۳۹

کسی شخص کی رعایت کے اگلے روز قرآن شریف کو لوٹانا کیسا ہے؟

سوال ۱- حافظ کسی شخص کی رعایت سے قرآن شریف کی ترتیب پوری کرے۔ یعنی اگر کسی... شخص کا تراویح میں قرآن شریف سنا ترک ہو گیا ہو تو پھر اس کو دوسرے دن بیس رکعت میں پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ مقتدیوں کو بار اور تکلیف نیز وقت کی تنگی ہو حافظ ایسے شخص کی اکثر رعایت کرتا ہو تو ایسے حافظ کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱- نماز تو اس کے پیچھے جائز ہے مگر خود یہ فعل کہ ایک شخص کی رعایت کرے اور دوسروں کو گرانی ہو مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر وہ شخص مفسد ہے کہ اس سے ضرر کا اندیشہ ہے تو مکروہ نہیں ہے۔

(ابداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۸۹)

تفسیر ایجاب

سماعت

سماعت کی اجرت

سوال ۱۔ سماعت قرآن سننے کی اجرت اور پڑھنے کی اجرت میں کیا فرق ہے؟
پہلی جائز دوسری ناجائز کیوں ہے؟

جواب ۱۔ سماعت قرآن کی غرض یہ ہے کہ جہاں حافظ بھولے گا وہاں سامع بتلائیگا۔
پس یہ تعلیم ہے اور تعلیم پر اجرت لینے کے لئے جواز پر فتویٰ ہے برخلاف سنانے کے اس میں تعلیم
مقصود نہیں ہے۔ (ملاحظہ ہو امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۶)

بلا سامع قرآن شریف کا پڑھنا

سوال ۱۔ رمضان شریف میں قرآن شریف کا تراویح میں بلا سامع کے پڑھنا جائز ہے
یا نہیں؟

جواب ۱۔ اگر قرآن شریف خوب یاد ہو تو بلا سامع کے بھی پڑھنا درست ہے، اگر کہیں
بھولا یا شبہ ہو تو سلام پھیرنے کے بعد دیکھ لے اور اگر غلطی ہو تو لوٹنا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ سامع ہو
تا کہ اطمینان رہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۲۵۴)

حافظ کو لقمہ کون دے

سوال ۱۔ حافظ تراویح میں غلطی کرے اور سامع اچھی طرح نہ بتلا سکے تب دوسری یا
تیسری صف میں سے کوئی لقمہ دے تو کچھ حرج ہے؟

حافظ صاحب فرماتے ہیں اگر لقمہ دینا ہے تو پہلی صف میں کھڑا ہو تو اگر دیر میں آنے
والے حافظ کو پہلی صف میں جگہ نہ ملے تو کیا اس کو لقمہ دینے کا حق نہیں ہے؟

جواب ۱۔ اگر سامع مقرر ہے تو اس کو غلطی بتلانی چاہئے کسی دوسرے کو جلدی نہ کرنا
چاہئے اس سے نماز میں انتشار اور ایک طرح کی گڑبڑ ہو جاتی ہے البتہ اگر وہ نہ بتلا سکے یا اچھی

طرح نہ بتلائے تو اب جو بھی اچھی طرح بتلا سکے اس پر غلطی کی اصلاح کرنا فرض ہے خواہ کسی صف میں کھڑا ہو قریب ہو یا دور ہو اس پر فرض ہے کہ غلطی کی اصلاح کرے اگر اصلاح نہ کریگا تو گنہگار ہوگا۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ نماز میں حافظ صاحب کے ساتھ شریک ہو رہے پہلی صف میں ہو یا کسی بھی صف میں ہو جو نماز میں شریک نہ ہو اس نے اگر غلطی بتلائی اور امام نے اسکی غلطی بتانے سے اصلاح کی تو نماز فاسد ہو جائے گی: (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۸۳)

چھوٹے سامع کو کہاں کھڑا کریں؟

سوال ۱۔ سامع اگر چھوٹا ہے تو کیا اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب:- تیرہ چودہ برس کا امام نہیں ہو سکتا اگر بالغ نہ ہو لیکن تراویح میں بتلانے کی وجہ سے اس کو اگلی صف میں کھڑا کر سکتے ہیں؟ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۴)

کیا سامع کو حافظ کے برابر میں کھڑا کر سکتے ہیں؟

سوال:- تراویح میں اگر حافظ صاحب اور سامع برابر میں کھڑے ہوں حافظ صاحب کو عذر سماعت ہو یا نہ ہو کیا ہے؟

جواب:- اگر کچھ ضرورت ہو مثلاً یہ کہ حافظ صاحب کی سمجھ میں سامع کا بتلانا دور سے نہ آئے تو برابر میں کھڑا ہونا درست ہے۔ اور بلا ضرورت اچھا نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۹۵)

قرآن شریف میں دیکھ کر سماعت کرنا

سوال ۱۔ رمضان المبارک میں حافظ تراویح پڑھتے ہیں تو ایک شخص قرآن شریف

کنول کر بیٹھتا ہے وہ اپنے قریب کے مقتدی کو جس کی نظر قرآن شریف پر پڑتی ہے دیکھ کر لقمہ دیتا ہے اور قرآن شریف دکھلانے والا جماعت میں شریک نہیں ہوتا جب حافظ صاحب دوسری رکعت میں رکوع کرتے ہیں تو شریک ہونا ہے اور ایک رکعت حافظ صاحب کے سلام کے بعد

ادا کرتا ہے اس طریقے سے نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟

جواب ۱۔ درجہ تار میں ہے کہ قرآن شریف میں دیکھ کر نماز پڑھنا یا دیکھ کر سننا دونوں صورتوں میں نماز فاسد ہو جاتی ہے پس یہ صورت جو سوال میں درج ہے اس میں بھی نماز کے فاسد ہونے کا اندیشہ ہے لہذا اس طرح نہ کیا جائے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۸ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۳، باب ما یفسد القلوة وما یکبر فیہا

بھول جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر سوچنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ بعض حافظ پڑھتے پڑھتے بھول جاتے ہیں تو کبھی حالت قیام میں چپ کھڑے ہو کر سوچنے لگتے ہیں کبھی قاعدہ میں تشہد سے پہلے یا بعد میں سوچنے لگتے ہیں اسکا کیا حکم ہے؟

بھولتے وقت ادھر ادھر سے پڑھنا

بعض حافظ صاحب پڑھتے پڑھتے بھول کر خاموش تو نہیں ہوتے مگر کبھی اس صورت میں اور کبھی اس صورت میں ادھر ادھر پڑھتے رہتے ہیں اگر یاد آ گیا تو صحیح پڑھنے لگتے ہیں اور اگر یاد نہیں آیا تو کچھ دیر تک پریشان رہ کر رکوع کر کے نماز ختم کر دیتے ہیں۔ مگر یاد آنے نہ آنے دونوں صورتوں میں سجدہ ہو کرتے ہیں آیا سجدہ ہو کر نا چاہیے یا نہیں؟

جواب ۱۔ ان دونوں صورتوں میں سجدہ ہو کر لینا چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۷)

حافظ سامع کے بتلانے تک خاموش رہ سکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۔ حافظ سے غلطی ہو جاتی ہے اور سامع کے بتلانے تک حافظ خاموش رہتا ہے کیا اس سے تراویح میں کوئی خلل تو نہیں ہوگا؟

نیز کیا سجدہ ہو کیا جائے اگر نہ کیا گیا تو نماز کے اعادہ کی ضرورت ہوگی یا نہیں؟

جواب ۱۔ تراویح ہو جائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں، لقمہ سننے کیلئے حافظ کے ضرورتاً

خاموش رہنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

بجہ یہ ہو کی بھی ضرورت نہیں، ہاں اگر سچ و سچی نماز ہو تو امام کو چاہیے اگر تین آیت سے کم ہوئیں تو لقمہ کے انتظار میں کھڑا نہ رہے بلکہ جہاں سے یاد ہو پڑھے اگر تین آیتیں ہو گئی ہیں تو رکوع کر دے۔
(فتاویٰ حبیہ ج ۳ ص ۲۹۲)

حافظ کو تنگ کرنے کا حکم

سوال :- بعض حافظوں کی عادت ہوتی ہے کہ جو لڑکا پہلی محراب سنانا ہے اس کے سنانے کے وقت جا کر اس کو گھبرانے کیلئے اور ٹھلانے کے لئے زور سے پاؤں پیٹتے کھٹکارتے یا کھانتے ہیں ایسے حافظوں کے لئے کیا حکم ہے؟

جواب :- ایسا کرنا جائز نہیں ہے حدیث شریفین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غلوکات سے منع فرمایا ہے یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۵۶ بحوالہ حدیث ابوداؤد و مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۱۳۵)

صرف لقمہ دینے کی نیت سے تراویح میں شرکت کرنا

سوال :- جو شخص نماز تراویح میں اس نیت سے شریک ہو کہ حافظ غلطی کر رہا ہے۔ اس کو بتلا کر علیحدہ ہو جاؤں گا تو اس صورت سے وہ مقتدی ہو گیا یا نہیں؟ اگر حافظ کو لقمہ دیکر الگ ہو گیا تو حافظ کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب تراویح میں شریک ہونے والا مقتدی ہو گیا اور نماز پوری کرنی اس کے ذمہ لازم ہو گئی۔ حافظ تو لقمہ لے لے گا اس کو کیا خبر یہ بتلا کر علیحدہ ہو جائے گا۔ نماز امام کی ہو گئی اس نیت سے شریک ہونا بڑا ہے وہ نماز اس کے ذمہ پوری کرنی لازم ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۸۸)

(بحوالہ ہدایہ باب النوافل ج ۱ ص ۱۲۱)

تراویح میں غلط لقمہ دے کر پریشان کرنا

سوال ۱۔ بعض پرانے حافظائے حافظ کو تراویح میں غلط لقمہ دیکر پریشان کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ یہ بھی انہیں اغلوطات ہیں جسے جن کی ممانعت، حدیث شریف میں آئی ہے۔
 رواہ ابوداؤد عن معاویہ قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم نہی عن الاغلوطات۔ یعنی جو امور کسی مسلمان کو غلطی میں ڈالیں ان سے بچنا ضروری ہے۔
 (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۸ بحوالہ مشکوٰۃ کتاب العلم ص ۲۵)

نیت باندھ کر لقمہ دے، یا بے وضو لقمہ دے۔؟

سوال ۲۔ بعض حافظ دوسرے حافظ کی قرأت کو نماز سے خارج بیٹھے بیٹھے سنا کرتے ہیں جب وہ بتوں جاتا ہے تو وہ جلدی سے صف میں یا قریب صف کے نیت باندھ کر اس کو بتلادیتے ہیں اور پھر فوراً نیت توڑ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور بعض ناخداہیں ایسی صورت میں کبھی ایسا بھی کرتے ہیں کہ بغیر وضو کے یا پانی پر قدرت ہوتے ہوئے تیمم کر کے نیت باندھ کر بتلادیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں لقمہ دینے اور لینے کا کیا حکم ہے؟

جواب ۲۔ اگر نیت باندھ کر بتلادیں گے تو امام کی نماز میں کوئی خلل نہیں آئے گا مگر اس کو نیت توڑنے کا گناہ ہوگا اور قضا لازم ہوگی۔ اور جو بے وضو بتلایا یا پانی کے ہوتے ہوئے تیمم کر کے بتلایا اور امام نے لقمہ لے لیا تو اس کی نماز فاسد ہوئی اور مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہوئی۔
 (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۸ بحوالہ عالمگیری کستوری باب سابع ما یفسد الصلوٰۃ ج ۱ ص ۹۰)

تراویح کے وقت پیچھے بیٹھ کر گفتگو کرنا

سوال ۳۔ بعض مقتدی ایسا کرتے ہیں کہ جب حافظ تراویح میں دو تین یا اور زیادہ پارے پڑھتا ہے تو یہ صف سے دور نماز سے باہر خائوش بیٹھے یا لیٹے رہتے ہیں یا چپکے چپکے گپ شپ

کیا کرتے ہیں مگر خاموشی کی حالت میں بھی قرآن شریف سننا ان کا مقصد ہرگز نہیں ہوتا ان کو سننے کا ثواب ملے گا یا نہیں اور اس فعل کا شریعت میں کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ ظاہر ہے ایسے وقت بات چیت کرنا گناہ ہے اور ثواب کو ختم کر دیتا ہے۔ اور چپ بیٹھے یا بیٹھے رہنا اگرچہ نیت سننے کی نہ ہو مگر کان میں آواز آتی ہے تو سننے کا ثواب مل جائے گا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۹ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۹۹۔ فصل فی القرارة)

تراویح کے وقت رکوع کا انتظار کرنا

سوال ۱۔ تراویح کے وقت بعض افراد بیٹھے رہتے ہیں اور حافظ صاحب جب رکوع میں جاتے ہیں تو کھڑے ہو کر رکوع میں شامل ہو جاتے ہیں اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ اس طرح کرنا منع ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۹

سامع نہ ہونے کی مجبوری پر قرآن میں دھیکر سننا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ ماہ رمضان المبارک میں اکثر ایسا موقع ہوا کرتا ہے کہ بجز اسی حافظ کے جو تراویح پڑھتا ہے کون دوسرا حافظ سامع نہیں ہوتا اگر ایسی صورت میں کسی مقتدی نے جو غیر حافظ ہے قرآن کھول کر سماعت کی اور غلطی پر لٹو کا۔ اور نماز کی پہلی رکعت میں مجبوری کی وجہ سے شامل نہیں ہوا تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ جو شخص امام کی نماز میں شریک نہیں ہے وہ امام کو قرأت وغیرہ میں لقمہ نہیں دے سکتا اگر لقمہ دے گا اور امام لقمہ لے گا تو امام کی اور جماعت کی نماز فاسد ہو جائیگی۔ (کفایت الفقی ج ۲ ص ۲۱۲)

شیعہ حافظ لقمہ دے سکتا ہے یا نہیں؟

سوال ۱۔ اگر تراویح میں حافظ غلطیاں کرتا ہے اور سامع بھی چوک جاتا ہے اور شیعہ حافظ موجود ہے اگر وہ نیت کر کے اقتدار میں آکر بتلائے تو امام ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اگر شیعہ ایسا ہے کہ نہ تبراً گو ہے اور نہ منکر صحبت حضرت صدیقؓ اور نہ قائل
قدف حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا تو اس صورت میں لقمہ دینا جائز ہے اور اس کے بتلانے سے لقمہ لینے
وائے کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز صحیح ہے۔

اگر وہ شیعہ غالی ہے جس میں امور مذکورہ موجود ہوں یعنی تبرائی ہو اور منکر صحبت خلیفہ
اولؓ ہو اور حضرت صدیقہؓ کے افک کا قائل ہو۔ تو چونکہ ایسا شیعہ مرتد کافر ہے اس لئے اس کے
بتلانے سے اور امام کے لقمہ لینے سے امام کی نماز اور اس کے مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی۔
فتاویٰ دارالعلوم ۲۴۷ ص ۲۴۹۔ بحوالہ درمختار فصل فی المحرمات ج ۱ ص ۳۹۵

رکوع کا انتظار کرنا!

جماعت ہو رہی ہے اور ایک شخص بیٹھا رہتا ہے جب امام رکوع میں
جاتا ہے تو فوراً یہ بھی نیت باندھ کر امام کے رکوع میں شریک ہو جاتا ہے یہ فعل مکروہ ہے اور
تشبیہ بالنافعین ہے۔

فتاویٰ محمودیہ جلد دوم ص ۲۵۴

.....



.....

چوتھا باب

ترویجہ

ترویجہ کیوں ہوتا ہے

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کو ترویجہ کہتے ہیں تراویح ترویجہ کی جمع ہے اس کے اصلی معنی اسراحت کے ہیں جو راحت سے ماخوذ ہے۔ چونکہ میں رکعتوں میں پانچ ترویجے ہوتے ہیں اس لئے اس نماز کو تراویح کہا جاتا ہے اور اس کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت کی نظر میں راحت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے رُقُوتٌ عَیْبِي فِي الصَّلَاةِ یعنی میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے اور ایک دوسری حدیث میں آپ کا ارشاد ہے۔ روزہ دار کے لئے دو فرحتیں ہیں ایک افطار کے وقت اور دوسری خوشی اس وقت جب اپنے رب سے ملاقات کرتا ہے بظاہر ملاقات سے مراد تراویح ہے۔

ایک حدیث میں آپ کا ارشاد ہے: اَبْرَحْنَا بِالصَّلَاةِ يَا بِلَالُ! یعنی اسے بلال نماز کی تکبیر کہہ کر ہم کو آرام پہنچاؤ۔ بہر حال اس قسم کی احادیث کی بنا پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ چار رکعت کا نام ترویجہ اس لئے ہے کہ اس سے راحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے۔

ترویجوں کے درمیان میں ایک ترویجہ کی مقدار بیٹھنا مستحب ہے اور اگر حافظہ سمجھے کہ پانچویں ترویجے اور وتر کے درمیان میں بیٹھنا مستعدیوں کو بھاری ہوگا تو نہ بیٹھے پانچویں ترویجے میں احتیاط ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۶۰)

ترویجہ میں کتنی دیر بیٹھنا چاہیے؟

سوال :- مقدار ترویجہ یعنی چار رکعت کے بعد جو بیٹھے ہیں اس کی کیا مقدار ہے اس ترویجے سے کیا مراد ہے آیا وہ چار رکعت جن میں پڑھا گیا ہے یا جتنی دیر میں چار رکعت مختصر نفل پڑھی جائیں؟

جواب :- بَعْدَ كُنْ أَرْبَعَةً بِقَدْرِهَا سے ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ

وہ نصاب رکعات جتنی دربر میں پڑھی گئی ہیں وہ مراد ہے۔ (افراد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۰)۔
ترجمہ عالمگیری ہندی میں ہے کہ اگر نمازیوں کو گرانی اور کمی جماعت کا اندیشہ ہو تو اس سے
بھی کم بیٹھا درست ہے لیکن مقتدیوں کی جلدی اور گرانی کے باعث (تسبیح) رکوع و سجود
اور سبحانک اللہم اور درود چھوڑنا بالکل درست نہیں ہے البتہ دعا کے چھوڑنے میں یعنی **سُبْحَانَ
ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ** وغیرہ کے چھوڑنے میں بشرطیکہ مقتدیوں کو جلدی ہو تو کوئی مضائقہ
نہیں ہے۔ (ترجمہ عالمگیری ہندی ص ۱۸۵)

ترویج کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا

سوال ۱۔ تراویح کی چار رکعت ادا کرنے کے بعد ترویج میں بعض حضرات تسبیح
آہستہ پڑھ کر خواجہ عالم کے درود کے بعد بلند آواز سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نعرہ بلند کرتے ہیں۔
اس کی اصل کسی کتاب میں شرعاً پائی جاتی ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اس کی اصل ہیئت کذائیہ (حقیقت) شریعت میں کچھ نہیں ہے۔
فقہائے نے یہ لکھا ہے کہ تراویح کے ترویج میں یعنی چار رکعت کے بعد اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے
یا کھاتے نفل پڑھے یا قرآن شریف پڑھے۔ یا کچھ نہ کرے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۴۶ بحوالہ المختار ج ۱ ص ۶۶۱ بحث تراویح)

ترویج کی دعا کا ثبوت ہے یا نہیں

تراویح میں ہر چار رکعت کے بعد جو ذکر مشہور ہے وہ کسی روایت اور حدیث میں نہیں ملتا البتہ
علامہ شامی نے تہقانی وغیرہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ ترویج کے بعد یہ ذکر کیا جائے۔

سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ وَالْمَلَكُوتِ سُبْحَانَ ذِي الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْهِيبَةِ وَ
الْقُدْرَةِ وَالْكَرَمِ وَالْحَبْرُوتِ، سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَمْدِ الَّذِي لَا يَتَأَمُّ وَلَا يَمُوتُ
سُبُوْحٌ قُدُوْسٌ سَبِيْحٌ وَسَبُّ الْمَلِيْكَةِ وَالرُّوْحِ اَللّٰهُمَّ اَجْرُنَا مِنَ النَّارِ بِاَلْحَبْرِ
بِاَلْحَبْرِ

ہر چار رکعت پر دعائے مانگنا

سوال ۱۔ تراویح میں ہر چار رکعت پر حافظ اور مقتدیوں کے ملکہ دعا کرنے کا دستور ہے تو کیا یہ سنت طریقیہ ہے؟ حافظ صاحب زور سے دعا پڑھتے ہیں کوئی کچھ بڑھ نہیں سکتا تو کیا ترویجہ میں صرف دعا ہی کر سکتے ہیں؟

جواب ۱۔ تراویح میں ہر ترویجہ کے بعد حافظ اور مقتدیوں کا ملکہ دعا کرنے کا دستور سنت کے مطابق نہیں ہے رسمی اور رواجی ہے۔

شریعت مطہرہ نے اجازت دی ہے۔ اجازت میں دخل بے فائدہ ہے اور دوسرے اذکار مثلاً تلاوت، تسبیح، نفل وغیرہ سے روکنے کے مترادف ہے لہذا طریقہ مذکورہ قابل ترک ہے جس کا جی چاہے پڑھے مگر اس طرح کہ دوسروں کا وجہ ہوا نہ رہے منع کیا جائے اختیار ہے چپ بیٹھا ہے یا کلمہ پڑھے یا تلاوت کرے۔ یاد و د شریف پڑھے۔ یا نفل نماز پڑھے مگر جماعت سے مکروہ ہے یا یہ تسبیح پڑھے۔ **سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ**

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ شامع مع در مختار ج ۱ ص ۶۲۱)

ہر ترویجے میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا

سوال ۱۔ تراویح کے ہر ترویجے میں تسبیح و تہلیل کے بعد امام و مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا یا صرف مقتدیوں کا ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ نیز اگر حافظ ترویجے میں دعا اس خیال سے مانگتا ہو کہ اس کا ثبوت نہیں اور اس سے مقتدیوں کا فرمائش کرنا کہ دعا حاضر مانگے اس میں کوئی مضائقہ ہے یا نہیں؟ حافظ اگر مقتدیوں کا کہا پورا نہیں کرتا تو مقتدی ناراض ہوتے ہیں تو اس صورت میں حافظ صاحب کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب ۱۔ تراویح کے ہر ایک ترویجہ میں تسبیح و تہلیل وغیرہ اور دعا مانگنا کا پڑھنا منقول ہے۔ اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صرف بیس رکعت کے ختم پر معمول ہے پس ایسا ہی کرنا چاہیے۔ حافظ صاحب کو اس صورت میں مقتدیوں کا کہنا ماننا ضروری نہیں ہے اور نہ مقتدیوں

إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَيَذِيحُ الْحَمْدُ " چار رکعت کے بعد اَلْبَدُّ
 مُحَمَّدٌ وَالْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
 وَاللَّهُ الْحَمْدُ پڑھنے کے بعد یا کریم المعروف الخ پڑھتا ہے۔ اور دوسرے
 ترویجے میں، خَلِيفَةُ رَسُولِ اللَّهِ بِالْحَقِيقِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُنَا أَبُو بَكْرٍ
 الصِّدِّيقُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ پڑھتا ہے۔ اور پھر تیسرے ترویجے میں
 مُرْتَبِنُ الْمَسْجِدِ وَالْمَنْبَرِ الْبَحْرَابِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُنَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ پڑھتا ہے۔ اور چوتھے ترویجے میں جَابِلُ الْقُرْآنِ
 كَامِلُ الْحَبَاءِ وَالْإِيمَانِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُنَا عُثْمَانُ بْنُ عَفَّانَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ اور پانچویں ترویجے میں أَسَدُ اللَّهِ الْغَالِبُ مَظْهَرُ الْعَجَائِبِ وَ
 الْغَرَائِبِ إِمَامُ الْبَشَائِقِ وَالْمَعَارِبِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ أَبِي
 طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ پڑھتا ہے اور سَبْحَانَ الْمَلِكِ الْقَدِيمِ
 بھی ایک آدمی پڑھتا ہے۔ اور یہ تمام اوراد بلند آواز سے پڑھے جاتے ہیں جس کی وجہ
 دوسرے لوگ نسیح وغیرہ کچھ نہیں پڑھ سکتے۔ اور تیسرے پہلے اَلْوَسْطُ رَاجِبٌ رَحْمَتِكُمْ
 اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الخ پڑھتا ہے۔ کیا ان تمام کلمات کا پڑھنا حدیث سے ثابت ہے۔
 اور ان کے پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب:- یہ سب باتیں سنت کے مطابق نہیں ہیں محض رسمی اور رواجی ہیں
 لہذا قابل ترک ہیں، اور رکعت پر ترویج نہ نہیں ہے۔ البتہ چار رکعت کے بعد ترویج ہے
 اور اس قدر بیٹھنے کا حکم ہے کہ نمازیوں پر بار نہ گذرے۔ اور اس میں اجتماعی دعا اور ذکر نہیں
 ہے، لوگ انفرادی طور پر جو چاہیں پڑھیں، چاہے تلاوت کریں، یا نفل پڑھیں یا ذکر و اذکار
 میں مشغول رہیں، یا درود شریف پڑھتے رہیں، یا خاموش بیٹھے رہیں۔ سب جائز ہے
 ایک چیز کا سب کو پابند بنانا دنیا شرعی کی وی ہوئی آزادی پر پابندی لگانا ہے۔

ترویج میں تسبیح آہستہ پڑھے یا زور سے؟

سوال ۱۔ تراویح کی ہر چار رکعت کے بعد جو تسبیح پڑھی جاتی ہے یعنی سُبْحَانَ ذِي الْمَلِكِ اَلْحَمْدُ لَكَ يَا اَمَامِ اَدْرِ مَقْتَدِي زور سے پڑھیں یا آہستہ یا امام اور مقتدیوں کے حکم میں کچھ فرق ہے؟

جواب :- تسبیح مذکور آہستہ پڑھنا بہتر ہے۔ زور سے نہ پڑھنا چاہیے امام بھی آہستہ پڑھے اور مقتدی بھی آہستہ پڑھیں۔ جیسا کہ مشکوٰۃ کی حدیث میں ہے
يَا أَيُّهَا النَّاسُ اسْرَبَعُوا عَلَيَّ أَنْفُسِكُمْ فَإِنَّكُمْ لَأَنْتُمْ عَمُوتٌ أَصَمٌّ وَلَا تَخَابِثُوا الْحَدِيثَ ۱

لوگو اپنے اوپر نرمی سے کام لو (دعا زور سے نہ مانگو) اس لئے اگر تم کسی بہرے یا غیر موجود کو نہیں پکار رہے ہو۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۳

بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۲۰۱

باب ثواب التسبیح فصل اول



پانچواں باب

تراویح کب سے شروع ہوتی ہے اور کب تک رتی ہو اور کیا وقت ہے ؟

جس رات رمضان کا چاند دیکھا جائے اسی رات سے تراویح شروع کی جائے اور عید کا چاند نظر آجائے تو چھوڑ دی جائے۔

پورے ماہ تراویح پڑھنا سنت ہے اگرچہ تراویح میں قرآن شریف مہینے سے پہلے ہی ختم کر دیا ہو مثلاً پندرہ بیس دن وغیرہ میں پورا قرآن پڑھ دیا جائے۔ تو بقیہ دنوں میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

بعض لوگوں کا خیال ہوتا ہے کہ جلدی سے کسی مسجد میں آٹھ دس دن میں قرآن شریف سن لیں پھر چھٹی۔ اس لئے یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ یہ دو سنتیں الگ الگ ہیں تمام کلام اللہ کا تراویح میں پڑھنا یا سننا ایک مستقل سنت ہے اور پورے رمضان شریف کی تراویح مستقل ایک الگ سنت ہے پس اس صورت میں ایک سنت پر عملی ہو اور دوسری سنت رہ گئی البتہ جن لوگوں کو رمضان المبارک میں سفر وغیرہ یا کسی وجہ سے ایک جگہ تراویح پڑھنا مشکل ہو تو ان کے لئے مناسب ہے کہ اول قرآن شریف چند روز میں جہاں پر ختم ہوتا ہو وہاں سن لیں؛ تاکہ قرآن شریف ناقص نہ رہے۔

پھر جہاں وقت ملے اور موقع ہو وہاں تراویح پڑھ لی جائے۔ قرآن شریف بھی اس صورت میں ناقص نہیں ہوگا اور اپنے کام میں بھی حرج نہ ہوگا۔ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد شروع ہوتا ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے اگر نماز عشاء سے پہلے تراویح پڑھ لی جائے۔ تو اس کا شمار تراویح میں نہ ہوگا۔ مظاہر حق جدید ترتیب ۱۴۔ دفعات روغان بولانا کریم ص ۶

تراویح میں ایک ختم سے مراد کونسی سنت ہے ؟

سوال :- رمضان میں تراویح میں ایک ختم کرنا فقہائے سنت لکھا ہے اس سے

کونسی سنت مراد ہے موکدہ یا غیر موکدہ ؟

جواب :- صحیح مذہب اور قول اصح یہ ہے کہ تراویح میں ایک قرآن ختم کرنا سنت موکدہ ہے قوم کی کاہلی کی وجہ سے اسے ترک نہ کیا جائے۔ اور دو ختم کرنے میں فضیلت ہے اور تین ختم کرنا افضل ہے۔ اور جہاں فقہار نے ایک ختم کو سنت لکھا ہے اس سے ظاہراً سنت موکدہ مراد ہے بعض فقہا لکھتے ہیں کہ کسی جگہ کے لوگ اتنے سست اور بد دل اور بد شوق ہوں کہ پورا قرآن شریف سننے کی تاب نہ رکھتے ہوں تو اتنا پڑھے کہ مسجدیں جماعت سے خالی نہ پڑ جائیں ایسی ابرحالت نہ ہو تو ایک ختم سے کم نہ کرے کیوں کہ یہی سنت ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۰۶، بحوالہ البحر الرائق ج ۱ ص ۶۱

مہینے میں ایک ختم قرآن سنت ہے

مہینے میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت موکدہ ہے مگر لوگوں کی کاہلی یا سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کرنا چاہیے لیکن اگر یہ اندیشہ ہو کہ پورا قرآن پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہیں آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ہی ناگوار ہوگا تو بہتر ہے جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے اور بانی القرآن کَیْفَ سے آخر تک کی دس رکعت پڑھ دیجائیں۔

(مظاہر جدید ترتیب ۱۱۴)

آنحضرت سے بیس رکعت کا ثبوت

سوال :- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان میں کتنی رکعت تراویح پڑھی ہیں؟
جواب :- بیس تراویح پڑھا ہے اور احادیث سے ثابت ہے بیس رکعت تراویح پڑھنی چاہیے آنحضرت نے بھی بیس رکعت پڑھی ہیں۔

مُصَنَّف ابْن ابی شیبہ، طبرانی اور بیہقی میں یہ حدیث موجود ہے: عَنْ ابی عبد اللہ بنی اللہ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً سِوَى الْوُتْرِ — حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں

بیس رکعتیں وتر کے علاوہ پڑھا کرتے تھے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۲
بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰ بحث التراویح

تراویح آنحضرتؐ سے ثابت ہے

سوال ۱:- تراویح کا پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے یا نہیں؟
جواب:- تراویح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات پڑھی ہیں پھر صحابہ کرامؓ
نے آپ کے بعد اس پر موافقت و پابندی فرمائی ہے لہذا تراویح باجماعت ہوگئی۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۵۳۔ بحوالہ ابوداؤد و ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۹ بحث صلوة التراویح

تراویح باجماعت سنت ہے یا نہیں؟

سوال ۱:- کیا تراویح باجماعت مسجد میں پڑھنا ضروری ہے؟ گھر میں پڑھ سکتے ہیں
یا نہیں۔

جواب ۱:- تراویح مسجد میں باجماعت پڑھنا سنت ہے مگر سنت کفایہ ہے یعنی مسجد
میں اگر تراویح کی جماعت نہ ہوگی تو اولی محلہ گنہگار ہوں گے اور تارکین سنت بھی۔ اگر بعضوں نے
جماعت مسجد میں ادا کی اور بعضوں نے گھر میں ادا کی تو ترک سنت کا گناہ نہ ہوگا مگر جماعت اور مسجد
کی فضیلت سے محروم رہیں گے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۲ بحوالہ صفیری ۲۰۵)

تراویح بلا عذر شرعی چھوڑنا کیسا ہے؟

سوال ۱:- تراویح کو بلا عذر قصداً چھوڑنا اور یہ کہنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود
چھوڑی ہیں اس لئے ہم بھی چھوڑتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں؟
جواب:- تراویح سنت مؤکدہ ہیں بلا عذر ان کو چھوڑنے والا عاصی اور گنہگار ہے۔
خلفاء راشدین اتمام مقامہ اور سلف صالحین سے اس کی پابندی ثابت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ
وسلم نے خود فرمایا ہے کہ مجھے خیال ہے کہ کہیں فرض نہ ہو جائیں۔ یہی ایک چیز ہے جس کی وجہ سے

آنحضرتؐ نے مواظبت نہیں فرمائی حقیقت میں آپؐ کا یہ فسر مانا ہی خود ان کے اہتمام کی کھلی دلیل ہے کسی شخص کا یہ عذر کرنا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح ترک کی ہیں میں بھی چھوڑتا ہوں قطعاً ناقابل قبول اور ناواقفیت پر مبنی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۱ خلاصہ ردالمحتار بحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹

تراویح کے چھوڑنے والے کا حکم

سوال ۱۔ جو لوگ تراویح نہیں پڑھتے ان کا کیا حکم ہے ؟
جواب: تراویح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک سنت مؤکدہ ہیں اور جماعت بھی تراویح میں سنت ہے اس کے چھوڑنے والے مسیء خطاکار اور گنہگار ہیں۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۵۵۔ بحوالہ ردالمحتار بحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۰

تراویح روزے کے تابع نہیں

سوال ۱۔ زید کہتا ہے کہ جو لوگ عذر شرعی کی وجہ سے روزہ نہیں رکھتے وہ نماز تراویح ضرور پڑھیں ان کو ثواب ضرور ہوگا۔ بکر کہتا ہے معذور شخص جو روزہ نہ رکھے وہ تراویح بھی نہ پڑھے بلکہ جو شخص روزہ نہ رکھے اس کا تراویح پڑھنا الطاعذاب ہے ان دونوں میں کس کا قول صحیح ہے ؟

جواب:۔ زید کا قول صحیح ہے بکر غلط کہتا ہے تراویح کے لئے روزہ شرط نہیں ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۹ باب النوازل بحث فی التراویح

نماز تراویح روزہ کے تابع نہیں ہے جو لوگ کسی وجہ سے روزہ نہ رکھیں ان کو بھی تراویح پڑھنا سنت ہے اگر نہیں پڑھیں گے تو ترک سنت کے گنہگار ہوں گے۔ (مظاہر حق جدید ترتیب ۲)

تراویح پڑھے اور دن میں روزہ نہ رکھے تو اس کا حکم کیا ہے ؟

سوال ۱۔ جس روزات کو تراویح پڑھے اگر صبح کو روزہ نہ رکھے تو اس کا حکم کیا ہے ؟

جواب ۱۔ اگر کوئی عذر ہے مثلاً مرض یا سفر ہے تو روزہ نہ رکھے مباح اور درست ہے کچھ گناہ نہیں ہے اور بے عذر رمضان کا روزہ نہ رکھنا گناہ کبیرہ ہے جس کا بدلہ تمام عمر کے روزوں سے بھی نہیں ہو سکتا۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۶

بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۱ و مشکوٰۃ ص ۱۷۷

وظیفہ کی وجہ سے جماعت و ترک کرنا

سوال ۱۔ ایک شخص عشاء کی سنت اور وتر کے درمیان ایک وظیفہ کا عادی ہے رمضان میں چونکہ وتر جماعت سے ہوتے ہیں تو وظیفہ کیسے پڑھنا چاہیے اگر وظیفہ پڑھتا ہے تو بارہ تراویح چھوٹ جاتی ہیں اور آٹھ ملتی ہیں۔ اور آٹھ تراویح پڑھ کر وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے یا کیا جماعت و ترک چھوڑ دے یا وظیفہ کو رمضان میں ترک کر دے۔ ۶۔

جواب ۱۔ وظیفہ کی وجہ سے جماعت و ترک چھوڑنا نہیں چاہیے اور تراویح بیس رکعت پڑھنی چاہیں۔ وظیفہ اگر پڑھنا ہو تو وتر کے بعد یا کسی اور وقت پڑھ لے۔
غرض یہ ہے کہ وظیفہ کی وجہ سے کسی واجب و سنت کو ترک نہ کرے بلکہ وظیفہ ہی کو چھوڑ دے یا دوسرے وقت پڑھ لے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۶ بحوالہ ردالمحتار ص ۶۶۰

تراویح کے وقت نیند کا غلبہ ہو تو کیا حکم ہے

سوال ۱۔ تراویح کے وقت نیند کا غلبہ زیادہ ہو، مونہہ پر پانی چھڑکنے کے باوجود نیند ستائے تو نماز چھوڑ کر سونے کے لئے گھر جاسکتا ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ جی ہاں جاسکتا ہے اس میں کچھ حرج نہیں نیند کے غلبہ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے اور منع ہے نیند پوری ہونے کے بعد بقیہ تراویح کو وقت کے اندر صبح صادق تک پڑھ لے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۵۵ بحوالہ صغیری ص ۲۱۱

اور ترجمہ عالمگیری ہندی میں ہے کہ اگر نیند کا غلبہ ہے تو جماعت کے ساتھ تراویح پڑھنا مکروہ ہے بلکہ علیحدہ ہو جائے اور خوب ہوشیار ہو جائے۔ اس لئے کہ نیند کے ساتھ نماز

پڑھنے میں سستی اور غفلت ہوتی ہے اور قرآن میں غور و فکر کرنا چھوڑتا ہے۔
(ترجمہ ہندی فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ)

مقتدی قعدہ میں سو جائے تو کیا حکم ہے

کسی شخص نے تراویح کی نماز امام کیساتھ شروع کی جب امام صاحب نے قعدہ کیا تو وہ سو گیا اس عرصہ میں امام صاحب نے سلام پھیر کر دوسرا دوگانہ بھی پڑھا اور تشہد کیا اسلئے قعدے میں بیٹھے تو اس وقت وہ شخص ہوشیار ہوا اگر اس کو یہ معلوم ہو گیا تو سلام پھیر دے اور دوبارہ نیت باندھ کر امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہو جائے اور جس وقت امام سلام پھیرے تو کھڑا ہو کر دو رکعتیں جلد پڑھے اور سلام پھیر دے پھر امام کے ساتھ تیسرے دوگانہ میں شریک ہو جائے۔
(ترجمہ ہندی فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۱۹۰ کتاب الصلوٰۃ۔)

تحریمہ میں مقتدی کی غلطی

بعض مرتبہ مقتدی بھی ایسی غلطی کر بیٹھتے ہیں جس سے ان کی نماز فاسد ہو جاتی ہے مثلاً امام کے تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے مقتدی اللہ اکبر کہہ دیتے ہیں یا امام کے لفظ اللہ ختم ہونے سے پہلے ہی لفظ اللہ کہہ دیتے ہیں ان دونوں صورتوں میں نماز کا شروع کرنا صحیح نہیں ہوتا ان مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ پھر سے دوبارہ اللہ اکبر کہہ کر امام کے پیچھے نماز کی نیت باندھیں۔

(مسائل ہمدہ ہو ص ۴، بحوالہ صغیری ص ۱۱۳۳)

اکثر مقتدیوں کو دیکھا جاتا ہے کہ اگر امام رکوع میں چلا گیا تو اس کے ساتھ رکوع میں شریک ہونے کے لئے سیدھے کھڑے ہوئے بغیر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلے جاتے ہیں اس طور پر کہ ان کی اللہ اکبر کی آواز رکوع میں پہنچ کر ختم ہوتی ہے

اس طرح نماز میں شریک ہونا درست نہیں تکبیر تحریمہ کے فارغ ہونے تک کھڑا ہونا فرض ہے یعنی سیدھے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کی آواز ختم ہو جائے اس کے بعد رکوع کیلئے جھکنا چاہئے۔

اگر تکبیرات تحریمہ بحالت قیام ختم نہ ہوں تو اس کا نماز میں شمول صحیح نہیں ہوا۔ کتاب المفتی ج ۲ ص ۳۹

نماز تراویح کی نیت

نماز تراویح کا طریقہ وہی ہے جو دیگر نمازوں کا ہے اور اس کی نیت اس طریقہ سے ہے کہ میں دو رکعت نماز تراویح پڑھنے کی نیت کرتا ہوں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ کہہ کر اللہ اکبر نیت باندھ لے۔
(مظاہر حق جدید ترتیب ۱۱۴)

تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ باندھنے کا طریقہ

سوال ۱۔ تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر باندھیں یا چھوڑ کر پھر باندھیں صحیح طریقہ کیا ہے؟

جواب: تکبیر تحریمہ کے بعد اور وتر میں قنوت سے پہلے اسی طرح نماز عید کی پہلی رکعت میں تیسری تکبیر کے ساتھ ہاتھ اٹھا کر باندھ لئے جائیں۔ ہاتھ چھوڑ کر پھر باندھنا کہیں سے ثابت نہیں۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۳۷)

بغیر ثناء کے قراءت شروع کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی حافظ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً بغیر ثناء پڑھے سورہ فاتحہ شروع کر دے تو کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ ثناء نہ پڑھنے کی عادت کرنا تو مذموم حرکت ہوگی باقی اس سے نماز میں کوئی کراہت نہیں آئے گی اس لئے کہ قراءت ثناء محض مستحب ہے اور ترک مستحب سے ادائیگی صلوة میں قباحت نہیں آتی۔ فقط واللہ اعلم
کتبہ العبد نظام الدین مفتی دارالعلوم دیوبند ۱۳۰۴ھ

تراویح میں ایک مرتبہ ہی بیس رکعتوں کی نیت کرنا

سوال ۱۔ تراویح کی بیس رکعتوں کے لئے شروع ہی میں ایک مرتبہ نیت کافی ہوگی

یا ہر دو رکعت پر نیت کرنا کافی ہوگا۔

جواب ۱۔ تراویح کے لئے شروع میں بیس رکعت کی نیت کافی ہے ہر دو رکعت پر نیت کرنا شرط نہیں مگر بہتر ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۳۵۴)

تراویح کی نماز دو رکعت کر کے پڑھیں؟

سوال ۱۔ تراویح میں دو دو رکعت کر کے پڑھیں یا چار چار کر کے۔؟

جواب ۱۔ تراویح میں دو دو رکعت پر سلام پھیرنا بہتر ہے۔ تراویح اگرچہ سنت مؤکدہ ہے لیکن چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے برخلاف ظہر کی چار رکعت سنت کے ان کا ایک سلام سے پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۷)

(بحوالہ ردالمحتار بحث التراویح ص ۶۶۰)

اور تراویح میں افضل دو دو رکعت پر سلام پھیرنا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۲۶۸)

(بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۳۳ باب التراویح والنوافل)

تراویح میں قراءت مسنونہ کی مقدار

سوال ۱۔ عیم رمضان کو حافظ خراب سنانے کے لئے تیار ہوا ایک مقتدی نے انکا کیا کہ ہم قرآن شریف نہیں سنتے امام اور دیگر مقتدیوں نے اس کو جواب دیا تم نہیں سنتے ہم نہیں گے اس پر شخص اول نے کہا کہ چھوٹی سورتوں سے پڑھاؤ اعتراض کرنے والا شخص تو انا اور سندرست ہے اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔؟

جواب ۱۔ فقہار نے لکھا ہے کہ افضل اس زمانہ میں اس قدر پڑھنا ہے کہ تراویح مقتدیوں پر بھاری نہ ہو پس شخص مذکور کے قول کو بھی اسی پر معمول کیا جائے گا کہ مقتدیوں کے حال کے مناسب سورتوں سے تراویح کا پڑھنا، یہ کہ قرآن شریف سننے سے انکار ہے۔

بلکہ مطلب یہ ہے کہ تراویح میں پورا قرآن شریف حتم نہ کر لو بلکہ ۔۔۔ سورتوں سے تراویح پڑھو۔ اس میں کچھ تباحث نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۱ بحوالہ ردالمحتار باب تراویح والنوافل)

بحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۲

کیا تراویح لمبی نہیں ہوتی چاہیے؟

سوال ۱۔ ایک شخص جماعت تراویح میں یہ اعتراض کرتا ہے کہ لوگ دن بھر کے تھکے ماندے ہوتے ہیں اس لئے حافظ کو اتنی لمبی رکعتیں نہ کرنی چاہئیں تو اس صورت میں امام کو کیا کرنا چاہیے؟

جواب ۱۔ امام کو قرأت ہلکی ہی کرنی چاہیے۔ البتہ ایک دفعہ ختم قرآن شریف تراویح میں ہو جانا سنت ہے ایک ایک پارہ روز ہو جایا کرے اس سے کم نہ ہو۔ (فتاویٰ دارالعلوم جلد ۱ ص ۲۵)

تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے

سوال ۱۔ تراویح میں پورا قرآن شریف پڑھنا افضل ہے یا سورہ فیل سے تراویح پڑھنا بہتر ہے؟

جواب ۱۔ درمختار بحث التراویح جلد ۱ ص ۶۲ کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن کا ختم تراویح میں ایک بار سنت ہے اور قوم کی سستی کی وجہ سے اس کو ترک نہ کریں اسی پر عمل ہے اور یہی معمول ہے۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۰۰)

بیس رکعت تسلیم کرے اور پھر کمی بیشی کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ اگر کوئی شخص بیس رکعت تراویح سنت ہونے کا اعتقاد رکھتے ہوئے کبھی گیارہ کبھی تیرہ اور کبھی اکتالیس رکعتیں پڑھے تو کیا گنہگار ہوگا؟ نیز اعداد مذکورہ احادیث میں آئے ہیں یا نہیں؟

جواب ۱۔ تراویح بیس رکعت سنت مؤکدہ ہے اس کے خلاف کرنے والا حنفیہ کے نزدیک تارک سنت ہے اور سنت کے خلاف کرنا بُرا ہے۔

اور اعداد مذکورہ حدیث میں آتے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک تمام احادیث پر پوری بصیرت کے ساتھ غور کرنے کے بعد یہی بیس رکعت راجح ہیں اور حضرت عمرؓ کی تحریک سے اسی پر

صحابہ کا اجماع ہوا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۹۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۰)

اما تراویح وغیرہ میں قرأت کیسی آواز سے کرے

سوال:- امام تراویح وغیرہ جہری نمازوں میں قرأت کس قدر زور سے پڑھے؟

جواب:- افضل اور بہتر یہ ہے کہ امام جہری نمازوں میں بلا تکلف اس قدر زور سے پڑھے کہ مقتدی قرأت سن سکے اس سے زیادہ تکلف کر کے پڑھنا مکروہ اور منع ہے ارشادِ ربّانی ہے **وَلَا تَجْهَرُ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتُ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذَلِكَ سَبِيلًا** (یعنی سرتکلمہ ۱۲) اور نہ تم اپنی نمازوں میں زیادہ زور سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ پڑھو اس کے بیچ درمیانی راہ اختیار کرو۔

مفسرین فرماتے ہیں کہ نماز میں درمیانی آواز سے قرأت کرنی چاہیے اس سے قلب پر اثر ہوتا ہے نہ اس قدر زور سے پڑھے کہ قاری اور سامع دونوں کو تکلیف ہو کہ اس سے حضور قلب میں خلل آجائے! (خلاصۃ التفسیر ج ۳ ص ۶۷، تفسیر فتح المنان ج ۵ ص ۹۶)

فقہاء کرام زور سے پڑھنے میں دو باتیں ضروری قرار دیتے ہیں اول یہ کہ پڑھنے والا اپنے اوپر غیر معمولی زور نہ ڈالے (یہ مکروہ ہے) دوسرے یہ کہ دوسروں کو تکلیف نہ ہو مثلاً تہجد کے وقت کوئی سو رہا ہے یا کچھ لوگ اپنے کام میں مصروف ہیں آپ ان کے پاس کھڑے ہو کر اتنی بلند آواز سے قرأت کرنے لگیں کہ ان کے کام میں خلل ہو تو یہ بھی مکروہ ہے ان دونوں باتوں کے بعد تیسری بات یہ ہے کہ جماعت کی کمی زیادتی کا لحاظ کرتے ہوئے اس کے بموجب قرأت کریں مثلاً مقتدیوں کی تین صفیں ہیں۔ آپ اتنی بلند آواز سے پڑھیں کہ تیسری صف تک آواز پہنچتی رہے یا اس سے زیادہ زور سے پڑھیں کہ باہر تک آواز پہنچے فقیر ابو جعفر کا یہ قول ہے کہ جتنی بلند آواز سے پڑھیں اچھا ہے۔ بشرطیکہ پڑھنے والے پر تعجب نہ ہو اور کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔ مگر دوسرے فقہاء کا یہ قول ہے اور راجح یہی ہے کہ بقدر ضرورت آواز بلند کریں یعنی صرف اتنی آواز بلند کریں کہ تیسری صف تک آواز پہنچے البتہ اگر صفیں زیادہ ہوں تو آواز کو اس کے بلند بھی کر سکتے ہیں بشرطیکہ اپنے اوپر زیادہ زور نہ پڑے۔

فتاویٰ رحمیہ ج ۱ ص ۲۵۱۔ بحوالہ مطہادی علی مرآتی العکبری ص ۱۳۷
فصل فی واجب الصلوٰۃ۔ در مختار ص ۳۹۷ مجمع الانبیاء ص ۱۰۳۔ مالکی ص ۷۷

تہنہا نماز تراویح کس آواز سے پڑھیں؟

سوال مرد تراویح جماعت سے پڑھیں یا علیحدہ علیحدہ؟ اگر تہنہا پڑھیں تو بلند آواز سے پڑھیں یا آہستہ؟

جواب مرد جماعت سے پڑھیں اگر کوئی شخص جماعت سے رہ جائے اور تہنہا پڑھے تو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے دونوں صورتیں درست ہیں مگر آواز سے بہتر ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۹۹ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۵۵۶ باب التراویح)

کیا تراویح اس طرح بھی ہو جاتی ہے؟

سوال ۱۔ تراویح کی نماز اس طرح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ مثلاً پہلی رکعت میں سورۃ النکاح اور دوسری رکعت میں سورۃ اخلاص یا پہلی میں سورۃ العصر اور دوسری میں سورۃ اخلاص۔؟

جواب ۱۔ تراویح کی نماز اس طرح بھی ہو جاتی ہے مگر اس کو لازم نہیں سمجھنا چاہیے اور اس کی پابندی نہ کی جائے بالترتیب ہر رکعت میں سورت پڑھنی چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۱ بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۷)

ترجمہ عالمگیری میں ہے کہ الم ترکیف سے آخر قرآن تک دس سورتیں دو مرتبہ پڑھنا بہتر ہے ہر رکعت میں ایک سورت اس لئے کہ رکعتوں کی شمار میں بھول نہیں ہوتی اور اس کے یاد کرنے میں دل نہیں بٹتا۔ (بحوالہ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۹)

اگر یاد نہ ہو تو قبوری ہے پھر جو سورت بھی یاد ہو وہ پڑھ لے (ترتیب ارفع تا کم)

وتر پہلے پڑھیں، یا تراویح۔؟

سوال ۲۔ تراویح وتر سے پہلے پڑھنی چاہیے یا وتر کے بعد؟ ایک شخص پہلے وتر پڑھ کر بعد میں تراویح پڑھتا ہے شرعی حکم کیا ہے۔؟

جواب ۱۔ تراویح میں مشروع طریقہ یہ ہے کہ عشاء کے بعد اور وتر کے پہلے تراویح پڑھیں اور اس کے بعد پھر وتر پڑھیں۔ لیکن اگر تراویح وتر کے بعد پڑھیں تو یہ بھی صحیح ہے درمختار سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۲، بحوالہ درالمختار ج ۱ ص ۶۵۹)

دوسنت پہلے پڑھیں یا تراویح؟

سوال ۱۔ رمضان شریف میں اگر تراویح شروع ہو گئیں تو دوسنت جو فرض کے بعد ہیں اس کو پڑھ کر تراویح میں شریک ہوں یا سنت بعد میں پڑھیں؟

جواب ۱۔ فرض اور سنت پڑھ کر تراویح میں شامل ہوں۔ فتاویٰ شامی کے اندر ہے وَقْتَهَا بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ یعنی تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۰۰، بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۵۹)

جو افراد فرض ہونے کے بعد آئیں تو جماعت کریں یا نہیں؟

سوال ۱۔ اگر چند آدمی فرض نماز ہونے کے بعد آئے اور نماز تراویح شروع ہو گئی تو آنے والے فرض باجماعت ادا کریں یا تنہا تنہا پڑھ کر تراویح میں شامل ہو جائیں؟ نیز وتر جماعت کے ساتھ پڑھیں یا تنہا پڑھیں؟

جواب ۱۔ یہ لوگ علیحدہ علیحدہ فرض نماز پڑھ کر امام کے ساتھ تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائیں۔ اور و تراویح کے ساتھ جماعت سے پڑھیں اگرچہ انہوں نے فرض نماز جماعت سے نہیں پائی۔ درمختار میں ہے کہ فرض کو تنہا پڑھنے والا تراویح جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔ لہذا وتر بھی جماعت سے پڑھ سکتا ہے کیونکہ دونوں کا حکم برابر ہے جیسا کہ تراویح کو جماعت سے نہ پڑھنے والا وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے اسی طرح فرض کو تنہا پڑھنے والا بھی وتر کو جماعت سے پڑھ سکتا ہے۔

امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۳۸

کاثریہ اسٹڈی سٹریٹ مولانا مفتی سعید احمد صاحب پانپوری

چھوٹی ہونی تراویح کی رکعتیں کب پڑھیں

سوال :- ایک آدمی مسجد میں اس وقت داخل ہوا جب عشاء کے فریض ہو چکے تھے اور وہ تراویح میں دو چار رکعت ہو جانے کے بعد شامل ہوا اب چھوٹی ہونی تراویح کس طرح پوری کرے۔ نیز وتر باجماعت پڑھے یا چھوٹی ہونی تراویح پوری کرنے کے بعد وتر پڑھے۔؟

جواب :- اگر درمیان میں موقع ملے تو امام کے نزدیکہ میں بیٹھے کیونکہ پڑھ لے ورنہ امام کے ساتھ وتر جماعت سے پڑھ کر بعد میں چھوٹی ہونی تراویح پوری کر لے درمختار میں ہے کہ تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے اور صبح صادق تک رہتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۰ بحوالہ ردالمحتار بحث التراویح ج ۱ ص ۶۵۹

اور وتر پہلے اور بعد میں دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۳۱ بحوالہ ردالمحتار بحث التراویح

چھوٹی ہونی آیتوں کو تراویح میں کہاں دوہرائیں؟

سوال :- ہمارے یہاں حافظ عام طور پر مسائل سے ناواقف ہیں وہ تراویح میں قرآن شریف پڑھتے ہیں اور سہوا درمیان سے دو تین آیتیں چھوٹ گئیں یا زبیر زبیر پیش چھوٹ گیا تو دوسری رکعت میں ان چھوٹی ہونی آیتوں کو پھر پڑھ لیتے ہیں لیکن جس دوگانہ میں آیتیں چھوٹ گئیں محققین اس کا اعادہ نہیں کرتے۔

دریافت طلب یہ ہے کہ آیات کے چھوٹ جانے سے تغیر معنی کے سبب فساد نماز لازم آتا ہے تو نماز کو لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ یا معنی بدلنے کی خبر نہ ہونے کی وجہ سے لوٹانا ضروری نہیں ہے؟

جواب :- اگر قرأت کی غلطی کسی دوگانہ میں ایسے موقع پر آئی جو نماز کے فاسد کرنے کا موجب ہو تو اس دوگانہ (دو رکعتوں) کا لوٹانا ضروری ہے۔ اور اگر ایسی غلطی ہے جو مفید نماز نہیں ہے تو نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے بلکہ نماز ہو جاتی ہے۔

پس درمیان میں آیات کے چھوٹنے پر زبیر زبیر پیش کی غلطی کرنے میں بھی یہی حکم ہے مثلاً چند آیات کے درمیان میں چھوٹ جانے سے تغیر معنی نہیں ہوا تو دوگانہ صحیح ہو گیا صرف

ختم قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے یہ کافی ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۹۸، بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱۷ ص ۱۰۱)

چھوٹی ہوئی آیتوں کو اگلے دن پڑھنا کیسا ہے

سوال ۱- تراویح میں حافظ صاحب سے بعض آیتوں کا سہواً چھوٹ جانا اور دوسرے یا تیسرے دن ان آیات کو متفرق طور پر یکے بعد دیگرے پڑھ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور پورے ختم کا ثواب بلا کراہت ہوگا یا کراہت کے ساتھ؟

جواب:- صرف قرآن کے لئے دوسرے دوگانہ میں ان آیات کا اعادہ کر لیا جائے تو کافی ہے۔

پورے ختم کا ثواب ہو جائے گا اور جب کہ بھول کر ایسا ہوا ہے تو اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۹۳، بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱۷ ص ۱۰۱)

تراویح سے متعلق یکجا تیس مسائل

مسئلہ ۱ تراویح کی جماعت عشار کی جماعت کے تابع ہے لہذا عشار کی جماعت سے پہلے جائز نہیں اور جس مسجد میں عشار کی جماعت نہیں ہوئی وہاں پر تراویح کو بھی جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ (کبیری ص ۱۳۹)

مسئلہ ۲ ایک شخص تراویح پڑھ چکا امام بنکر یا مقتدی ہو کر اب اسی شب میں اس کو امام بنکر تراویح پڑھنا درست نہیں البتہ اگر دوسری مسجد میں تراویح کی جماعت ہو رہی ہے تو وہاں (بہ نیت نفل) شریک ہونا بلا کراہت جائز ہے۔ (کبیری ص ۳۸۹)

مسئلہ ۳ دو رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے اور چار میں بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے مکروہ نہیں۔ (مگر ہر نزدیک پر جلد استراحت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی) البتہ اس سے زیادہ خلاف ادنیٰ اور مکروہ ہے۔ (کبیری)

مسئلہ ۴ کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ تراویح کی جماعت شروع ہو گئی

تھی تو اس کو چاہیے کہ پہلے فرض اور سنتیں پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو اور چھوٹی طہوئی تراویح دو ترویج کے درمیان پوری کرے اگر موقع نہ ملے تو وتروں کے بعد پڑھے اور وتروں یا تراویح کی جماعت چھوڑ کر تنہا نہ پڑھے۔
(کبیری)

مسئلہ ۵ ایک امام کے پیچھے فرض دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے

مسئلہ ۶ اگر بعد میں معلوم ہوا کہ کسی وجہ سے عشاء کے فرض صحیح نہیں ہوئے مثلاً امام نے بغیر وضو پڑھائے یا کوئی رکن چھوڑ دیا تو فرضوں کے ساتھ تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔

اگرچہ یہاں وہ وجہ موجود نہ ہو۔ (کبیری)

مسئلہ ۷ قیام لیلِ رمضان یا تراویح یا سنتِ وقت یا صلوةِ امام کی نیت کرنے سے تراویح ادا ہو جائے گی۔ (غانیا)

مسئلہ ۸ اگر امام دوسرا یا تیسرا شفعہ پڑھ رہا ہے اور کسی مقتدی نے اس کے پیچھے پہلے شفعہ کی نیت کی تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (غانیا)

مسئلہ ۹ اگر یاد آیا کہ گذشتہ شب کوئی شفعہ تراویح کا فوت ہو گیا یا فاسد ہو گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ تراویح کی نیت سے قضا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰ اگر وتر پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک شفعہ مثلاً رہ گیا تھا تو اس کو بھی جماعت کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۱۱ اگر بعد میں یاد آیا کہ ایک مرتبہ صرف ایک ہی رکعت پڑھی گئی اور شفعہ پورا نہیں ہوا اور تراویح کی کل ۱۹ رکعات ہوئیں تو دو رکعات اور پڑھ لی جائیں۔ یعنی صرف شفعہ فاسدہ کا اعادہ ہوگا اور اس کے بعد کی تمام تراویح کا اعادہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۲ جب شفعہ فاسدہ کا اعادہ کیا جائے تو اس میں جس قدر قرآن شریف پڑھا تھا اس کا بھی اعادہ کرنا چاہیے تاکہ تمام قرآن صحیح نماز میں ختم ہو۔

مسئلہ ۱۳ اگر اٹھارہ پڑھ کر امام سمجھا کہ بیس پوری ہو گئیں اور وتروں کی نیت باعہد لی مگر دو رکعت پڑھ کر یاد آیا کہ ایک شفعہ تراویح کا باقی رہ گیا ہے جب ہی دو رکعت پر سلام پھیر دیا تو یہ شفعہ (دو رکعت) تراویح کا شمار نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۴ اگر امام نے دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا بلکہ چار پڑھ کقعدہ کیا تو یہ آخر کی دو رکعت شمار ہوں گی۔

مسئلہ ۱۵ بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے تراویح ادا ہو جائے گی مگر ثواب نصف ملے گا۔

مسئلہ ۱۶ اگر امام کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر پڑھائے تب بھی مقتدیوں کو کھڑے ہو کر پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۷ تراویح کو شمار کرتے رہنا مکروہ ہے کیونکہ یہ اکتا جانے کی علامت ہے

مسئلہ ۱۸ مستحب یہ ہے کہ شب کا اکثر حصہ تراویح میں خرچ کیا جائے۔

مسئلہ ۱۹ ایک مرتبہ قرآن شریف ختم کرنا پڑھ کر یا سکر سنت ہے دوسری مرتبہ فضیلت ہے اور تین مرتبہ افضل ہے لہذا اگر ہر رکعت میں تقریباً دس آیتیں پڑھی جائیں تو ایک مرتبہ بسہولت ختم ہو جائے گا۔ اور مقتدیوں کو بھی گرانی نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۰ جو لوگ حافظ ہیں ان کے لئے فضیلت یہ ہے کہ مسجد سے واپس آ کر بیس رکعت اور پڑھا کریں تاکہ دو مرتبہ ختم کرنے کی فضیلت حاصل ہو جائے۔

مسئلہ ۲۱ ہر عشرہ میں ایک ختم کرنا افضل ہے۔

مسئلہ ۲۲ اگر مقتدی اس قدر ضعیف اور کاہل ہوں کہ ایک مرتبہ بھی پورا قرآن شریف نہ سن سکیں بلکہ اس کی وجہ سے جماعت چھوڑ دیں تو جس قدر سننے پر وہ راضی ہوں اس قدر پڑھ لیا جائے۔ یا اَللّٰهُ تَرَكِيْف سے پڑھ لیا جائے لیکن اس صورت میں ختم کی سنت کے ثواب سے محروم رہیں گے۔

مسئلہ ۲۳ اگر کوئی آیت چھوٹ گئی اور کچھ حصہ آگے پڑھ کر یاد آیا کہ فلاں آیت چھوٹ گئی ہے تو اس کے پڑھنے کے بعد آگے پڑھے ہوئے حصہ کا اعادہ بھی مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴ کسی چھوٹی ہونی سورۃ کا فضل کرنا دو رکعت کے درمیان فریقین میں مکروہ ہے تراویح میں مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۵ اگر مقتدی ضعیف اور سست ہوں کہ طویل نماز کا تحمل نہ کر سکتے ہوں تو درود کے بعد دعا چھوڑ دینے میں مضائقہ نہیں لیکن درود کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۶ کوئی شخص ایسے وقت جماعت میں شریک ہو کہ امام قرأت شروع کر چکا تھا تو شنا (سبحانک اللہ) نہیں پڑھنا چاہیے۔

مسئلہ ۲۷ مسبوق اپنی نماز تنہا پوری کرنے کے لئے نہ اٹھے جب تک کہ امام کی نماز ختم ہونے کا یقین نہ ہو جائے۔ (محیط) کیونکہ بعض دفعہ امام سجدہ سہو کے لئے سلا پھیرتا ہے اور مسبوق اس کو ختم کا سلام سمجھ کر اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے ایسی صورت میں فوراً لوٹ کر امام کے ساتھ شریک ہو جانا چاہیے۔!

مسئلہ ۲۸ اگر کوئی شخص ایسے وقت آیا کہ امام رکوع میں تھا، یہ فوراً تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں شریک ہو جب ہی امام نے رکوع سے سر اٹھایا پس اگر سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر تحریمہ کہتے ہوئے رکوع میں گیا تھا اور رکوع میں جھکنے سے پہلے اللہ اکبر کہہ چکا تھا اور کمر کو رکوع میں برابر کر لیا تھا اس کے بعد امام نے رکوع سے سر اٹھایا تب تو رکعت مل گئی تسبیح اگرچہ ایک مرتبہ بھی نہ کہی ہو اور اگر امام کے سر اٹھانے سے پہلے رکوع میں کمر کو برابر نہیں کر سکا تو رکعت نہیں ملی۔ اور اگر تکبیر سیدھے کھڑے ہو کر نہیں کہی بلکہ جھکتے ہوئے کہی اور رکوع میں پہنچ کر ختم کی تو یہ شروع کرنا ہی صحیح نہ ہوگا۔ (محیط)

مسئلہ ۲۹ اگر رکوع میں امام کے ساتھ آ کر شریک ہو اور صرف ایک ہی تکبیر کہی تب بھی نماز صحیح ہوگئی۔ اگرچہ اس تکبیر سے رکوع کی تکبیر کی نیت کی اور تکبیر تحریمہ کی نیت نہ کی ہو اس نیت کا اعتبار نہ ہوگا بشرطیکہ تکبیر کھڑے ہو کر کہی ہو رکوع میں نہ کہی ہو۔

مسئلہ ۳۰ ایک امام کے پیچھے فرض اور دوسرے کے پیچھے تراویح اور وتر پڑھنا بھی جائز ہے۔ (کبریٰ)

ماخوذ از فتاویٰ محمودیہ مجموعہ فتاویٰ استاذی حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہی

ج ۲ ص ۲۵۰ تا ۲۵۷



چھٹا باب بِسْمِ اللّٰهِ کے بیان میں

کیا تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا ثابت ہے؟

سوال :- کیا کوئی روایت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے ہے کہ بسم اللہ ہر سورت کے ساتھ نازل ہوئی ہے اس لئے احتیاطاً تراویح میں جہر کے ساتھ ہر سورت پر پڑھی جائے؟ اگر بسم اللہ زور سے نہ پڑھی تو کیا گنہگار ہوگا؟

جواب :- اکثر روایات میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرأت الحمد سے شروع فرماتے تھے۔

اس سے معلوم ہوا کہ بسم اللہ کا جہر نہ فرماتے تھے یہی مذہب ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا۔ پس ہر ایک سورت کے ساتھ (تراویح میں) جہر نہ کرنا چاہیے صرف قرآن شریف میں ایک دفعہ کسی سورت میں زور سے پڑھ دے۔

فتویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۸

بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۲۵۴ باب صفحۃ الصلوٰۃ

بسم اللہ کا تراویح میں زور سے پڑھنا کیسا ہے؟

سوال :- اضلاع پشاور وغیرہ میں پورے قرآن شریف میں کسی سورت پر بھی بسم اللہ الرحمن الرحیم کو تراویح میں زور سے نہیں پڑھتے اور کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے اور زور سے پڑھنے میں بسم اللہ کا قرآن شریف کا جزر ہونا لازم نہیں آتا؟ حالانکہ علماء ہندوستان ایک دفعہ جہر کرتے ہیں۔

اور فتاویٰ عبدالحی میں ایک مرتبہ جہر پڑھنا مسنون لکھا ہے اس کے جہر کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- زور سے بسم اللہ الرحمن الرحیم ایک جگہ اس لئے ہے کہ وہ تمام قرآن کا جز ہے۔ ایک بھی جگہ جہر نہ ہونے سے سامعین کا قرآن سنا پورا نہ ہوگا۔ یہی وجہ جہر کی معلوم ہوتی ہے۔ ورنہ ظاہراً جزو قرآن ہونا جہر سے مستلزم نہیں مگر چونکہ تمام قرآن شریف

کا ختم تراویح میں مسنون ہے، اسلئے ایک مرتبہ بسم اللہ کو زور سے پڑھنے کے لئے سنت کہا گیا ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۳ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۵۸، باب صفۃ الصلوۃ

ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں

سوال ۱۔ ایک مولوی صاحب حافظ قرآن بھی ہیں اور قاری بھی وہ نماز تراویح میں ہر سورت پر فاتحہ کے بعد بسم اللہ زور سے پڑھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس میں نہ کوئی قباحت ہے نہ کراہت زور سے پڑھنے کے ثبوت میں یہ فرماتے ہیں کہ تراویح میں جیسا کہ تکمیل قرآن قرأت مقصود اور سنت مؤکدہ ہے ویسے ہی تکمیل قرآن سماعت بھی مقتدیوں کے حق میں مقصود ہے۔ لہذا تراویح میں جب تک بسم اللہ زور سے ہر سورت پر نہ پڑھی جائے گی مقتدیوں کے حق میں اختلاف دور نہ ہوگا اور اختلاف بھی مجتہدین کا نہیں بلکہ ائمہ قرأت کا ہے۔

ہر سورت میں فاتحہ کے بعد تراویح میں بسم اللہ کا زور سے پڑھنا کیسا ہے؟ اور بسم اللہ میں حنفیہ کو اپنے مجتہدین کا اتباع کر کے آہستہ پڑھنا چاہیے یا ائمہ قرأت کی پیروی کرتے ہوئے زور سے پڑھنا چاہیے؟

جواب ۱۔ درمختار باب صفۃ الصلوۃ ج ۱ ص ۴۵۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے اندر حنفیہ کے نزدیک باتفاق بسم اللہ کو آہستہ پڑھنا چاہیے اس میں حنفیہ کے نزدیک کسی کا اختلاف نہیں ہے اور مطلقاً ہر نماز کو شامل ہے چاہے نماز فرض ہو یا نفل تراویح وغیرہ۔

اور اسی عبارت سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ائمہ قرأت کا اتباع تلاوت کے اندر ہے نماز میں نہیں۔ اور اسی پر ہم نے اپنے اساتذہ علمائے احناف کو پایا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۶۵)

بِسْمِ اللّٰهِ كَا سُوْرَةٍ اٰخِلَاَصٍ كَيْسَا پڑھنا

بسم اللہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک قرآن شریف کی ایک آیت ہے اور کسی سورت کا جز نہیں اس کو ایک بار خواہ کہیں پڑھ لے قل هو اللہ کی خصوصیت نہیں ہے جہاں چاہے پڑھ لے البتہ یہ عقیدہ کرنا کہ سوائے قل اللہ کے اور کسی سورت پر درست نہیں بدعت ہوگا ورنہ کچھ حرج نہیں۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۶۵)

بسم اللہ کے بارے میں مولانا تھانویؒ کا فتوے

سوال ۱۔ تراویح میں جب کہ حافظ قرآن سنا رہا ہے تو وہ ہر سورت پر بسم اللہ کو زور سے پڑھے یا کسی ایک جگہ پڑھنی ہوگی؟

جواب ۱۔ بسم اللہ کے سورتوں کے درمیان ہونے سے اس کی جزئیت تو لازم نہیں آتی۔ لیکن کتب مذہب میں تصریح ہے کہ بسم اللہ مطلق قرآن کا جز ہے کسی سورت یا ہر سورت کا جز نہیں ہے پس اس کا مقتضی یہ ہے کہ ایک جگہ ضرور زور سے پڑھ لی جائے ورنہ سامعین کا قرآن پورا نہ ہوگا۔ قاری کا اخفار بسم اللہ میں بھی ہو جائے گا کیونکہ بعض اجزاء کا جہاد بعض کا اخفار جائز ہے۔
 فن قرأت سے تو اس مسئلہ کا عرف اس اندر معلق ہے۔ آگے فقہ سے تعلق ہے اور اس میں بسم اللہ کا اخفار ہے۔
 (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۹۵)

جو حنفی بسم اللہ کو تراویح میں ہر سورت پر جہر سے پڑھے
 وہ اپنے لک کی مخالفت کرتا ہے

فتاویٰ رحیمیہ میں بسم اللہ کے بارے میں تصریح ہے کہ:
 خارج نماز کے اندر قرآن کی تلاوت میں امام قرأت کے مسلک کا اتباع کیا جائے۔ اور نماز میں امام اعظم کے مسلک کی پیروی کی جائے۔
 (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۸۵)
 حجرت تحریر سے نیکر سلام پھیرنے تک پوری نماز امام اعظم کے مسلک کے موافق پڑھی جائے اور بسم اللہ میں مخالفت کی جائے یہ مناسب نہ ہوگا۔

بسم اللہ کے بارے میں مسلک امام اعظمؒ

اس پر تمام اہل اسلام کا اتفاق ہے کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم قرآن میں سورۃ نمل کا جز ہے اور اس پر بھی اتفاق ہے کہ سوائے سورۃ توبہ کے ہر سورہ کے شروع میں بسم اللہ لکھی جاتی ہے۔
 اس میں ائمہ مجتہدین کا اختلاف ہے کہ بسم اللہ سورۃ فاتحہ یا تمام سورتوں کا جز ہے یا نہیں؟

امام اعظم ابو حنیفہؒ کا مسلک یہ ہے کہ بسم اللہ بجز سورۃ نمل کے اور کسی سورت کا جز نہیں ہے بلکہ ایک مستقل آیت ہے جو ہر سورہ کے شروع میں دو سورتوں کے درمیان فصل اور امتیاز ظاہر کرنے کے لئے نازل ہوئی ہے اس کا احترام قرآن مجید کی طرح واجب ہے اسکو بے وضو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔

(معارف القرآن ج ۱ ص ۱۶)

مسئلہ ۱۔ نماز میں سورۃ فاتحہ کے بعد سورت شروع کرنے سے پہلے بسم اللہ نہیں پڑھنی چاہیے خواہ جہری نماز ہو یا سنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے ثابت نہیں ہے۔

(معارف القرآن ج ۱ ص ۲۰ بحوالہ شرح منیہ)

خلاصہ کلام

نذایات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بسم اللہ قرآن شریف کا جز ہے ہر سورت کا جز نہیں اسلئے تراویح میں ایک دفعہ جہر کے ساتھ پڑھنا اور اس کا سننا ضروری ہے اور اگر جہر کے ساتھ بسم اللہ نہ پڑھی گئی تو ایک آیت کی کمی سمجھی جائے۔

اب یہ کہ بسم اللہ کو لینی جگہ اور کس سورت میں پڑھیں تو اس میں اختیار ہے جس جگہ چاہیں پڑھ دیں۔

بعض حفاظ ختم قرآن کے دن بسم اللہ کو سورۃ اخلاص کے ساتھ خصوصیت سے پڑھتے ہیں بسم اللہ کا پڑھنا تو درست ہو جائے گا لیکن کسی خاص سورت کا التزام نہ کریں تاکہ سامعین اس کو جزو سورت نہ سمجھیں۔ بہتر ہے کبھی کسی سورت میں اور کبھی کسی سورت میں پڑھ دی جائے احقر کی رائے یہ ہے کہ تراویح کے پہلے دن قرآن شریف شروع کرنے پر سورۃ بقرہ کی ابتدا میں پڑھ دیجئے تاکہ اس حدیث پر بھی عمل ہو جائے کہ ہر کام بسم اللہ سے شروع کیا جائے۔

لیکن اسکو بھی ضروری نہ سمجھیں اختیار ہے جہاں چاہیں پڑھ سکتے ہیں نماز میں تو بسم اللہ کے سلسلہ میں امام اعظمؒ کی پیروی کریں اور نماز سے الگ جب قرآن شریف کی تلاوت کی جاوے تو اس میں ائمہ قرأت کی اتباع ہو یعنی ہر سورت پر بسم اللہ الرحیم جہر سے پڑھی جائے۔

(مرتب محمد رفعت قاسمی)

سَاتَوَاتِبُ سَجْدَةِ كَسَمَلُو

سجدہ سہو کے اُصول

سجدہ سہو حسب ذیل وجہوں سے واجب ہوتا ہے:

- (۱) نماز کے واجبات میں سے کسی واجب کو بھول کر ترک کر دے۔
- (۲) کسی واجب کو اس کے محل سے مؤخر کر دے۔
- (۳) کسی واجب کی تاخیر ایک رکن کی مقدار کے برابر کر دے۔
- (۴) کسی واجب کو دوم مرتبہ ادا کرے۔
- (۵) کسی واجب کو متغیر کر دے جیسے جہری نماز میں آہستہ اور آہستہ والی نماز میں بلند آواز سے قرأت کر دے:-

(۶) نماز کے فرائض میں سے کسی فرض کو اس کے محل سے مؤخر کر دے:-

(۷) کسی فرض کو اس کے محل سے مقدم کر دے:-

(۸) کسی فرض کو مکرر یعنی دوم مرتبہ بھولے سے ادا کرے:-

(مسائل سجدہ سہو ص ۶۲)

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ

سوال:- سجدہ سہو ایک طرف سلام پھیر کر کرنا چاہیے یا دونوں طرف اور ادھی التحیات پڑھنے کے بعد سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے یا پوری التحیات پڑھ کر اور سجدہ سہو کے بعد پوری التحیات پڑھ کر سلام پھیرے یا کس طرح؟

جواب:- پوری التحیات پڑھنے کے بعد ایک طرف سلام پھیر کر دو سجدے سہو کے پھر پوری التحیات اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے:-

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۸

بحوالہ عالمگیری ص ۱ ص ۱۱۷

اگر دو سلام پھیر دئے تو کیا حکم ہے؟

سوال :- جو شخص اکیلا نماز پڑھ رہا ہو اور کسی رکن کے بھول جانے پر سجدہ سہو کرتے وقت دونوں جانب سلام پھیر دئے تو کیا حکم ہے؟

جواب :- صرف ایک سلام پھیرے لیکن اگر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو کچھ حرج نہیں تب بھی سجدہ سہو کرے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۸۶، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۱ باب سجود سہو

سجدہ سہو کیا مگر سلام نہیں پھیرا

اگر کسی نے سجدہ سہو کرتے وقت داہنی طرف سلام نہیں پھیرا سانسے ہی سلام کہہ کر سجدہ سہو کر لیا جب بھی درست ہے :- (مسائل سجدہ سہو ص ۲۲۸، بحوالہ شامی ج ۱ ص ۵۲۶)

سجدہ سہو میں اگر ایک سجدہ کیا؟

سوال :- امام کو نماز میں سہو ہوا بعد میں امام نے اصول کے مطابق سجدہ سہو کیا لیکن

سہو کا ایک ہی سجدہ کیا التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دیا کیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب :- سجدہ سہو کے لئے دو سجدے واجب ہیں ایک سجدہ کافی نہیں ہے لہذا نماز قابل اعادہ ہے۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۶، بحوالہ نور الایضاح ص ۱۱۰ و ہدایہ ج ۱ ص ۱۳۶

تاخیر واجب سے سجدہ سہو

سوال :- تاخیر واجب میں سجدہ سہو کے اندر اختلاف ہے شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب :- دراصل سجدہ سہو ترک واجب سے ہی لازم آتا ہے مگر چونکہ تاخیر واجب

میں بھی ترک واجب لازم آتا ہے اس لئے تاخیر واجب سے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۴۵

بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۱۸

باب سجود سہو۔

متعدد غلطیوں پر کتنے سجدہ ہو؟

کسی سے ایک ہی نماز میں متعدد ایسی غلطیاں ہوں جن میں سے ہر ایک پر سجدہ ہو واجب ہوتا ہے تو اس صورت میں ایک مرتبہ سجدہ ہو کر لینا سب کی تلافی کے لئے کافی ہے۔

(مسائل سجدہ ہو ص ۵۰)

سجدہ میں رکوع کی تسبیح پڑھنا

سوال :- رکوع میں سہواً سجدہ کی تسبیح پڑھنا یا سجدہ کی رکوع میں پڑھنا اس سے نماز میں کچھ خرابی نہیں؟

جواب :- کچھ خرابی نہ ہوگی۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۸۵ بحوالہ رد المحتار ج ۳ ص ۲۹۵

اسی طرح سے رکوع کی تسبیح کے بجائے بسم اللہ پڑھنے سے سجدہ سہولاً لازم نہیں آتا کیونکہ تسبیح رکوع کی واجب نہیں ہے۔

البتہ مکروہ تنزیہی ہے یا آجائے تو پھر رکوع یا سجدہ کی تسبیح کہہ لے تاکہ سنت کے مطابق ہو جائے۔

مسائل سجدہ ہو ص ۳۶

سجدہ ہو کے وجوب میں تمام نمازیں برابر ہیں

سوال :- حافظ صاحب تراویح میں دو رکعت کے بعد تعدہ کرنے کے بجائے کھڑے ہو گئے پھر لقمہ دینے سے بیٹھ گئے مگر سجدہ سہو نہیں کیا۔

دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدہ ہو کرنے کی یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں تو کیا نماز تراویح میں امام سے کوئی غلطی موجب سجدہ ہو جائے تو سجدہ سہو کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی؟ اگر سجدہ سہو نہ گیا گیا تو نماز دوہرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب :- امام تراویح کا یہ کہنا کہ چونکہ تراویح سنت ہے اس میں سجدہ سہو کرنے یا نماز دوہرانے کی ضرورت نہیں یہ صحیح نہیں ہے۔

نماز فرض ہو یا واجب سنت ہو یا نفل تمام نمازوں میں سجدہ ہو کا حکم جہاں ہے البتہ نماز عید اور جمعہ میں جب کہ جمع بہت زیادہ ہو اور سجدہ سہو سے نمازیوں میں انتشار پیدا ہو جائے اور تشویش میں پڑ کر نماز خراب کر لینے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں سجدہ سہو معاف ہو جاتا ہے اسی طرح اگر کسی جگہ تراویح میں بھی جمع کثیر ہو اور سجدہ سہو کرنے سے نمازیوں میں انتشار اور نماز میں فساد کا قوی اندیشہ ہو تو سجدہ سہو ساقط ہو جائے گا اور نماز کے اعادہ کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۱۲۲ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۱۰۵)

کونسی غلطی سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

غلط پڑھنے سے جو لفظ پیدا ہوا اس کے متعلق امام اعظمؒ اور امام محمدؒ یہ بحث نہیں کرتے کہ وہ لفظ قرآن پاک میں ہے یا نہیں ہے ان کے نزدیک ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے کے اندر کسی کلمہ میں زیادتی یا کمی کی وجہ سے بشرطیکہ معنی بالکل بدل جائیں نماز فاسد ہو جاتی ہے ورنہ نہیں جیسے **فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ** : میں لا چھوڑ دیا۔ یا **وَعَمِلَ صَالِحًا قَلْبُهُمْ** **أَجْرُهُمْ** کی جگہ **وَعَمِلَ صَالِحًا وَكُفِّرُوا قَلْبَهُمْ** پڑھا تو نماز فاسد ہو جائیگی۔ اور جن حروف میں امتیاز شکل سے ہوتا ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں تو نماز فاسد نہیں ہوتی جیسے سین، صاد، لہذ، ضاد ظ اور ذال وغیرہ اور جن میں امتیاز آسان ہے وہ اگر ایک دوسرے کی جگہ پڑھے جائیں اور معنی بالکل بدل جائیں تو نماز فاسد ہو جاتی ہے جیسے صالجات کی ظالجات پڑھا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر الفاظ کی تبدیلی سے معنی بالکل بدل جائیں تو نماز میں فساد یقینی ہے ورنہ نہیں جیسے **عَلَيْهِمْ** کی جگہ **حَبِيرٌ** و **حَفِيظٌ** پڑھا گیا تو نماز درست ہے۔ اور **وَعَدْنَا إِيَّاكَ الْكَافِرِينَ** کی جگہ **غَافِلِينَ** پڑھنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر دو جملوں کے الفاظ بدل جائیں اور معنی بھی بدل جائیں تو نماز فاسد ہے جیسے **إِنَّ** **الْأَجْرَ لَنَبِيِّ نَبِيِّمُ** **وَأَنَّ الْفَجَارَ لَنَبِيِّ جَجِيْبٍ** میں **ججیم** کی جگہ **نعمیم** اور **نعمیم** کی ججیم پڑھنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور اگر معنی نہ بدلے جیسے **لَهُمْ فِيهَا نَارٌ فَابِرٌ** **وَشِهِيْقٌ** —

شہیق و زفیر پڑھا تو نماز درست ہے۔ فضائل امام والشہود مولف خلیفہ مولانا تھانویؒ ص ۱۳۷

نماز پڑھتے وقت کسی لکھی ہوئی چیز پر نگاہ پڑ جانا۔

نماز پڑھنے والا کسی مکتوب کو دیکھ لے اور اس کو سمجھ لے تو اس صورت میں اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی کیونکہ یہ نماز پڑھنے والا کا فعل نہیں ہے بلکہ غیر اختیاری طور پر اس کی سمجھ میں آ جاتا ہے اس لئے کہ عام طور سے اس پر نگاہ پڑ جاتی ہے اور دیکھنے والا اس کو سمجھ جاتا ہے۔ اس لئے علماء فرماتے ہیں کہ نمازی کے سامنے ایسی چیز کو نہ رکھا جائے کیونکہ شبہات سے بچنا ضروری ہے اور صحیح مذہب کے بموجب نماز درست ہو جائے گی۔ بخلاف امام محمدؒ کے۔
(بحوالہ اشرف الایضات شریعۃ نور الایضات ص ۱۱۳۷)

اگر ایک سجدہ کرے تو کیا سہ ہے؟

سوال ۱- حافظ صاحب نے ایک رکعت پڑھ کر ایک سجدہ کیا اور پھر تشهد پڑھنے کے لئے بیٹھ گئے دوسرے سجدہ کو کس طرح مقتدی یاد دلائیں اگر مقتدی کوئی اللہ اکبر یا سبحان اللہ کہتا ہے۔ تو حافظ صاحب کھڑے ہو جاتے ہیں؟

جواب ۱- یاد دلانے سے مطلب یہ ہوتا ہے کہ سبحان اللہ وغیرہ کہہ کر امام کو متنبہ کیا جاتا ہے کہ کچھ کمی بیشی نماز میں ہو گئی ہے اس پر وہ خود غور کر کے یاد کریگا کہ کیا فعل رہ گیا ہے۔ نہ یہ کہ بعینہ وہ فعل بتلایا جائے جو چھوٹ گیا ہے لہذا تنبیہ کیلئے سبحان اللہ کہنا کافی ہے۔ اگر اس کو یاد آ گیا تو ٹھیک ہے ورنہ نماز کے بعد معلوم ہونے پر نماز کا اعادہ کیا جائے گا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲)

سوال ۱- حافظ کا ایک آیت کو کئی بار پڑھنا

نماز تراویح میں جو کہ سنت مؤکدہ ہے کوئی حافظ ایک آیت کو تین چار مرتبہ پڑھے تو سجدہ سہو ضروری ہے یا نہیں؟ کیونکہ اردو کے رسالے مفتاح الصلوٰۃ میں لکھا ہے کہ ایک آیت کو دو تین بار پڑھنے سے سجدہ سہو لازم ہے۔ صحیح کیا ہے؟

جواب ۱۔ ایک آیت کو بار بار پڑھنے سے سجدہ سہولازم نہیں آتا اور مفتاح الصلوٰۃ میں جو لکھا ہے وہ سمجھ میں نہیں آیا شاید وہ اس موقع میں ہو کہ صرف ایک ہی آیت کو کئی بار پڑھا اور کچھ نہیں پڑھا یا فقط سورۃ فاتحہ پڑھی اور سورت نہیں پڑھی تو واجب کے ترک ہونے کی وجہ سے اس صورت میں سجدہ سہولازم آتا ہے مگر تراویح میں ایسا نہیں ہوتا کہ اور کچھ نہ پڑھا ہو تراویح میں اکثر یہ پیش آیا ہے کہ اگلی آیت یاد نہ آنے کی وجہ سے ایک آیت کو بار بار پڑھا جاتا ہے اس میں سجدہ سہولازم ہونے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۰۶)

متشابہ کا حکم

سوال ۱۔ حافظ صاحب نماز پڑھاتے پڑھاتے بھول جائیں یا متشابہ لگ جانے کی وجہ سے دوسری جگہ کی آیتیں پڑھنے لگیں پھر یاد آنے پر بھول جانے کی وجہ سے ابتداء سے قرأت شروع کر دیں تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟ اور سجدہ سہولازم ہو گا یا نہیں؟

جواب ۱۔ اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ سہولازم واجب نہیں ہے اور اگر غلطی سے سجدہ سہولازم بھی نماز ہو گئی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۲
(بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۶۰ باب الاستحلاف)

سوال ۱۔ تراویح کی پہلی رکعت میں بیٹھ کر کھڑا ہونا

امام نے تراویح کی پہلی رکعت کے بعد کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھنے کا ارادہ کیا، بیٹھے سے اٹھا کیا گیا تو وہ سیدھے کھڑے ہو گئے دو رکعت پوری ہونے کے بعد سلام پھیرا سجدہ سہولازم نہیں کیا تو نماز ہوئی یا نہیں اگر نہیں ہوئی تو علم ہونے پر جماعت سے ادا کریں یا تنہا؟

جواب ۱۔ اس صورت میں نماز ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں اور سجدہ سہولازم نہیں ہوا کیونکہ ایک رکعت کے بعد اگر کسی قدر بیٹھ کر کھڑا ہو جائے تو اسکو بھی فقہائے جازم لکھا ہے۔ یہ جائیکہ محض بیٹھنے کا ارادہ کیا ہو اور پورے طور پر بیٹھا بھی نہ ہو کہ کھڑا ہو گیا تو اس صورت میں سجدہ سہولازم ہے نہ نماز کے ٹوٹنے کی ضرورت ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۷ بحوالہ رد المحتار
باب صفۃ الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۲۸

پہلی رکعت اور تیسری رکعت میں کتنی یز بیٹھنے کی سہولت لازم آتا ہے؟

سوال ۱- اگر پہلی یا تیسری رکعت میں سہواً بیٹھ کر کھڑا ہو جائے تو کتنے وقفے سے بعد سہو لازم ہوگا؟

جواب ۱- طویل بیٹھنے سے بعد سہو لازم آتا ہے بقدر التحیات پڑھنے کے مانند یا اس کے قریب ہو بانی تھوڑے بیٹھنے سے بعد سہو لازم نہیں آتا۔ فتاویٰ دالاعلم ج ۳ ص ۲۷۷ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۳۸ باب صفة الصلوة

اگر تین رکعت پڑھیں تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱- حافظ صاحب دوسری رکعت پر نہیں بیٹھے اور تین رکعت پر قعدہ کر کے سلام پھیر دیا تو اس صورت میں تراویح ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب ۱- ایسی صورت میں نماز کا اعادہ ضروری ہے تین رکعت نفل کا اعتبار نہیں ہوگا اور جو قرآن شریف پڑھا گیا ہے اس کا بھی لوٹانا ضروری ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۲۰ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۶۵۲)

امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم نے اس مسئلہ کی تشریح فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت پڑھ کر قعدہ کر کے بعد سہو کر کے سلام پھیر دیا تو تینوں رکعتیں بے کار گئیں پہلا شفعہ بوجہ ناسد ہو جانے کے اور تینوں رکعتوں میں پڑھے ہوئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۸)

حافظ تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا

سوال ۱- اگر تراویح میں حافظ غلطی سے تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا اور تیسری رکعت میں یاد آنے کے بعد چوتھی رکعت بھی ادا کی تو یہ چار رکعتیں مانی جائیں گی یا دو؟ اگر دو مانی جائیں گی تو آخری دو رکعت میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کو لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب۔ چار رکعت پڑھنے کی صورت میں جو قرآن شریف آخر کی دو رکعتوں میں ہو اس کو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۵، بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۱۷) اس کی تفصیل امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم حضرت مولانا مفتی سعید احمد صاحب پانپوری مدظلہ نے یہ فرمائی ہے کہ اگر دوسری رکعت پر بقدر شہد قعدہ کر کے کھڑا ہوا ہے اور چار رکعت پڑھ کر سلام پھیرا ہے تو چاروں رکعتیں صحیح ہوں گی اور سب تراویح میں شمار کی جائیں گی اور بجدہ سہو کی بھی ضرورت نہیں ہوگی۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۸)

چار رکعت تراویح جمیں قعدہ اولیٰ نہیں کیا

سوال ۱۔ امام نماز تراویح میں تیسری رکعت کے واسطے کھڑا ہو گیا اور چاروں رکعت پوری کر لیں لیکن دو رکعت پر قعدہ نہیں کیا تھا ایسی صورت میں بجدہ سہو کرنے سے دو رکعت ہونگی یا چار ؟

جواب ۱۔ درمختار اور شامی میں تراویح کے بیان میں اس کی تشریح ہے کہ ایسی صورت میں دو رکعت تراویح ہوں گی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۲۶۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۶۱ و ۶۶۰)

دوسری رکعت میں بھول کر کھڑا ہو گیا

سوال ۱۔ اگر تراویح کی دوسری رکعت کے بعد بیٹھنے کے بجائے کھڑا ہو گیا بعد میں یاد آئے تو کیا کرے ؟

جواب ۱۔ بجدہ سے پہلے پہلے اگر یاد آجائے تو بیٹھ جائے اور بجدہ سہو کرے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۵ بحوالہ ردالمحتار باب سجود السہو ج ۱ ص ۱۶۹۶) اس مسئلہ کی تشریح امداد الفتاویٰ کے حاشیہ پر استاذ محترم مدظلہ نے اس طرح فرمائی ہے کہ اگر تراویح میں دوسری رکعت کے بعد قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا بجدہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باتا غدہ بجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا بجدہ کر لیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر بجدہ سہو کر کے سلام پھیرے لیکن یہ چار رکعت صرف دو شمار ہونگی اور پہلے شفعہ میں جو قرآن شریف پڑھا گیا اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اولیٰ ترک کر نیکی وجہ سے فاسد ہو گیا ہے لہذا

تراویح میں تہا نہیں ہوگا۔ اور اس میں پڑھے گئے قرآن شریف کا اعادہ ضروری ہوگا۔ اور چونکہ تحریر یہ باقی ہے اس لئے دوسرا شعبہ صحیح ہو جائے گا۔ اور اس میں پڑھا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔

(حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۷)

تراویح میں دو رکعت پر قعدہ کرنا بھول گیا اور چار رکعت پر قعدہ کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ تراویح کے قعدہ میں بھول کر کھڑا ہو جائے تو یعنی بغیر بیٹھے ہونے، اور چار رکعت پوری کر کے سجدہ ہو کرے تو صرف دو ہونگی اور یہ دو رکعت تراویح میں گنی جائیں گی یا نہیں؟ کیا سنت و نوافل میں آخری قعدہ فرض ہے یا نہیں؟ اس صورت میں فرض ادا کرنے میں کیا صرت تاخیر ہو رہی ہے یا فرض فوت ہو رہا ہے اشکال دور فرمائیں؟

جواب ۱۔ نفل میں ہر دو رکعت کے بعد قعدہ کرنا ضروری ہے لہذا نفل نماز میں دو رکعت پر قعدہ نہ کیا گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ چار رکعت اور چار رکعت سے زیادہ چھ، آٹھ، دس، بارہ، پندرہ، سولہ، اٹھارہ یا بیس رکعت پڑھی جائیں اور درمیان میں قعدہ نہ کیا جائے تو سجدہ سہو کر لینے پر دو رکعت تراویح ہونے کے بعض فقہا قائل ہیں اور ان حضرات کے نزدیک قعدہ منتقل ہو کر آخر میں آجائے گا تو صرف فرض کی ادائیگی میں تاخیر ہوگی جس کی تلافی سجدہ سہو سے ہو جائے گی۔ تراویح سنت ہو کرہ باجماعت ادا کی جاتی ہے اس لئے اس کا درجہ فرض اور واجب کے قریب قریب ہے نفس نفل نہیں ہے۔ اس لئے تراویح میں بعض فقہا دو رکعت کی ادائیگی کے قائل ہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۲۲۱، بحوالہ ترمذی ج ۱ ص ۶۵۲ باب الوتر والنوافل

اگر چار رکعت پڑھ کر سجدہ سہو نہ کرے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۲۔ حافظ نے تراویح دو رکعت کے بجائے چار پڑھ دیں ایک ہی سلام سے حافظ صحت تیسری رکعت کیلئے کھڑے ہو رہے تھے لقمہ دیا مگر نہیں یا اور آخر میں سجدہ سہو بھی نہیں کیا اس صورت میں کتنی رکعت تراویح ادا ہوئیں اگر نہیں ہوئیں تو قرأت لوٹانے کی صورت ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ تیسری رکعت کے کھڑے ہونے پر لقمہ دیا جا رہا تھا تو حافظ صاحب کو بیٹھ جانا

چاہیے تھا مگر جب نہیں بیٹھا اور چار رکعتیں پوری کیں تو سجدہ سہو کر کے سلام پھیرنا چاہیے تھا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں اور دو نفل مگر سجدہ سہو نہ کیا تو غلط کیا اس صورت میں دو رکعت تراویح ہوئیں مگر وہ بھی واجب الاعدادہ ہیں۔ وقت کے اندر اندر لوٹنا لینا چاہیے۔ وقت نکلنے کے بعد اس کی قضا نہیں ہے۔ مگر ان چار رکعتوں میں جتنا قرآن پڑھا گیا ہے اس کا لوٹنا ضروری ہے اگر دو رکعت پر قعدہ کیا تو چار رکعت تراویح ادا ہو گئیں اور قرأت کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲۰ ص ۱۴۱۴)

بغیر قعدہ کے چار رکعت کے بارے میں مولانا تھانویؒ کی رائے

سوال۔ تراویح میں اگر دو رکعت کی جگہ امام چار رکعت پڑھ جائے اور درمیان میں قعدہ نہ کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟ اور اگر ہوگی تو دو رکعت ہوگی یا چار؟ اور اگر دو ہوگی تو اول کی دو یا آخر کی؟ اور کونسی رکعات کے قرآن شریف کے اعادہ کی ضرورت ہوگی؟

جواب۔ عالمگیری جلد اول ص ۷۷ سے معلوم ہوتا ہے کہ قعدہ نہ کرنے سے شفعہ اولیٰ بھی فاسد نہ ہوگا البتہ مجموعہ معتبر بھی نہ ہوگا بلکہ دونوں شفعہ ملکر بجائے ایک شفعہ کے سمجھے جائیں گے اور جب مجموعہ شفعہ معتبر نہ ہوگا تو ایک شفعہ اور پڑھا جائے گا۔

رہا یہ امر کہ کون سے شفعہ کا پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوگا اور کون سے کا قابل اعادہ تو یہ اس پر موقوف ہے کہ یہ متعین ہو جائے کہ کونسا شفعہ تراویح ہے کہ اس میں پڑھا ہوا قرآن معتبر ہوا ہے اور کونسا نفل کہ اس میں پڑھا ہوا قابل اعادہ ہو تو اس میں مجھ کو تردد ہے دوسرے علماء سے تحقیق کر لی جائے میرے خیال میں اگر صرف اعادہ قرآن کے حق میں سہولت کے لئے دوسرے قول پر عمل کر لیں جو دو شفعوں کو معتبر کہتے ہیں تو گنجائش ہے۔ بس شفعہ تو ایک اور پڑھ لیں اور قرآن کا اعادہ نہ کرے۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۹۸)

اگر تراویح میں دوسری رکعت پر قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو بیٹھ جائے اور باقاعدہ سجدہ سہو کر کے نماز پوری کرے۔ اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو چوتھی رکعت ملا کر سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے لیکن یہ چار رکعت صرف دو رکعت شمار ہوگی اور پہلے شفعہ

میں جو قرآن پڑھا گیا ہے اس کا اعادہ کرنا ہوگا کیونکہ پہلا شفعہ قعدہ اخیرہ ترک کرنے کی وجہ سے فاسد ہو گیا۔ لہذا تراویح میں محسوب نہ ہوگا اور اس میں پڑھے گئے قرآن کا اعادہ ضروری ہوگا۔ البتہ تحریمہ چونکہ باقی ہے اس لئے دوسرا شفعہ صحیح ہو جائے گا اور اس میں پڑھنا ہوا قرآن بھی معتبر ہوگا۔

حاشیہ املاذ الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۷

دوسری رکعت میں تشہد کے بعد کھڑے ہو کر بیٹھنا

سوال اگر دو رکعت میں بعد تشہد کے کھڑا ہو گیا اور پھر بیٹھ گیا تو پھر تشہد پڑھ کر سلام پھیرے۔ یا تشہد پڑھ کر سجدہ ہو کرے اور پھر سلام پھیرے؟ ایک یہ کہ قیام تام کے فوراً بعد بیٹھے دوسرے کچھ پڑھ کر۔ تیسرے ختم سورۃ کے بعد ہر تین حالت کا ایک حکم ہے یا مختلف؟

جواب:- ہر تین حالت میں بیٹھ کر تشہد پڑھے اور سجدہ ہو کر کے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۸۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۱۷۰۰

سورت شروع کی اس کو چھوڑ کر پھر دوسری پڑھی

سوال ۱- امام نے تراویح کے آخری دو گانہ کی پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد قُلْ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ غَلَبَةِ الدَّاءِ وَكَثْرَتِهِ وَسُلْطَانِهِ فَقُلْ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاٰجِعُونَ بِرَبِّ الْفَلَقِ پوری پڑھ دی امام نے دوسری رکعت بھی پوری کر لی مگر سجدہ نہ ہو نہیں کیا تو اس صورت میں نماز صحیح ہوگی یا دو گانہ مذکورہ کا لوٹنا ضروری ہوگا اور یہ کہ سجدہ نہ ہو ضروری ہے یا نہیں؟

جواب:- اس صورت میں نماز صحیح ہے اور سجدہ نہ ہو واجب نہیں ہے۔ جیسا کہ ردالمحتار ص ۵۱۷ پر تصریح موجود ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۷۵

بعض حقاظ رکوع و سجود میں قرآن یاد کرتے ہیں

مسئلہ ۱- دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ بعض کچھ حافظ تراویح کے دوران رکوع و سجود اور تشہد وغیرہ میں تسبیحات کی جگہ اپنے دل دل میں اگلی آیت پڑھتے رہتے ہیں۔

عالمگیری - سعری ج ۱ ص ۷۲ باب چہارم میں تصریح موجود ہے :-

احقر محمد شفیع الدیوبندی غفرلہ خادم دارالافتادہ دارالعلوم دیوبند ۲۰ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۱ھ

سلام میں علیکم کی جگہ "علیتم" نکل جانے کا حکم

سوال :- اگر السلام علیکم میں علیکم کے بجائے علیتم نکل جائے تو نماز ہوگی یا نہیں؟
جواب :- نماز ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۱۸۰ باب صغیرۃ)

نماز میں "سلام علیکم" کہنے کا حکم

سوال :- اگر امام السلام علیکم درجۃ اللہ کے بجائے صرف "سلام علیکم درجۃ اللہ" کہے تو کیا حکم ہے؟

جواب یہ خلاف سنت ہے اس سے نماز میں کراہت آئے گی۔ یہ اس وقت ہے جب کہ امام تلفظ ہی میں سلام علیکم کہے۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ الف لوگوں کے سننے میں نہیں آتا امام تو سلام علیکم کہتا ہے لوگ سلام سنتے ہیں تو یہ مکروہ نہیں ہے۔ (کفایۃ المفتی ج ۲ ص ۱۳۲۹)

سلام میں چہرہ کتنا گھمایا جائے؟

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ قَالَ كُنْتُ أَرَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَلِّمُ
عَنْ يَمِينِهِ وَعَنْ يَسَارِهِ حَتَّى آرَى بَيَاضَ خَدَّيْهِ - (رواه مسلم)

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خود دیکھا تھا کہ آپ سلام بھیرتے وقت دائیں اور بائیں جانب رخ فرماتے تھے اور چہرہ مبارک کو داہنی جانب اور بائیں جانب اتنا پھیرتے تھے کہ ہم خسار مبارک کی سفیدی دیکھ لیتے تھے۔

(معارف الحدیث ج ۲ ص ۲۱۰)

آٹھواں باب

سجدہ تلاوت

سجدہ تلاوت کا ثبوت و فضائل

صحیحین (بخاری و مسلم) میں روایت آتی ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کی تلاوت کرتے تھے اور جب سجدہ والی سورت پڑھتے تو حضور سجدہ کرتے اور ہم بھی ساتھ ہی سجدہ کرتے یہاں تک کہ ہم میں بعض اشخاص کو پیشانی ٹیکنے کی جگہ نہیں ملتی تھی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ابن آدم جب آیت سجدہ پڑھتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہٹ کر روتا اور کہتا ہے ہائے غضب! ابن آدم کو سجدہ کا حکم ہوا اور اس نے سجدہ کیا تو اس کے لئے جنت ہے اور مجھے سجدہ کا حکم ہوا اور میں نے حکم نہیں مانا تو میرے لئے جہنم ہے۔ اور امت کا اس پر اجماع ہے کہ قرآن میں بعض خاص خاص مقامات ایسے ہیں جن کے پڑھنے پر سجدہ کرنے کا شرعی حکم ہے۔"

کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ

ج ۱ ص ۷۲۲۔

سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اسکی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے ؟

سوال ۱۔ سجدہ تلاوت فرض ہے یا واجب اور کس طرح ادا کرنا چاہیے؟ یعنی سجدہ میں اور سجدہ کے شروع کرنے سے پہلے یا سجدہ کے بعد کیا کیا بڑھنا چاہیے اور جب کوئی شخص تلاوت قرآن میں مشغول ہو اور آیت سجدہ پڑھے تو وہ دو زانو ہو کر سجدہ کرے یا کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے؟

جواب:- سجدہ تلاوت واجب ہے طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور تین بار زیادہ سے زیادہ۔ (پانچ یا سات مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کر اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر بیٹھے ہوئے سجدہ میں گیا اور سجدہ کے بعد پھر بیٹھا رہا تب بھی کچھ حرج نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد کھڑا ہو جائے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۴۳۰

سجدہ تلاوت کی نیت

مستحب یہ ہے کہ جب سجدہ تلاوت کا ارادہ کرے تو کھڑا ہو جائے اور پھر سجدہ کرے اور سجدہ کرنے کے بعد کھڑا ہو جائے۔ یا بیٹھے دو لون صورتیں جائز ہیں۔ جب سجدہ کا ارادہ کرے تو اس کی نیت دل سے کرے یا زبان سے کہے کہ اللہ کے لئے سجدہ تلاوت کرتا ہوں اللہ اکبر کہہ کر سجدہ ادا کرے۔

ترجمہ عالمگیر ہندیہ ج ۱ ص ۲۱۴

سجدہ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ

ضیغہ کے نزدیک سجدہ تلاوت کا طریقہ یا اس کی تعریف یہ ہے کہ انسان دو بکیروں کیساتھ ایک سجدہ کرے ایک بکیر تو پیشانی کو سجدہ کے لئے زمین پر رکھتے وقت۔ اور دوسری بار سجدہ سے اٹھتے ہوئے۔ سجدہ تلاوت میں تشہد اور سلام نہیں ہے۔ یہ دونوں بکیریں مسنون ہیں چنانچہ

گر بغیر تکبیر کے پیشانی زمین پر رکھدی تو سجدہ ہو جائے گا۔ لیکن یہ مکروہ ہے۔

(کتاب الفقه علی المذاہب الاربعہ ج ۱ ص ۱۷۵۲)

تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کرنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ تراویح میں سجدہ تلاوت کا اعلان کیا جاتا ہے کہ فلاں رکعت میں سجدہ ہے اس کا شرعاً حکم ہے۔

جواب ۱۔ خیر القرون میں عرب و عجم کے اندر کثیر التعداد جہلا اور نو مسلم ہونے کے باوجود سلف صالحین سے اعلان ثابت نہیں ہے حالانکہ وہ اسلامی اعمال کی تبلیغ میں نہایت چست اور عبادات کی درستگی کے بڑے حریص تھے اور فقہاء نے بھی اس طرح کے اعلان کی ہدایت نہیں کی ہے اگر ضرورت ہوتی تو ضرورتاً تاکید فرماتے جیسا کہ مسافر امام کے لئے خصوصی طور پر تاکید فرمائی ہے کہ نمازیوں کو اپنے مسافر ہونے کی اطلاع دیدے چاہے نماز سے پہلے یا بعد میں کہ میں مسافر ہوں۔ کیونکہ یہاں ضرورت ہے لیکن سجدہ تلاوت میں عام طور پر ضرورت نہیں ہوتی اگر بلا ضرورت یہ طریقہ جاری رہا تو یہ قوی اندیشہ ہے کہ جس طرح بعض شہروں میں رواج ہے کہ نماز جمعہ کے وقت اعلان کیا جاتا ہے۔

الصلوٰۃ مُسْتَهْتَبَةٌ قَبْلَ الْجُمُعَةِ یَاہُ کہا جاتا ہے، اَنْصَبُوا رِجْلَكُمْ اِلَیَّ اور یہ اعلان سنت یا فعل من سمحاً جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت کا یہ اعلان بھی ضروری اور بہت ممکن ہے سنت سمحاً جاتے حضرت شاہ ولی اللہ نے تہنیه فرمائی ہے کہ مباح چیزوں کو ضروری سمجھنے سے دیگر خرابی کے علاوہ اس بات کا بھی احتمال ہے کہ مباح کو مسنون سمجھ لیا جائے اور غیر مسنون کو مسنون سمجھ لینا تمہایت دین ہے۔ البتہ اگر مجمع کثیر ہو جیسا کہ بڑے شہروں میں ہوتا ہے کہ صفیں دور تک ہوتی ہیں اور کچھ صفیں بالائی منزل میں ہوتی ہیں۔ اور مغالطہ کا قوی احتمال رہتا ہے کہ لوگوں کو سجدہ تلاوت کا پتہ نہ چلے اور سجدہ کے بجائے رکوع کرنے لگیں تو ایسے موقع پر بموجب —

الضُّرُورَاتُ تُبَيِّحُ الْمَحْذُورَاتِ کے تحت اعلان کی اجازت دی جاسکتی ہے مگر ہر جگہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

اگر آیتِ سجدہ سورت کے ختم پر آیت

سوال :- تراویح میں اگر آیتِ سجدہ رکوعاً ختم پر آئے تو کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

جواب رکوع یا سورت کے ختم پر آیتِ سجدہ آئے تو اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ فوراً سجدہ تلاوت کر کے اٹھیں اور پھر آگے سے چند آیتیں پڑھ کر رکوع کرے۔ دوسرے یہ کہ رکوع میں نیتِ سجدہ تلاوت کی کرنے سے سجدہ ادا ہو جاتا ہے مگر فوراً رکوع کرے۔ دوسری صورت مناسب نہیں ہے اس لئے کہ صرف امام کی نیت کافی نہیں ہے مقتدی کا سجدہ تلاوت رہ جائے گا اور سلام کے بعد ادا کرنا ہوگا فوراً سجدہ مستقل کرنا چاہیے ختم سورت پر سجدہ ہو تو سجدہ تلاوت سے اٹھ کر دوسری سورت کی دو تین آیتیں پڑھ کر پھر رکوع کرے۔ اگر رکوع کے ختم پر سجدہ ہو تو سجدہ کے بعد دوسرے رکوع کا کچھ حصہ پڑھ کر نماز کیلئے رکوع کرے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۷، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۲

فتاویٰ محمودیہ میں لکھا ہے کہ:

اگر آیتِ سجدہ جو کہ سورت کے ختم پر ہے پڑھ کر سجدہ کیا تو اب سجدہ سے اٹھ کر فوراً رکوع نہ کیا جائے (اس خیال سے کہ سورت ختم ہو گئی) بلکہ تین آیت کی مقدار پڑھ کر رکوع کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۳۵۸)

سجدہ تلاوتِ سجدہ نماز کے ساتھ ادا ہوگا یا نہیں؟

سوال :- اگر حافظ نے تراویح میں سجدہ تلاوت، سجدہ نماز کے ساتھ ادا کیا یعنی تین سجدہ کئے تو نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب :- نماز میں جس وقت آیتِ سجدہ کی تلاوت کرے اسی وقت سجدہ تلاوت کر لینا چاہیے اور اگر مؤخر کیا اور نماز کے سجدوں کے ساتھ کیا تو سجدہ سہولاً لازم ہے، سجدہ سہو کے بعد نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔

قصداً سجدہ تلاوت مؤخر کرنا درست نہیں ہے آیت سجدہ کے فوراً بعد یا زیادہ سے زیادہ روایت کے بعد سجدہ تلاوت کر لینا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہوگا۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۵، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۲، باب سجدہ التلاوة،

اگر سجدہ تلاوت کا کچھ حصہ پڑھے

سوال ۱- آیت سجدہ کے آخری الفاظ نہیں پڑھے تو سجدہ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟

جواب ۱- اگر وہ کلمہ پڑھا جس میں سجدہ کا لفظ ہے تو سجدہ تلاوت واجب ہو جائیگا۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۲۹، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۱۵، باب سجود التلاوة

رکوع اور سجدہ میں سجدہ تلاوت کی نیت کرے تو کیسا ہے؟

سوال ۱- حافظ صاحب نے تراویح میں سورہ اخراٹ کی آیت سجدہ پڑھ کر رکوع

کیا اور سجدہ تلاوت نہیں کیا نماز کے بعد دریافت کرنے پر حافظ صاحب نے کہا کہ رکوع میں یا سجدہ میں سجدہ تلاوت کی نیت کر لی جائے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب ۱- نماز میں سجدہ تلاوت ادا کرنے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ آیت سجدہ پڑھ

کر فوراً نماز کا رکوع کرے (جیسا کہ صورت مسئلہ میں ہوا ہے) یا ردین چھوٹی آیتیں پڑھ کر نماز کا رکوع کرے اور اس میں سجدہ تلاوت کی نیت کرے تو سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اگر رکوع

میں نیت نہیں کی تو نماز کے سجدہ میں سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا خواہ سجدہ کی نیت کی ہو یا نہ کی ہو لیکن اگر امام نے رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت کی اور مقتدیوں نے نہیں کی تو ان کا سجدہ ادا نہ نہیں ہوگا۔

لہذا ایسی صورت میں امام کو چاہیے کہ رکوع میں سجدہ تلاوت کی نیت نہ کرے نماز کے سجدہ میں سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۹۶، بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۳، ص ۷۲۳،

صورت مذکورہ میں امام کے ساتھ مقتدیوں نے بھی رکوع میں سجدہ تلاوت ادا کرنے کی نیت کی ہوگی تو سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر مقتدیوں نے نیت نہیں کی ہو اور امام نے کر لی ہو تو مقتدیوں کا سجدہ تلاوت ۔۔۔ ہوگا اور اگر امام نے رکوع میں نیت نہیں کی تھی تو نماز کے سجدہ میں کوئی نیت کرے یا نہ کرے سب کا سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ (بیشتر طیکہ میں آیتوں سے کم پڑھا ہو)

نوٹ ۱۔ مسئلہ سے لوگ واقف نہیں ہوتے اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ تلاوت مستقل ادا کیا جائے اور نماز کے رکوع اور سجدہ میں ادا کر کے لوگوں کو تشویش میں نہ ڈالے؛ مسئلہ پر اگر عمل کرنا ہو تو نمازیوں کو پہلے مسئلہ سمجھا دے پھر عمل کرنے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۲۹۷)

اگر مقتدی امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہ کر سکے

سوال ۱۔ اگر مقتدی غلطی سے امام کے ساتھ سجدہ تلاوت نہ کرے تو نماز ہوگی یا نہیں؟
جواب ۱۔ نماز میں جو سجدہ تلاوت واجب ہو وہ نماز کے بعد ادا نہیں ہوتا اور ساقط ہو جاتا ہے شامی سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ سجدہ ساقط ہوا اور نماز کے لوٹانے کی بھی ضرورت نہیں۔ البتہ اگر جان بوجہ کر چھوڑا تو توبہ کرے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۵۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۷۲۲

سجدہ تلاوت ادا کیا پھر کسی وجہ سے نماز لوٹانی تو کیا حکم ہے؟

سوال :- حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھ کر پھر سجدہ کیا اور پھر کسی وجہ سے نماز دوہرانے کی ضرورت پیش آئی پھر وہی آیت پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے یا پہلا ہی سجدہ کافی ہے؟
جواب ۱۔ پھر سجدہ کر لینا چاہیے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۲۸

بحوالہ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۱۲۵۔ باب سجود التلاوة

آیت سجدہ پڑھ کر کتنی دیر میں سجدہ کرنا چاہیے؟

سوال ۱۔ نماز میں سجدہ تلاوت پڑھ کر فوراً سجدہ تلاوت نہیں کیا تو آیت کے بعد کیا تو ادا ہوا یا نہیں؟ اور سجدہ سہو کرنا ہوگا؟ یا نماز لوٹانی ہوگی؟

جواب ۱۔ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کے فوراً بعد سجدہ واجب ہے یا اگر تین آیت پڑھنے کے بعد کیا گیا تو قضا شمار ہوگا اور تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہوگا۔

سجدہ سہو نہ کیا تو نماز واجب الاعداء ہوگی۔ جو سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہوا وہ سلام پھیرنے سے پہلے بلکہ سلام پھیرنے کے بعد جب تک کوئی حرکت منافی نماز نہ ہوگی سجدہ کر لینا چاہیے۔ اس کے بعد بجز توبہ و استغفار کے معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۴

سجدہ تلاوت سنکر بعض مقتدی سجدے میں اور بعض رکوع میں چلے گئے

سوال ۱۔ امام نے سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ تلاوت کی جگہ رکوع کر دیا جو تھکن امام کے قریب تھے وہ رکوع میں چلے گئے۔ اور جو امام سے دور تھے اور ان کو یہ معلوم تھا کہ یہاں سجدہ تلاوت ہے وہ لوگ سجدے میں چلے گئے جب امام نے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ جَمَدٌ کہا تب ان کو پتہ چلا کہ امام رکوع میں تھا ان میں سے کچھ لوگ کھڑے ہو کر رکوع میں گئے اور پھر امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہو گئے اور کچھ لوگ سجدے سے بیٹھ کر پھر امام کے ساتھ سجدے میں چلے گئے۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ جو لوگ امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدے میں شامل ہو گئے ان کی نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب ۱۔ جو لوگ امام کے ساتھ رکوع میں شامل نہیں ہوئے ان کی یہ رکعت جاتی رہی پھر جب وہ رکوع کر کے امام کے ساتھ سجدے میں چلے گئے تو ان کی نماز صحیح ہو گئی۔ اور جو لوگ بغیر رکوع ادا کئے ہوئے سجدے میں چلے گئے ان کی ایک رکعت فوت ہو گئی اگر وہ امام کے سلام کے بعد اپنی رکعت پوری کر لیتے تو نماز ہو جاتی۔ جب انہوں نے سلام پھیر دیا تو نماز نہیں ہوئی۔

نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ کرنا یاد نہیں رہا

سوال ۱۔ تراویح میں حافظ صاحب نے سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی تو سجدہ کس وقت کرنا چاہیے؟

جواب:- بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کرے جس وقت آیت سجدہ پڑھے اور فقہاء نے لکھا ہے کہ اگر بعد میں یاد آیا اور اس وقت نہ کیا تو سجدہ سہولاً لازم ہے مگر تاخیر کی گنجائش اس وقت ہے جب نماز میں نہ ہوں نماز میں فوراً ادا کرنا ہوگا۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۴۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۲۲۲ و ۲۵۱)

حافظ اگر آیت سجدہ بھول جائے

سوال ۱۔ حافظ صاحب آیت سجدہ بھول گئے مقتدی نے یا سامع نے لقمہ دیا اور حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی تو ایک سجدہ تلاوت ہوگا یا دو؟

جواب ۱۔ امام صاحب سجدہ کی آیت بھول گئے اور مقتدی نے پڑھ کر لقمہ دیا اور امام صاحب نے وہ آیت پڑھ کر سجدہ کیا تو یہ سجدہ کافی ہے اس صورت میں دو سجدے واجب نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۹)

نوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے وقت آیت سجدہ امام سے تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ حافظ صاحب اور مقتدی چار رکعت پر ترویجہ میں بیٹھے اس وقت میں نوت شدہ رکعت کی ادائیگی کے لئے کھڑا ہوا ابھی میری نماز ناتمام ہی تھی کہ امام صاحب نے تراویح شروع کی اور آیت سجدہ پڑھی میں نے بھی سنی تو مجھ پر سجدہ تلاوت لازم ہے یا نہیں؟

جواب:- معمولی مسئلہ میں سجدہ تلاوت لازم ہو گیا ہاں اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے یا سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت کے آخر میں امام کے پیچھے نیت باندھ لی اور نماز میں شامل ہو گئے تو

امام کا سجدہ آپ کے لئے کافی ہے علیحدہ سجدہ کرنا نہیں ہوگا۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۵۱

بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۳

آیت سجدہ سنکر بجائے سجدہ کے رکوع میں چلا جائے

سوال ۱۔ نماز تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ میں گئے مگر مقتدی رکوع بھکر رکوع میں گیا تو اس کی نماز اور سجدہ ادا ہو گیا یا نہیں؟

جواب:- صورت مسئلہ میں مقتدی کو چاہیے کہ رکوع چھوڑ کر سجدہ میں چلا جائے۔ اگر رکوع کر کے پھر سجدہ میں گیا تو نماز صحیح ہو جائے گی اور سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جائے گا۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۲۴۔ بحوالہ شامی در مختار ج ۱ ص ۷۲۷)

نماز میں سجدہ تلاوت کے بعد دوبارہ وہی آیت پڑھنے

سوال ۱۔ حافظ صاحب نے تراویح میں سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد کھڑے ہو کر بجائے اگلی آیت کے وہی آیت سجدہ دوبارہ پڑھ لی۔ سجدہ تلاوت کی اعادہ کی ضرورت ہے یا نہیں؟

جواب:- صورت مسئلہ میں پہلا سجدہ کافی ہے اعادہ کی ضرورت نہیں اور سجدہ سہو بھی نہیں ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۲۲۔ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۲۵)

سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد حافظ کو اگلی آیت یاد نہ رہی

سوال ۱۔ زید حافظ ہے زید نے نماز پڑھی درمیان میں آیت سجدہ تلاوت آئی تو فوراً سجدہ تلاوت ادا کیا سجدہ کے بعد پھر کھڑا ہوا مگر اس کے آگے قرآن شریف یاد نہیں آیا زید نے سجدہ تلاوت کرتے وقت رکوع بھی نہیں کیا لایعلمی یا بھول سے آیا زید سجدہ تلاوت سے اٹھ کر رکوع کرے یا کیا کرے؟

جواب ۱۔ ایسی حالت میں کہ نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور آگے کچھ نہیں پڑھتا ہے تو رکوع میں ہی نیت سجدہ کرنا ہے سجدہ تلاوت ادا ہو جاتا ہے اور اگر اس نے سجدہ تلاوت کیا تو بہتر یہ ہے کہ اٹھ کر چند آیات پڑھ کر پھر رکوع کرے اور اگر اٹھ کر کھڑے ہو کر فوراً رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۲۶۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۲ باب سجود التلاوة۔)

سجدہ تلاوت کے بعد سورہ فاتحہ دوبارہ پڑھے تو کیا حکم ہے؟

سوال: تراویح میں سجدہ تلاوت ادا کرنے کے بعد بجائے اگلی آیت پڑھنے کے سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کو شروع کرے تو سجدہ سہو ہے یا نہیں؟ سورہ فاتحہ کی تکرار ہوتی ہے۔

جواب: سورت شروع کرنے سے پہلے اگر سورہ فاتحہ کو مکرر پڑھ لے تب تو سجدہ سہو ہوگا کیونکہ فاتحہ کے بعد بلا تاخیر سورت شروع کرنا واجب تھا اس میں تاخیر ہوگئی اور واجب کی تاخیر سے سجدہ سہو لازم آتا ہے لیکن صورتِ مسئلہ میں جب سورہ فاتحہ کے بعد قرأت شروع کر چکا تھا تو سورت یعنی قرأت شروع کرنے میں تو تاخیر نہیں ہوتی۔ فاتحہ کے بعد شروع کر دی اب اگر فرض رکوع کا ہے اس کی ادائیگی قرأت کے بعد ہونی چاہیے مگر قرأت کی کوئی حد متعین نہیں جتنی چاہے قرأت کرے اور جس سورت کی چاہے قرأت کرے رکوع سے پہلے اس کو مختصر اور طویل قرأت کرنے کا اختیار ہے اس میں طویل و تاخیر سے سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔ لہذا اس سورت میں سجدہ سہو لازم نہیں آئے گا۔
فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۲۸۔ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۴۲۹ دعا لگیری ج ۱ ص ۱۲۶۔

دو رکعت پوری کر کے دوسری رکعت میں ہی آیت سجدہ پڑھ دی

سوال: تراویح میں حافظ صاحب نے دو رکعت کی نیت باندھی پہلی یا دوسری رکعت میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیسے پھر دوسری رکعت کی نیت باندھی اور سہوا وہی سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی لیکن سجدہ نہیں کیا نماز کے بعد معلوم کرنے پر حافظ صاحب نے فرمایا پہلی نماز کا سجدہ تلاوت دوسری نماز کے لئے کافی ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب: اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا بیکر تحریر یہ کہ اگر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ نیز مرانی الفلاح میں ہے کہ نماز میں سجدہ تلاوت کی آیت تلاوت کر کے سجدہ کیا پھر وہی آیت سلام پھیرنے کے بعد دوبارہ پڑھی تو ظاہر روایت کے مطابق دوسرا سجدہ کرے نماز میں جو سجدہ کیا تھا وہ حکماً بھی باقی نہ رہا۔

تراویح میں سجدہ تلاوت بھول جائے

کسی شخص نے ایک رکعت میں آیت سجدہ پڑھی مگر اس میں سجدہ کرنا بھول گیا تو دوسری رکعت میں جب یاد آئے سجدہ تلاوت ادا کر لے اور پھر آخر میں سجدہ ہو کرے۔ نماز میں اگر کوئی شخص آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ تلاوت کرنا واجب ہے اگر چھوٹی تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بعد سجدہ تلاوت کیا تو سجدہ تلاوت کر کے سجدہ ہو کرنا واجب ہے اور اگر تین آیتوں سے کم پڑھ کر ہی سجدہ تلاوت کر لیا ہے تو پھر سجدہ ہو واجب نہیں ہے۔

(مسائل سجدہ ہو ص: ۵۴، درمختار بر حاشیہ شامی ج ۱ ص ۷۲۱)

سجدہ تلاوت ایک کر نیلے بجائے دو سجدہ کر لے

سوال ۱۔ تراویح میں حافظ صاحب نے آیت سجدہ تلاوت کر کے بجائے ایک سجدہ کے دو سجدے کئے کیا اس صورت میں دو سجدے کرنے سے قیام میں تاخیر ہونے کی بنا پر سجدہ سہولازم ہوگا یا نہیں؟

اگر لازم ہوتا ہو اور سجدہ سہولازم ہو تو کیا دو رکعت واجباً لاغادرہ ہیں، جماعت کیساتھ لوٹائیں یا فرداً فرداً پڑھ لیں؟

جواب ۱۔ نماز تراویح میں ایک سجدہ زائد ہونے کی وجہ سے تاخیر لازم آئی سجدہ سہولازم نہیں کیا گیا اس لئے وقت کے اندر اندر اعادہ ہے لوگ موجود ہوں تو جماعت سے ورنہ تنہا تنہا پڑھ لیں۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۸۸)

سورہ حج کا آخری سجدہ اور اس کا حکم

سوال ۱۔ سورہ حج کا آخری سجدہ (پارہ ۱۸)، امام شافعیؒ کے نزدیک واجب ہے شافعی امام کی اقتدار میں حنفی مقتدی یہ سجدہ ادا کرتے یا نہیں؟ اور جب امام حنفی ہو اور مقتدی شافعی تو مقتدیوں کا یہ سجدہ کیسے ادا ہوگا؟

جواب:- شامی میں ہے کہ متابعت امام شافعی المذہب کی وجہ سے مقتدی حنفی بھی سورہ فتح کا آخری سجدہ ادا کرے اور جب کہ امام حنفی ہو تو یہ سجدہ نہ کرے اور مقتدیوں کے ذریعے موافق قواعد حنفیہ یہ سجدہ ساقط ہے لیکن اگر شوافع کے نزدیک نماز کے سجدہ کو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہو تو وہ کر سکتے ہیں۔

حنفیہ کے نزدیک تو جو سجدہ نماز میں لازم ہو اور اس کو اس وقت نہ کیا جائے تو وہ ادا نہیں ہو سکتا۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۲۲۲۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۱ باب سجود التلاوة

سورہ ص میں سجدہ تلاوت کی آیت کونسی ہے؟

سوال:- سورہ ص پارہ ۲۳، میں سجدہ تلاوة اَنَابَ پر ہے یا حُسْنَ مَآبِ پر؟
جواب:- محقق قول کی بنا پر اولیٰ یہ ہے کہ حُسْنَ مَآبِ پر سجدہ تلاوت کیا جائے۔ اَنَابَ پر سجدہ کرنا خلاف احتیاط ہے اگر اَنَابَ پر سجدہ کر لیا تو خلاف احتیاط ہوا لیکن اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۳۸۲، ۳۱۹۔ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۷۱۶)

—————



—————

تہجد و شبینہ کے بیان میں

نماز تہجد کی جماعت کا حکم

سوال ۱- ماہ رمضان المبارک میں حنفی المذہب ہوتے ہوئے تہجد کی نماز جو لوگ جماعت کے ساتھ اہتمام سے ادا کرتے ہیں اور اس کو بڑی فضیلت سمجھتے ہیں اس کے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟

جواب:- تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان میں باجماعت پڑھنے کا اہتمام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام سے منقول نہیں ہے ماہ مبارک میں آپ کا معمول اعتکاف کا تھا لیکن آپ نے صحابہ کیساتھ تہجد باجماعت پڑھی ہو یہ ثابت نہیں اس لئے فقہاء دیکھتے ہیں کہ تہجد وغیرہ نفل نماز باجماعت پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ بغیر بلائے ایک دو مقتدی کے ساتھ مکروہ نہیں ہے یہ حدیث سے ثابت ہے اس زیادہ کا ثبوت وارد نہیں۔ لہذا فقہاء دیکھتے ہیں کہ امام کے ساتھ تین مقتدی ہونے میں اختلاف ہے اور چار مقتدی ہوں تو باجماعت مکروہ ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۲۲۔ بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۶۲

جماعت تہجد اور شاہ صاحب کی رائے

الذوالبناری شرح صحیح البخاری میں غلامہ النور شاہ کشمیری قدس سرہ کے شاگرد رشید مولانا سید احمد رضا صاحب بخوری دامت فیوضہم تحریر فرماتے ہیں:

فقہاء نے لکھا ہے کہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے بجز رمضان کے اور اس کا مراد سنن تراویح ہے حضرت شاہ کشمیری نے فرمایا کہ فقہاء کی اس عبارت سے جس نے مطلق نوافل رمضان سمجھا غلطی کی لہذا تہجد کی جماعت میں سے زیادہ کی رمضان میں مکروہ ہوگی۔

(الذوالبناری ج ۱ ص ۱۹۱۷ حاشیہ)

مبسوط شری میں لکھا ہے کہ:

اگر نوافل باجماعت مستحب ہوئی تو سہ ماہ قائم اللیل تہجد گزرتے تہجدین کا اس پر عمل ہونا۔

وہ نماز جو تنہا اور باجماعت دونوں طریقہ سے ادا کرنا جائز ہے اس کو باجماعت ادا کرنا افضل ہے حالانکہ نوافل تہجد وغیرہ باجماعت ادا کرنا نہ تو آنحضرتؐ کے مبارک زمانہ میں منقول ہے۔ اور نہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور نہ تابعین وغیرہم کے زمانہ میں لہذا یہ قول کہ تراویح کی طرح تہجد وغیرہ دوسرے نوافل رمضان المبارک میں بلا کراہت جائز ہے یہ قول تمام فقہاء کے خلاف ہے اور باطل ہے۔ بسوط خسی کتاب التراویح فی بحث رکعات التراویح ج ۲ ص ۱۴۴ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۲۴

رمضان میں تہجد کی جماعت

سوال ۱۔ نماز تہجد باجماعت رمضان شریف میں پڑھنا اور اس میں قرآن شریف سننا چاہیے یا نہیں؟

جواب ۱۔ نماز تہجد جماعت کے ساتھ پڑھنا بتداعی (دوسے زیادہ افراد کیساتھ) مکروہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو رمضان کی تین راتوں میں باجماعت نماز پڑھی ہے وہ تراویح کی نماز تھی۔

علامہ شامی کی تحقیق سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے اور مولانا رشید احمد گنگوہی نے اپنے رسالہ تراویح میں تحقیق فرمائی ہے کہ دونوں نمازیں جداگانہ ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تہجد ہمیشہ تنہا پڑھتے تھے۔ کبھی بھی بتداعی جماعت نہیں فرمائی (جماعت کے لئے نہیں بلایا) اور یہ کہ تہجد کی نماز میں جماعت نہیں ہے اور یہی اکثر احادیث سے ثابت ہوتا ہے اور علماء و فقہاء حنفیہ نے یہی تحقیق فرمائی ہے۔

ماہ رمضان المبارک میں تداعی کے ساتھ جماعت و تراویح جائز ہے اور شروع و سون ہے باقی نوافل سوائے تراویح کے رمضان شریف میں بھی تداعی کے ساتھ مکروہ ہیں اور تداعی کے معنی نہایت درمختار نے یہ بیان فرمائے ہیں

یعنی چار مقصد کی ایک امام کے پیچھے نماز ادا کریں۔ (جماعت تہجد، بغیر تداعی کے جائز ہے اور تداعی کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۱، ۲۲۳۔ بحوالہ رد المحتار باب الوتر والنوافل

بحث التراویح ج ۱ ص ۶۶۳۔

رمضان میں تہجد میں دو چار آدمی بلجائیں تو۔۔؟

سوال ۱۔ اگر کوئی شخص رمضان میں تہجد شروع کرے اور اس کے ساتھ صرف دو چار آدمی اگر اقتدار کریں تو کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ ایک یا دو کی اقتدار بلا کراہت جائز ہے اور تین میں اختلاف ہے اور اس کے زائد مکروہ ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۲۳۔

تہجد باجماعت کا حکم

سوال ۱۔ نماز تہجد باجماعت بڑھے یا تنہا۔ بحوالہ کتب جواب تحریر فرمائیں۔

جواب ۱۔ اگر کبھی کبھار دو یا تین آدمی جو بغیر بلائے اور بلا کسی اہتمام کے جمع ہوں وہ جماعت سے بٹھ لیں تو مکروہ نہیں ہے۔ امام کے سوا دو آدمی ہوں تو بلا اتفاق مکروہ نہیں تین ہوں تو اختلاف ہے۔ چار ہوں تو بلا اتفاق مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۴۷)

جماعت نوافل اور اکابر علمائے دیوبند

اس سلسلہ میں سید الفقہار رئیس المحدثین نقیہ النفس حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ کا فتویٰ، فتاویٰ رشیدیہ کے اندر اس طرح ہے:-
نوافل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح و کون و استسقار کے اگر چار مقتدی ہوں تو حقیقہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے خواہ خود جمع ہوں یا بطلب آویں اور تین میں اختلاف ہے اور دو میں کراہت نہیں ہے۔ فتاویٰ رشیدیہ ص ۲۹۹

حضرت تھانوی قدس سرہ امداد الفتاویٰ کے اندر فرمایا ہے کہ:-

اگر مقتدی ایک یا دو ہوں تو کراہت نہیں ہے اور اگر چار ہوں تو مکروہ ہے اور اگر تین

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۷۷)

ہوں تو اختلاف ہے۔ ۱۲

حضرت تھانوی قدس سرہ نے فرمایا کہ جو لوگ فقہار کے بعض اقوال سے یہ سمجھتے ہیں کہ کراہت کا حکم غیر رمضان المبارک میں ہے اور رمضان میں جائز ہے ان پر تردید کرتے ہوئے فرمایا کہ فی غیر شہر رمضان کی قید سے صرف نوافل تراویح کو نکالنا مقصود ہے۔ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۷۸ لہذا معلوم ہوا کہ نوافل کی جماعت رمضان اور غیر رمضان سب میں مکررہ ہے۔

حضرت شیخ الہند کو رمضان المبارک میں قرآن نفلوں میں سننے کا بڑا شغف تھا جب لوگوں نے جماعت میں شرکت کی خواہش ظاہر کی تو اس کی اجازت نہیں دی اور گھر کا دروازہ بند کر کے اندر حافظانہ کفایت کی اقتدار میں قرآن مجید سنتے تھے، پھر جب لوگوں کا اصرار بڑھا تو یہ مول بنا لیا کہ فرض نماز کے بعد مسجد سے باہر تشریف لے آئے تھے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد تراویح میں پوری رات قرآن مجید سنتے تھے۔ جس میں چالیس پچاس آدی شرکت کرتے تھے اور گھر میں جماعت ہوتی تھی لیکن نفلوں کی جماعت کو گورہ نہیں فرمایا۔ حضرت علامہ النور شاہ کشمیری قدس سرہ کی بھی یہی رائے ہے الخوارزمی ج ۲ ص ۸۸ میں پوری تفصیل کے ساتھ بحث موجود ہے۔

حضرت شیخ المشائخ مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہ حافظ قرآن تھے اور تہجد میں قرآن مجید تلاوت فرماتے تھے اور دو حافظ حضرت کے پیچھے قرآن کریم سنا کرتے تھے حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب قدس سرہ کا بیان ہے کہ ایک رات میں بھی مقتدی بن گیا تو حضرت نے نماز کے بعد میرا کان پکڑ کر الگ کر دیا۔ ۱۲ الخوارزمی ج ۲ ص ۸۷

مولانا مدنی نے اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

حضرت شیخ العرب والعجم مزع الخلائق حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی قدس سرہ العزیز کا تہجد باجماعت کا معمول سب اکابر علماء دیوبند سے الگ تھا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حضرت مدنی قدس سرہ اپنے وقت کے بلند پایہ عالم اور تقویٰ و تصوف کے اندر بڑا مقام رکھتے تھے۔ انھوں نے فقہار اور اکابر دیوبند کے خلاف عمل کیوں اپنایا؟

اس کے جواب میں ہم کو دو باتیں سمجھ میں آتی ہیں:

۱۔ جن خوش نصیب بزرگوں کو اللہ تعالیٰ نے علم میں پورا عبور عطا فرمایا ہے ان کو بعض مسائل

جزئیہ کے اندر انفرادی رائے قائم کرنے کا حق ہوتا ہے لیکن وہ عمل دوسروں کے لئے قابل حجت نہیں ہوتا

صرف انہیں تک محدود رہتا ہے جیسا کہ حضرت علامہ جمال الدین ابن ہمام کے تفردات کے سلسلہ میں مشہور ہے کہ ان کے شاگرد خاص علامہ قاسم بن قطلوبغا نے فرمایا کہ ہمارے استاذ کے وہ تفردات جو اجابرا امت کے خلاف ہیں وہ قابل عمل نہیں ہیں۔

چنانچہ بعض حضرات کے عرض کرنے پر کہ آپ کے اس عمل (جماعت تہجد کو لوگ سند بنائیے تو اس پر حضرت مدنی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ”میں خود تو کرتا ہوں دوسروں کو تو نہیں کہتا“ (الاولیاء باری شرح بخاری) ۲:۱۔ ایک ہوتا ہے باب احکام اور ایک ہوتا ہے باب تربیت اور باب تربیت میں ایسی باتوں کی گنجائش ہوتی ہے جو بظاہر باب احکام کے خلاف ہوں تو ہمارا حسن ظن بھی مولانا مدنی قدس سرہ کے سلسلہ میں یہی ہے کہ آپ سالیکن کو تہجد کا عادی بنانے کے لئے بطور تربیت تہجد کی نماز جماعت سے ادا فرمایا کرتے ہوں گے۔ اور یہ عمل کسی دوسرے کے لئے باعث حجت نہیں ہو سکتا۔ بہر حال مسئلہ اپنی جگہ پر ہے کہ ایک مقتدی ہو تو جائز ہے اور دوسرے میں بھی جواز ہے اور اگر تین مقتدی ہوں تو اس میں بعض فقہار کا خیال عدم کراہت کا ہے اور بعض کا خیال کراہت کا ہے۔

اشامی مطبع ماجدیہ پاک ستانی ج ۱ ص ۱۵۲۴

اور اگر مقتدی چار تک ہو جائیں تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔ طحاوی علی مرآۃ المفلاح ص ۲۱۱

تہجد میں اگر کچھ لوگ امام کی اقتدار کریں تو کراہت کا ذمہ دار کون ہے؟

سوال ۱۔ امام صاحب حافظ قرآن ہیں۔ اعتکاف میں بیٹھے ہیں۔ اس وقت تہجد میں تین سپارے پڑھتے ہیں اور دوسرے دو مستکف مقتدی ہوتے ہیں مگر کبھی کبھی دوسرے اور لوگ بھی شریک ہو جاتے ہیں تو کوئی حرج نہیں؟ اگر ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہیں؟

جواب ۱۔ اگر امام صاحب کی صراحت یا کنایت یا اشارتہ اجازت کے بغیر لوگ شریک ہوں گے تو کراہت کے وہ ذمہ دار ہیں لیکن امام صاحب کو چاہیے کہ مسئلہ بتلا کر شریک ہونے سے نذک دیں ورنہ امام صاحب کراہت کی ذمہ داری سے سبکدوش نہ ہوں گے

اشامی میں ہے کہ نفل پڑھنے والے کی ایک دو آدمیوں نے اقتدار کی پھر دوسرے لوگ شریک ہو گئے تو علامہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کراہت کے ذمہ دار یہی تھے آنے والے ہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۳۲۵)

(بحوالہ اشامی ج ۱ ص ۶۶۴)

شبینہ یعنی ایک رات میں قرآن ختم کرنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ شبینہ کی ترکیب کیا ہے یعنی قرآن پاک ایک رات میں ختم کیا جائے یا تین راتوں میں اور کتنی رکعتوں میں ختم کیا جائے۔ بیس رکعتوں میں یا اس سے زائد رکعتوں میں؟

جواب۔ اس زمانہ میں شبینہ مردوجہ کراہت اور مفاسد سے خالی نہیں ہے ایک خرابی یہ ہے کہ نفل باجماعت میں پڑھا جاتا ہے حالانکہ باجماعت نفل میں اگر دو تین مقتدیوں سے زائد ہوں تو مکروہ تحریمی ہے البتہ تراویح میں درست ہے بشرطیکہ قرآن صاف اور صحت کے ساتھ پڑھا جائے اور شہرت مقصود نہ ہو اور مقتدی سست نہ ہوں اگر کچھ لوگ بیٹھے رہیں اور باتیں کرتے رہیں اور کھانے پینے کے انتظام میں لگے رہیں اور نتیجتاً ان کی تراویح فوت ہو جائے تو جائز نہیں۔

اس زمانہ میں ایسے حفاظ کہاں کہ پورا قرآن صاف اور صحت کے ساتھ ایک رات میں ختم کریں یہ علموں و تعلموں کے علاوہ کچھ کچھ میں نہ آئے گا اس قسم کے حفاظ کا تین روز سے کم میں قرآن ختم کرنا کراہت سے خالی نہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۲۸۷

شبینہ جائز ہے یا نہیں

سوال ۱۔ ایک روز میں چند حفاظ کا قرآن شریف شبینہ میں ختم کرنا درست ہے یا نہیں؟

جواب۔ قرآن شریف کو ایسی جلدی پڑھنا کہ حروف سمجھ میں نہ آئیں اور مختار ج سے ادا نہ ہوں ناجائز ہے پس اگر شبینہ میں ایسی جلدی ہوگی تو وہ بھی ناجائز ہے جیسا کہ در مختار میں ہے۔۔۔۔۔ فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۵۶ بحوالہ در المختار ج ۱ ص ۶۶۲

افضل یہ ہے کہ ایک یا دو (حافظ) ملکر تراویح پڑھائیں اگر جیدا اور باہمت حافظ نہ ہوں تو متعدد حفاظ تراویح پڑھائیں تو یہ بھی درست ہے تراویح ہو جائے گی۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۲۸۹

شبینہ جماعتِ نفل میں کزنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ اگر شبینہ میں ختم قرآن شریف نفلوں میں جماعت کے ساتھ کیا جائے تو جائز ہے یا نہیں؟

جواب اگر شبینہ یعنی ختم قرآن نفل جماعت کے ساتھ ہو تو یہ مکروہ ہے یعنی ناجائز ہے کیونکہ نفل کی جماعت تداعی کے ساتھ مکروہ ہے اور مکروہ سے مراد مکروہ تحریمی ہے جو قریب حرام کے ہے پس اس کو ناجائز کہنا صحیح ہو گیا اور تفسیر تداعی کی یہ ہے کہ چار مقتدی ہوں اور تین میں اختلاف ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۸۳۔ بحوالہ رد مختار ج ۱ ص ۶۶۳

شبینہ کا قاعدہ کلیہ

سوال ۲۔ شبینہ میں ایک حافظ ختم کریں یا چند ملکر ختم کریں؟

جواب ۲۔ اگر شبینہ میں قرآن صاف پڑھا جائے اور حافظ کو یا مقصود نہ ہو کہ فلاں نے اس قدر پڑھا اور فلاں نے اس قدر پڑھا اور جماعت کس مند نہ ہو اور حاجت زیادہ روشنی میں تکلف نہ کرے اور مقصود حصولِ ثواب ہو تو جائز ہے۔

اور اگر قرأت اتنی جلدی کریں کہ حروف تک سمجھ میں نہ آئیں، نہ زیر کی خبر نہ زبر کی، نہ غلطی کا خیال نہ متشابہ کا اور فقط ریاکاری مقصود ہو اور جماعت بھی منتشر ہو یا حاجت سے زیادہ روشنی ہو یا تراویح پڑھ کر نفل کی جماعت پڑھیں تو یہ بیشک مکروہ ہے۔

لقولہ تعالیٰ ۱۔ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً

ولقولہ ۲۔ وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ فَاذْكُرُونِي يُرَاءُونَ النَّاسَ

ولقولہ ۳۔ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْمُرْتَفِينَ

ولقول الفقہاء: إِنْ جَمَاعَةَ النَّوَافِلِ مَكْرَهًا

شبینہ تین قسموں کے ساتھ جائز ہے: (۱) ترتیل نہ چھوٹے (۲) تراویح میں پڑھیں (۳) جماعت کے وقت مختلف نہ کریں۔

امداد الفقاری ۱۵ ص ۲۸۷ - ۲۸۹

شبہینہ کے سلسلے میں حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ

قرآن شریف کا ایک رات میں ختم کرنا بصورت تصحیح الفاظ وغیرہ جائز ہے اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ایک رات میں ختم کرنا ثابت ہے اور اگر قرآن ترتیل کے ساتھ نہ پڑھا گیا تو صحیح پڑھے گئے تو اس طرح پڑھنے میں ثواب کم ہوگا اور اگر شہرت کی نیت سے پڑھے تو ریا تو فرائض میں بھی ممنوع ہے۔ تراویح پر کیا موقوف ہے اور اگر مقتدیوں کو اس طرح پڑھنا دشوار ہو تو نہ پڑھے۔
فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۳۰۴

نفل کی جماعت تہجد ہو یا غیر تہجد سوائے تراویح کے اور کسوف و استسقار دہن اور بارش کی دعا رکھا اگر چاہے مقتدی ہوں تو ضعیفہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے خواہ دانفراد پہلے سے جمع ہو یا یا نہیں بلایا گیا ہو اور یمین میں اختلاف ہے اور رد میں کراہت نہیں ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۹۹)

.....



.....

دشواں بابا ختم کے دن مختلف رواج کے بیان

کو نسی تاریخ میں ختم کریں

صحیح مذہب کے بموجب ماہ رمضان میں ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے نیز ستائیسویں شب میں ختم کرنا مستحب ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۱۶)
ستائیسویں شب میں ختم کرنا افضل و مستحب ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۲۵۵)

ختم کے دن تین مرتبہ قیل ہوا اللہ پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ بعض حفاظ ختم کے دن سورہ اخلاص کو تین مرتبہ پڑھتے ہیں کیا یہ جائز ہے اگر نہیں ہے تو کراہت کی کیا وجہ ہے تکرار سورت یا رواج؟

جواب ۱۔ تین مرتبہ قیل ہوا اللہ کا پڑھنا مکروہ نہیں ہے مگر اس کو لازم سمجھنا مکروہ ہے اس پر التزام نہ ہونا چاہیے یہ التزام داصر جو لوگوں نے اختیار کر لیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے کہ عوام نے اس کو لازم سمجھ لیا ہے جیسا کہ طرز سے ظاہر ہے لہذا مکروہ ہے۔ نہ یہ کہ اعادہ سورت فی نفسہ مکروہ ہے۔ اعادہ سورت خواہ فی انفسہ جائز ہو یا مکروہ لیکن یہ رسم قابل ترک ہے فتاویٰ دلائل العلوم ج ۳ ص ۲۹۰ تا ۲۹۱۔ وحاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۹۲۔

سورہ اخلاص کے بارے میں مولانا تھانوی کا فتویٰ

سوال ۱۔ قیل ہوا اللہ کا تین مرتبہ آخری تراویح میں پڑھنا کیسا ہے؟ کراہت کی کیا وجہ ہے یعنی مکرر پڑھنے کی وجہ سے کراہت ہے یا رواج کی وجہ سے؟

جواب ۱۔ عالمگیری کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ تکرار سورت اور تکرار آیت ایک حکم میں ہیں۔ اور نوافل میں آیت کو مکرر پڑھنے میں کراہت نہیں ہے اللہی لکھنوی و حدیث سے مقید کیا ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ نوافل میں سورت کو مکرر پڑھنے سے کراہت نہ ہونے میں

بھی وہی لوازل مراد ہیں جو تنہا پڑھے جائیں اور نماز تراویح جو فرض کی طرح جماعت سے پڑھی جاتی ہے وہ فرض کے حکم میں ہے لہذا فرض کی طرح تراویح میں بھی سورت کی تکرار مکروہ ہوگی۔ علاوہ بریں یہ التزام و اصرار جو لوگوں نے اختیار کر لیا ہے یہ بھی کراہت کی مستقل دلیل ہے پہلی دلیل کا معنی سورت تکرار ہی ہے اور دوسری کا کراہت تحریمی ہے۔ اعداد الفتاویٰ ص ۲۹۲

بغض سورتوں کے بعد غیر قرآنی الفاظ پڑھنا کیسا؟

سوال ۱۔ نماز تراویح میں حافظ صاحب بعض سورتوں کے اختتام پر نماز ہی میں بعض الفاظ غیر قرآنی عربی میں پڑھتے ہیں مثلاً سورۃ مسلمات کی آخری آیت **فَبِأَيِّ حَدِيثٍ بَعْدَهُ يُؤْمِنُونَ** کے بعد **أَمَّنَّا بِاللَّهِ** کہتے ہیں اس سے نماز فاسد ہوتی ہے یا نہیں؟

جواب:- حنفیہ اس قسم کی دعاؤں کو نماز میں پڑھنے کو منع فرماتے ہیں لیکن اگر لوازل میں ایسا کیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۷۸۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۰۹ باب صفۃ الصلوۃ

ختم پر دوسری آیتوں کا پڑھنا کیسا ہے؟

سوال رمضان شریف میں ختم قرآن میں حافظ صاحب انیس رکعتوں میں قرآن پاک ختم کرتے ہیں اور بیسویں رکعت میں **الْحَمْدُ لِلَّهِ الْمَوْلَانِ** تک پڑھ کر اسی رکعت میں یہ آیات پڑھتے ہیں۔ **إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ** اور **دَعْوَاهُمْ فِيهَا سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيهَا سَلَامٌ** الخ پڑھ کر رکوع کرتے ہیں یہ جائز ہے یا بدعت؟

جواب:- یہ تو بعض روایات میں آیا ہے کہ ختم قرآن کے بعد **الْحَمْدُ** سے شروع کر کے چند آیات **شَلَّا مَفْلِحُونَ** تک پڑھ دیا جائے اور فقہار نے بھی اس کی اجازت دی ہے اور یہ مستحب ہے اور اس کے علاوہ دیگر آیات کا اس وقت پڑھنا منقول نہیں ہے لہذا اس کا ترک کر دینا مناسب ہے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۵ حاشیہ پر در مختار کے حوالہ سے اس صورت کو مکروہ بتایا ہے اور لکھا ہے کہ بیس رکعت میں فاتحہ کے بعد سورۃ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون

تک پڑھے کیونکہ آپ کا فرمان ہے: خَيْرَ النَّاسِ الْقَالَ الْمُرْتَجِلُ اَيِ الْخَائِبِ الْمَفْتَحِ
لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹہر کر پھراگے چل پڑے، یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع
کر دے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۵)

ختم کے دن مفلحون تک پڑھنا کیسا ہے؟

سوال ۱۔ حضرت مولانا عبدالحمی صاحب نے تراویح میں الْمَفْلِحُونَ تک ختم کرنے
کو جائز لکھا ہے یعنی جب قرآن شریف ختم کرے تو آخری رکعت میں اَللّٰهُمَّ مَفْلِحُونَ تک پڑھے
اور فتاویٰ عالمگیری میں بھی ترتیب ختم کی مفلحون تک لکھی ہے۔
صحیح اس بارے میں کیا ہے اور ایک آیت سے دوسری طرف منتقل ہونے کا کیا حکم ہے
بعض لوگوں نے مفلحون تک پڑھنے کو مکروہ کہا ہے۔

جواب ۱۔ جو کچھ مولانا عبدالحمی صاحب نے اس بارے میں لکھا ہے وہی صحیح ہے،
فقہائے حنفیہ نے بھی ختم میں صرف اسی کو مستحب لکھا ہے کہ سورۃ بقرہ کی شروع کی آیات
پر ختم کرے۔ کیونکہ یہ حدیث سے ثابت ہے اس کے علاوہ متفرق جگہ سے آیتوں کے پڑھنے
کو مکروہ لکھا ہے۔
فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۶۰

بحوالہ شرح منیہ کبیری دردمختار ج ۱ ص ۵۱۰ باب صفۃ القلادۃ

ختم کے دن کس طرح پڑھیں؟

سوال ۱۔ تراویح میں ختم قرآن کے وقت پر آخری دو رکعتوں میں سے پہلی رکعت میں
سورۃ نلق اور دوسری رکعت میں سورۃ والناس اور اللہ سے مَفْلِحُونَ تک سورۃ فاتحہ سے پڑھتے
ہیں کیا اس کا ثبوت ہے؟

جواب ۱۔ تراویح میں ختم قرآن کے وقت انیسویں رکعت میں سورۃ فاتحہ معوذتین
اور سورۃ نلق اور سورۃ الناس پڑھنا اور بیسویں رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کا کچھ حصہ مفلحون
تک پڑھنا مستحب ہے، یہ حدیث سے بھی ثابت ہے آپ کا ارشاد ہے:

خَيْرُ النَّاسِ الْحَالُ الْمُزْتَجِلُ أَي الْخَائِبُ الْمُنْتَبِحُ (ترجمہ: لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو ٹھہر کر پھر آگے چل پڑے، یعنی قرآن ختم کر کے پھر شروع کر دے)۔
یہ جو بعض جگہ رواج ہے بیویں رکعت میں تین مرتبہ سورہ اِخْلَاصِ، سورہ نَاسِ اور سورہ بَقَرہ مفلحون تک اور دوسری دعائیں پڑھتے ہیں یہ صحیح طریقہ سے ثابت نہیں ہے۔
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۸۴)

حضرت مولانا مفتی کفایت الشہ صاحب کا فتویٰ

ختم قرآن مجید کے بعد سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں پڑھنا مستنون ہے خواہ بیویں رکعت میں سورہ ناس کے بعد پڑھ لے۔ یا ان بیویں رکعت میں ناس تک پڑھ کر بیویں میں آخراً پڑھ لے۔ بیویں رکعت میں الحمد اور معوذتین پڑھ کر پھر فاتحہ پڑھنا اور آلہم کی آیتیں پڑھنا نہیں چاہیے یعنی الحمد کی تکرار کے کوئی معنی نہیں ہیں۔
کفایت المفتی ج ۲ ص ۲۴۸

سنت و نوافل کے بعد دعا انفرادی طور پر ہے یا اجتماعی طور پر

سوال:۔ سنت اور نوافل کے بعد دعا کرنی چاہیے یا نہیں؟ یا سلام پھیر کر چلا جانا چاہیے اگر کوئی شخص سنت و نوافل کے بعد دعا نہ کرے اور یوں ہی چلا جائے تو قابلِ ملامت ہو یا نہیں؟
جواب:۔ فرائض کے بعد دعا کر کے متفرق ہو جانا چاہیے سنت و نوافل کے بعد اجتماعاً دعا کا پابند مقتدی کو نہ کرنا چاہیے۔ فرائض کے بعد کوئی شخص مثلاً گھر جا کر سنتیں پڑھنا چاہتا ہے تو اس کو کیوں پابند کیا جائے۔

الغرض جو ایسا کرے وہ ملامت کے لائق نہیں ہے۔ سنت و نوافل کے بعد بطور خود ہر ایک شخص جس وقت فارغ ہو دعا کر کے چلا جائے یا فرائض کے بعد گھر جا کر سنتیں پڑھے اس میں کوئی تنگی نہ ہونی چاہیے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۱۲)

ختم قرآن کے بعد دعاء

سوال :- جماعت کے ساتھ قرآن ختم ہونے کے وقت دعا کردہ ہے اس واسطے کے اس طرح دعا کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے کیا یہ صحیح ہے؟

جواب :- صحیح یہ ہے کہ ختم قرآن کے بعد اور ہمیشہ نماز تراویح کے بعد دعا مسنون و مستحب ہے اور حدیث میں ہے کہ یہ وقت اجابت دعا کا ہے اس لئے ہمارے اکابر اور مشائخ کا معمول دعا بعد تراویح اور بعد ختم قرآن ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۷۱، بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۸۸

حضرت عراب بن ساریہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بندہ فرض نماز پڑھے اور اس کے بعد دل سے دعا کرے، تو اس کی دعا قبول ہوگی اسی طرح جو آدمی قرآن مجید ختم کرے (اور دعا کرے) تو اس کی دعا بھی قبول ہوگی: معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۳۸

تراویح اور وتر کے بعد دعا کرنا کیسا ہے؟

سوال :- نماز تراویح کے بعد دعائے مانگنا جائز ہے یا نہیں؟ اور رمضان شریف میں وتر پڑھنے کے بعد دعائے مانگنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب :- تراویح کے ختم پر دعائے مانگنا درست اور مستحب ہے۔ اور سلف و خلف کا معمول ہے: پھر وتر کے بعد دعا ضروری نہیں ہے ایک بار کافی ہے یعنی ختم تراویح کے بعد۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۵۲)

سلام کے بعد بغیر دعاء کے مقتدی جاسکتا ہے؟

سوال :- مقتدی کو امام کی دعا کا ساتھ دینا چاہیے یا وقت کا لحاظ رکھا جائے؟

جواب :- اگر مقتدی کو کچھ ضرورت ہے اور کئی غنوں کا کام ہے تو سلام کے تو بیٹھے جاتے ہیں کچھ گزارا نہیں ہے اور اس پر غصن نہ کرنا چاہیے اور اگر وقت کے ختم کا انتظار ہے اور امام کے

دعا میں شریک ہو تو یہ اچھا ہے اور اس میں زیادہ ثواب ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۰۲، بحوالہ مختار ج ۱ ص ۲۹۵ باب صفحہ الصلاة

نماز کے بعد دعا آہستہ مانگنے یا زور سے؟

سوال:- فرض نماز جماعت کے بعد دعا آہستہ مانگنے یا زور سے اگر آہستہ کا حکم ہے تو کس قدر اور اگر زور سے مانگنے کا حکم ہے تو کس قدر دونوں میں کونسا افضل طریقہ ہے؟

جواب:- آہستہ دعا کرنا افضل ہے نمازیوں کا حرج نہ ہوتا ہو تو کبھی کبھی ذرا آواز سے دعا کر لے تو جائز ہے ہمیشہ زور سے دعا کرنے کی عادت بنانا مکروہ ہے:

دعاؤں کی روایتوں سے بھی جہر ثابت نہیں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۸۲)

امام اگر زور سے دعا کرے تو اپنے لئے الفاظ کو خاص کرے

امام دعا کے الفاظ کو اپنے ساتھ مخصوص نہ کرے اور اگر وہ دعا کو زور سے کر رہا ہے جیسے کہ: اے اللہ مجھ پر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر رحم فرما اور میرے ساتھیوں پر کسی پر رحم نہ کرنا۔ اس قسم کی دعا کرنا خیانت ہے احادیث میں جو منفرد الفاظ آئے ہیں وہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ نماز میں جو امام سے فائدہ پہنچتا ہے اس میں مقتدیوں کو بھی حصہ ملتا ہے کیونکہ امام مقتدیوں کا نمائندہ ہوتا ہے اور اگر آہستہ دعا کر رہے ہیں تو امام کو اجازت ہے کہ اپنے لئے خاص دعا کرے اور دوسروں کے لئے بد دعا نہ کرے کیونکہ مقتدی بھی اپنے لئے دعا کر رہے ہیں اس طرح نفس دعا میں سب شریک ہو جائیں گے:-

امعارف مدنیہ ج ۶ ص ۱۰۰

کیا دعا نہمانس کا جزء ہے؟

سوال:- امام کو دعا آہستہ مانگنا چاہیے یا بلند آواز سے نیز دعا نماز کا جزء ہے یا نہیں؟

جواب:- دعا آہستہ مانگنا افضل ہے اگر دعا کی تعلیم مقصود ہو تو بلند آواز میں بھی

مضائقہ نہیں مگر اس بلند آواز سے دوسرے نمازیوں کی نماز میں خلل نہ ہو۔ نماز سلام پر حتم ہو جاتی

ہے اس کے بعد دعا نماز کا جزء نہیں ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۴۳، ۱)

دعا کے وقت نگاہ کہاں رکھی جائے

دعا مانگنے کے وقت آسمان کی طرف نظر اٹھانا اور تمکنا دعا کی وہ ناپسندیدہ صورت ہے جس سے آنحضرتؐ نے منع فرمایا ہے اس لئے کہ یہ صورت اللہ کے ادب و احترام اور دعا مانگنے والے کے لئے مناسب نہیں ہے۔ ہو سکتا ہے یہ حرکت بے ادبی یا گستاخی بن کر دعا کو قبولیت سے محروم کر دے اس لئے اس سے بچنا چاہیے۔
(حصن حصین ص ۲۷)

دعا یقین کے ساتھ کرنی چاہیے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اللہ سے مانگو اور دعا کرو تو اس یقین کے ساتھ کرو کہ وہ ضرور قبول فرمائے گا اور جان لو اور یاد رکھو اللہ اس کی دعا قبول نہ کرے گا جس کا دل دعا کے وقت اللہ سے غافل اور بے پرواہ ہو۔
معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۲۔ بحوالہ جامع ترمذی و صحیح بخاری و مسلم
آپ نے فرمایا ہماری دعائیں اس وقت تک قابل قبول ہوتی ہیں جب تک جلد بازی سے کام نہ لیا جائے (اور جلد بازی یہ ہے کہ بندہ یہ کہنے لگے میں نے دعا کی تھی مگر قبول ہی نہیں ہوئی ہے۔
معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۲۵)

دعا کا طریقہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: اللہ سے اس طرح ہاتھ اٹھا کر مانگا کرو کہ ہتھیلیوں کا رخ سامنے ہو ہاتھ اٹھے کر کے نہ مانگا کرو اور جب دعا کر چکو تو اٹھے ہوئے ہاتھ چہرے پر پھیر لو۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب آپ ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے تو آخر میں اپنے ہاتھ چہرہ مبارک پر پھیر لیتے تھے۔

(معارف الحدیث ج ۵ ص ۱۳۱)

دعا میں ہاتھ کہاں تک بلند کریں؟

ایک شخص کی دعا میں سینہ سے اوپر تک ہاتھ اٹھانا ہوا دیکھ کر حضرت ابن عمرؓ نے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا۔

دلیل میں فرمایا کہ آنحضرتؐ کو دعا کے وقت روئے کسی خاص موقع پر، سینے سے اوپر تک اٹھاتے نہیں دیکھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہاتھ کو بلا وجہ بعض حضرات سینے سے اونچا کرتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۰۶ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۱۹۶)

دعا کے بعد آمین کہنا

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ باہر نکلے ہمارا گدڑ اللہ کے ایک نیک بندہ پر ہوا جو بڑی التجا کے ساتھ اللہ سے دعا مانگ رہا تھا۔ آنحضرتؐ کھڑے ہو کر اس کی دعا اور اللہ کے حضور میں اس کا مانگنا گڑ گڑانا سننے لگے۔ پھر آپؐ نے ہم لوگوں سے فرمایا اگر اس نے دعا کا خاتمہ صحیح کیا اور ہر ٹھیک لگائی تو جو اس نے مانگا اس کا فیصلہ کرایا۔ ہم میں سے ایک نے پوچھا حضور صحیح خاتمہ کا اور ہر لگانے کا طریقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا آخر میں آمین کہہ کر دعا ختم کرے (تو اگر اس نے ایسا کیا تو بس اللہ سے ملے کرایا) (متعارف الحدیث ج ۵ ص ۱۱۳۳)

دعا کے بعد منہ پر ہاتھ پھیرنا کیسا ہے؟

سوال:- دعا ختم کرنے کے بعد ہاتھ منہ پر پھیرتے ہیں۔ منہ پر ہاتھ پھیرنے کی کیا وجہ ہے؟

جواب:- دعا کے ختم کے بعد منہ پر ہاتھ پھیر لینا درست اور ثابت ہے اور حصول برکت کے لئے یہ فعل کیا جاتا ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۲۱۰)

ماہ رمضان میں مسجد کو سبجانا

سوال ۱۔ رمضان المبارک میں شب کو ضرورت سے زائد چراغ وغیرہ روشن کرتے ہیں اور اس کو زیادہ ٹو اکب کام سمجھتے ہیں۔ اس کا کیا حکم ہے؟

جواب رمضان المبارک میں تراویح کے وقت نمازی ہمیشہ سے زائد ہوتے ہیں ان کی راحت و سہولت کے لحاظ سے حسب ضرورت روشنی میں کچھ اضافہ کیا جائے تو جائز اور مستحب ہے۔ ہاں صرف مسجد کی رونق افزائی کے لئے جس سے زائد روشنی کرنا ناجائز اور سخت منع ہے کہ اس میں فضول خرچی کے ساتھ ساتھ دیوالی (ہندو اتی تہوار) سے مشابہت ہوتی ہے۔ اور مجوسیوں کے شعار کا اظہار اور اسکی تائید لازم آتی ہے، مسجد تماشگاہ بن جاتی ہے، "خلاف شرع امور سے مسجد کی رونق نہیں بڑھتی بلکہ بے حرمتی ہوتی ہے۔ مسجد کی زینت اور رونق اس کی صفائی، خوشبو، نیز نمازیوں کی زیادتی، اچھی پوشاک پہن کر، خوشبو لگا کر، خشوع و خضوع سے نماز پڑھنے اور باادب بیٹھنے میں ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

ختم قرآن کی شب میں حافظ کو ہار پہنانا

سوال ۱۔ ہماری مسجد میں جس رات تراویح میں ختم ہوتا ہے اسی رات حافظ صاحب کی عزت افزائی کے لئے پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ فعل کیسا ہے کیا اس کا کسی کتاب سے ثبوت ہے؟ میں حافظ ہوں اور اسال میں نے تراویح پڑھائی ہے اور اعتکاف بھی کیا ہے مجھے یہ پسند نہیں ہے کیا میں یہ کہہ دوں کہ ہار پہننے سے میرا اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ اس طرح جھوٹی بات کہہ کر ہار پہننے سے انکار کر سکتا ہوں یا نہیں؟

جواب ۱۔ ختم قرآن کی شب میں حافظ کو پھولوں کا ہار پہنایا جاتا ہے یہ رواج بکرا اور قابل ترک ہے اور اس میں اسراف بھی ہے اگر حافظ کی عزت افزائی مقصود ہے تو ان کو عربی رومال یا شال کیوں نہیں پہناتے؟ آپ ہار پہننا نہیں چاہتے تو اس کے لئے بھوٹ بولنے کی اجازت نہیں بلکہ صاف صاف کہہ دیا جائے کہ میں یہ رواج پسند نہیں ہے اور یہ خلاف شرع ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۱۶۰)

تراویح ختم ہونے پر مٹھانی تقسیم کرنا

سوال ۱۔ رمضان المبارک میں تراویح ختم ہونے پر شیرینی تقسیم کرنا کیسا ہے ؟
 ۲۔ کیا شیرینی صرف ایک ہی طرف سے ہونی چاہیے اور مٹھانی مسجد میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ ؟
 جواب ۱۔ مٹھانی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے لوگوں نے اُسے ضروری سمجھ لیا ہے
 اور بڑی پابندی کے ساتھ عمل کیا جاتا ہے۔ لوگوں کو چندہ دینے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ مسجدوں
 میں بچوں کا اجتماع اور شور و غل وغیرہ خرابیوں کے پیش نظر اس دستور کو موقوف کر دینا ہی بہتر
 ہے۔ امام تراویح یا اور کوئی ختم قرآن کی خوشی میں کبھی کبھی شیرینی تقسیم کرے اور مسجد کی حرمت کا
 لحاظ رکھا جائے تو درست ہے۔ مسجد کا فرش خراب نہ ہو۔ خشک چیز ہو اور مسجد کی بے حرمتی
 لازم نہ آئے تو درست ہے۔ بہتر یہ ہے کہ دروازے پر تقسیم کیا جائے۔

دفن ادنیٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۱۲۸۹



گیارہواں باب عشاء کی نماز کے مسائل

اگر کسی نے بغیر وضو عشاء کی نماز پڑھی

اگر کسی شخص نے عشاء کی نماز بغیر وضو کے پڑھی تھی اور تراویح اور وتر وضو سے پڑھے تو عشاء کے ساتھ تراویح کا اعادہ کرے اور وتر کا اعادہ نہ کرے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے امام اعظم کے نزدیک اور تراپنے وقت میں عشاء کے تابع نہیں ہے اور عشاء کی نماز کا اس پر مقدم کرنا ترتیب کی وجہ سے واجب ہے اور بھولنے کے عذر سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے پس اگر بھول کر وتر عشاء سے پہلے پڑھے تو صحیح ہو جائیگا اور تراویح اگر عشاء سے پہلے پڑھی تو صحیح نہ ہوگی اس لئے کہ تراویح کا وقت عشاء کے ادا ہونے کے بعد ہے پس جو عشاء سے پہلے ادا کیا اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۸۵)

عشاء کے فرض بے وضو پڑھے اور سنت و ترہا وضو تو کیا سنتوں کا اعادہ کرے؟

سوال :- اگر عشاء کے فرض بھول کر بے وضو پڑھنے اور سنت اور ترہا وضو اور وقت کے اندر اندر یاد آجائیں تو فرضوں کے ساتھ سنتوں کا اعادہ کرنا چاہیے نہ وتر کا امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین کے نزدیک وتر کا بھی اعادہ کر لیا اس کی کیا وجہ ہے؟

جواب :- یہ مسئلہ وقت کے اندر پڑھنے کا ہے اور وجہ سنتوں کے لوٹنا یہی اور وتر کو نہ لوٹانے کی امام صاحب ابو حنیفہ کے نزدیک یہ ہے کہ عشاء کے فرض بھولنے تو فرض کے اعادہ کے ساتھ سنتوں کا بھی اعادہ کرے کیونکہ سنتیں فرض کے تابع ہیں اور وتر چونکہ مستقل واجب ہے اور وہ وضو سے ہوئے لہذا اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے اور صاحبین چونکہ وتر کو سنت نہ مانتے ہیں اس لئے وہ فرض کے ساتھ وتر کے اعادہ کا بھی حکم کرتے ہیں اور صورت اس مسئلہ کی یہ ہے کہ نماز کے بعد وقت کے اندر یاد آ گیا اور اگر وقت گزرنے کے بعد یاد آیا تو صرف عشاء کے فرض پڑھے۔۔۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۶۳، بحوالہ ہدایہ باب قضاء الفوائت ج ۱ ص ۱۳۹

بلا ضرورت لقمہ دینا

سوال :- امام میری رکعت کے بعد چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہوا ایک مقتدی نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ چار رکعتیں ہو گئیں ہیں سبحان اللہ کہہ کر امام کو بیٹھانا چاہا مگر چونکہ امام کو یقین تھا اس لئے اس نے مقتدی کی بات کی طرف توجہ نہ کی اور چوتھی رکعت پڑھ کر نماز پوری کی۔ اس صورت میں اس مقتدی کی جس نے بلا ضرورت لقمہ دیا نماز ہوئی یا نہیں؟

جواب :- صورتِ مسئلہ میں سبحان اللہ کہنا امام کو بتلانے کی وجہ سے ہے اور خود کلامِ ناس نہیں ہے لہذا امام و مقتدی دونوں کی نماز صحیح ہو گئی۔

(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۵۲)

کوئی نفل کی نیت عشاء کی نماز پڑھ کر جماعت میں شامل ہوا

سوال :- اگر کوئی شخص عشاء کی نماز ادا کر چکا پھر جماعت ہوتے دیکھی تو اس میں شامل ہو گیا اب وہ سنت یا وتر لوٹائے یا نہیں؟

جواب :- سنت اور وتر نہ پڑھے چونکہ وہ پہلے ادا کر چکا ہے اور یہ نفل کے حکم میں ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۲۰)

عشاء کی نماز کی صرف ایک رکعت ملی تو بقیہ کس طرح پوری کرے؟

سوال :- تین رکعت پوری ہو جانے کے بعد ایک شخص امام کے پیچھے نماز میں شامل ہوا وہ امام کے سلام کے بعد بقیہ نماز کس طرح پوری کرے؟ یعنی کس کس رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا اور کس رکعت پر قعدہ کرے گا؟

جواب :- امام کے سلام پھیرنے کے بعد کھڑے ہو کر ثنا پڑھے اور پھر اعوذ اور بسم اللہ پڑھ کر سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے اور رکوعِ بجدہ کر کے قعدہ کرے دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ اور سورت پڑھے مگر اس رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے اور میری رکعت میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے اور پھر دستور کے موافق قعدہ اخیرہ کر کے نماز پوری کرے۔

(فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۲۲۳)

تین رکعت پڑھ کر سجدہ سہو کر لیا تو کیا نماز ہو گئی؟

سوال:- امام صاحب عشا کی نماز میں تین رکعت پڑھ کر سہو بیٹھ گئے اس خیال سے کہ چار پوری ہو گئیں لیکن ان کو فوراً یقین ہو گیا کہ تین رکعت ہوئی ہیں انہوں نے التحیات کو پورا کر کے سجدہ سہو کیا اور تین ہی رکعت پر سلام پھیر دیا نماز ہو گئی یا نہیں؟ اگر کسی نے اپنی نماز دوہرائی تو اچھا ہوا یا نہیں؟

جواب:- (۱) اس حالت میں نماز نہیں ہوئی۔ (۲) نماز کا دوہرا مناسب پر ضروری ہے جس نے تنہا دوہرائی اس کی نماز صحیح ہو گئی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۶۱، بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۳ باب سجود السہو و باب الاماتہ

عشا کی تیسری رکعت پر سہو بیٹھنا

سوال:- امام صاحب عشا کی تیسری رکعت پر سہو بیٹھ گئے مقتدی کے الحمد للہ کہنے پر فوراً کھڑے ہو گئے اور بیٹھے میں شک کی وجہ سے اور الحمد للہ کہنے کی وجہ سے کچھ نہیں پڑھا تھا بعد میں سجدہ سہو نہیں کیا نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب:- اگر بیٹھنا بہت ہی کم ہو اور دیر تک نہیں بیٹھے تو سجدہ سہو واجب نہیں تھا نماز ہو گئی۔
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۱۴)

عشا کی تین رکعت پر سلام پھیرنے کے بعد ایک رکعت اور ملالی

سوال:- امام صاحب نے تین رکعت پڑھ کر سہو سلام پھیر کر قبلہ رخ بیٹھے ہیں مقتدیوں میں تذکرہ ہوا کہ تین رکعت ہوئیں یہ سن کر امام صاحب الشاکر کہہ کر کھڑے ہو گئے اور چوتھی رکعت پوری کر کے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرا کیا نماز امام صاحب اور مقتدیوں کی ہوئی یا نہیں؟

جواب:- اگر امام صاحب کچھ نہیں بولے تھے تو ان کی نماز ہو گئی اور مقتدیوں میں جو نہیں بولے ان کی بھی نماز ہو گئی اور جو مقتدی بولے ان کی نماز نہیں ہوئی وہ اپنی اپنی نماز کا

اعادہ کر لیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۱۰۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۹۱
 اگر امام بھول کر پہلی یا تیسری رکعت میں بیٹھ گیا پچھلے سے کسی مقتدی نے لقمہ دیا۔ یا خود
 ہی یاد آیا تو امام کو کھڑے ہونے وقت تکیر کہتے ہوئے کھڑا ہونا چاہیے۔

(مسائل مجددہ ص ۷۱، بحوالہ کبیری ص ۱۳۱۳)

جو پانچویں رکعت میں شامل ہوا اسکی نماز ہوئی یا نہیں؟

سوال:- امام صاحب پانچویں رکعت میں کھڑے ہو گئے اور چھ رکعت پوری کر کے
 سجدہ ہو کر کے سلام پھیر دیا۔ پانچویں رکعت میں ایک آدمی اور شریک ہو گیا تو اس کی نماز ہوئی یا نہیں؟
جواب:- امام اگر چوتھی رکعت میں بقدر تشہد بیٹھ کر سہواً کھڑا ہو گیا اور پانچویں رکعت کا
 سجدہ بھی کر لیا تو چھٹی رکعت اور طلوع اور سجدہ ہو کر کے فرض اس کے پورے ہو گئے۔ اگر کوئی شخص
 پانچویں یا چھٹی رکعت میں اس امام کا مقتدی ہوا تو مقتدی کی نماز نہ ہوگی کیونکہ امام کی وہ دور رکعت
 نفل ہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۱۱۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۹۱ باب سجود السہو

عشاء کی پانچ رکعت پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

سوال:- عشاء کی نماز میں چار رکعت ہونے پر امام صاحب کو یہ خیال رہا کہ تین
 رکعت ہوئیں ہیں اس لئے کھڑے ہو گئے بعض مقتدی بیٹھ گئے اور امام صاحب کو اشارہ کیا مگر امام
 صاحب نہیں بیٹھے بلکہ پانچویں رکعت کا رکوع سجدہ کر کے اور سجدہ ہو کر کے نماز ختم کی اس صوت میں
 امام صاحب کی نماز ہوئی یا نہیں اور جو مقتدی قعدہ اخیرہ کی غرض سے اڈل بیٹھ گئے تھے اور پھر امام صاحب
 کے ساتھ پانچویں رکعت کے رکوع میں شامل ہو گئے ان کی بھی نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب:- امام صاحب جب کہ چوتھی رکعت میں نہ بیٹھے اور پانچویں رکعت میں کھڑے
 ہو کر سجدہ کر کے بیٹھے تو قعدہ اخیرہ کے فوت ہو جانے کی وجہ سے امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی جب
 امام صاحب کی نماز نہیں ہوئی تو مقتدیوں میں سے کسی کی نماز نہیں ہوئی نہ مسبوق کی نہ مدرک کی،

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۴۰۵۔ بحوالہ ہدایہ باب سجود السہو ج ۱ ص ۱۳۲

امام اگر بھول کر دو رکعت پر سلام پھیرے ؟

سوال ۱۔ امام نے پہلے قعدہ میں بھول کر دونوں طرف سلام پھیر دیا تو اب باقی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں اور دونوں سلام پھیرنے سے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ سہواً دونوں طرف سلام پھیر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی باقی رکعت پڑھ کر آخر میں سجدہ سہو کرے۔ نماز صحیح ہو جائیگی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۲۲ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۷۵

عشاء کی نماز میں قرأت اگر آہستہ کرے تو اس کا کیا حکم ہے ؟

سوال ۱۔ امام صاحب نے جہری نماز میں قرأت آہستہ کی بعد میں امام صاحب کو یاد آیا کہ نماز جہری ہے وہ تھوڑی سی قرأت کر چکے تھے انھوں نے پھر شروع سے ہی پڑھا تو ان کی نماز ہو گئی یا نہیں؟ سجدہ سہو کریں یا نہیں؟ اور اگر سجدہ سہو بھی نہیں کیا تو نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب ۱۔ ان کی نماز ہو گئی ٹوٹانے کی ضرورت نہیں اور بقدرتین آیت کے اگر آہستہ پڑھی تھیں تو سجدہ سہو لازم ہے ورنہ نہیں درجہ سجدہ سہو نہ کیا تو نماز میں نقصان آیا تو ٹھاننا واجب ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۲۰۸

عشاء کی آخری رکعتوں میں جہر کرنے سے سجدہ سہو

سوال ۱۔ اگر امام عشاء کی آخری رکعتوں میں قرأت زور سے کرے تو سجدہ سہو واجب ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ اس صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا جیسا کہ شامی میں لکھا ہے کہ عشاء کی آخری دو رکعتوں میں اگرچہ قرأت واجب نہیں لیکن اگر قرأت کرے تو آہستہ پڑھنا لازم ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۸۹

بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۹۷۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۳۸۹

عشاء کی قضا میں قرأت کیسے کرے؟

سوال :- عشاء کی قضا میں زور سے قرأت کر سکتا ہے یا نہیں؟
جواب :- اگر ان ہی اوقات میں قضا کرے تو زور سے پڑھ سکتا ہے اگر دن کو قضا کرے تو نہیں کر سکتا۔ (یہ حکم مفرد کے لئے لکھا گیا ہے)
 فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۳۲۵۔ بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۲۹۷ فصل فی القراءۃ

عشاء کی نماز میں قعدہ اولیٰ سہواً چھوٹ گیا پھر کھڑے ہونیکے بعد لوٹا

سوال :- تین یا چار رکعت والی فرض یا واجب نماز میں قعدہ اولیٰ سہواً چھوٹ جانے اور سیدھے کھڑے ہو جانے کے بعد قیام کو (جو کہ فرض ہے) ترک کر کے قعدہ میں (جو کہ واجب ہے) بیٹھے تو نماز فاسد ہوگی یا نہیں؟

جواب :- قعدہ اولیٰ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے یا سیدھے کھڑے ہونے کے قریب ہو جائے پھر التیمات پڑھنے کے لئے بیٹھے اس سے فرض ترک کر کے واجب کی طرف لوٹنا لازم نہیں آتا مگر فرض کی ادائیگی میں تاخیر لازم آتی ہے جس کا تدارک سجدہ سہو سے ہو جاتا ہے لہذا راجح اور حق یہ ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی سجدہ سہو کرنا پڑے گا البتہ ایسا کرنا نہیں چاہیے۔ قصداً کرے گا تو گنہگار ہوگا۔
 فتاویٰ دارالعلوم ج ۱ ص ۱۵۹

بحوالہ درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۹۷۔ فتح القدیر ج ۱ ص ۴۴۵

عشاء تنہا پڑھنے کے بعد جماعت میں شامل ہوا تو کیا جماعت والی چار رکعت تراویح میں شمار ہو جائیگی

سوال :- رمضان میں ایک بیمار آدمی نے گھر پر عشاء کی نماز پڑھی پھر کچھ بہت ہوئی تو مسجد میں گیا جماعت ہو رہی تھی وہ تراویح کی نیت سے عشاء کی جماعت میں شامل ہوا تو یہ چار رکعت تراویح میں شمار ہوگی یا نہیں؟

۲۔ نیز کیا جماعت والی نماز قضا میں شمار کی جائے گی؟ اگر قضا کی نیت سے شامل ہو تو وہ صحیح ہے یا نہیں؟

جواب :- صحیح یہ ہے کہ تراویح میں شمار نہیں ہوگی کیونکہ تراویح کا درجہ کچھ فرضوں سے کم ہے مگر وہ ایک مخصوص اور مستقل سنت مؤکدہ ہے اس کی خصوصیت کا لحاظ رکھنا ہے۔ ۱۲۔ صورتِ مؤولہ میں قضا صحیح نہیں کہ امام کی نماز وقتی ادا ہے اور مقتدی کی قضا ہے دونوں کی نماز صفت میں متحد نہیں۔ فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۸۴۔ بحوالہ قاضی خاں ص ۱۶۷
دشامی ج ۱ ص ۵۵۲ و در مختار ج ۱ ص ۵۴۲ و نور الایضات ص ۱۶۷

امام کے پیچھے مقتدی کی التحیات پوری نہ ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

امام نے سلام پھیر دیا مقتدی کو چاہیے کہ التحیات پوری کر کے سلام پھیرے اور اگر درود و دعائے مالوثرہ رہ گئی تو اس کے رہ جانے سے کوئی حرج نہیں۔ امام کے سلام کے ساتھ ہی سلام پھیر دے اور اگر امام تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو جس کی التحیات رہ گئی ہو اس کو التحیات پوری کر کے کھڑا ہونا چاہیے اور اگر التحیات پوری کئے بغیر کھڑا ہو جب بھی نماز ہو جائیگی۔

مسائل مجددہ سہو ص ۶۹

مسبق سے باقی رکعت میں سہو ہو جائے

سوال :- مسبوق یعنی جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں اگر اس کی باقی رکعتوں میں سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کرے یا نہیں؟

جواب :- سجدہ سہو کرنا چاہیے؟ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۵)

(بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۵۷ باب الاماتہ)

اگر مسبوق امام کے ساتھ سلام پھیر دے

سوال :- جس کی کچھ رکعت باقی رہ گئی ہوں اگر وہ امام کے ساتھ سہو اسلام پھیر دے

تو سجدہ سہو لازم ہوگا یا نہیں؟

جواب :- امام سے اگر کچھ بھی بعد میں سلام پھیرا تو سجدہ سبق پر لازم ہو جاتا ہے
شامی میں ہے کہ امام کے بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرنا دشوار اور شاذ و نادر ہے، اس لئے عموماً
و جوب سجدہ سہو کا حکم کیا جاتا ہے،

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۹۹۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۵۶۰

اگر سہول کر امام سے پہلے یا بالکل ساتھ ساتھ سلام پھیرے تو اس پر
سجدہ سہو لازم نہیں ہے لیکن چونکہ حقیقی معنی میں ساتھ ہونا دشوار ہے اس لئے سجدہ سہو واجب
ہونے کا حکم کیا جاتا ہے۔ (حوالہ مذکورہ بالا)

~~~~~



## بارہواں باب . وتر کا ثبوت اور مسائل

### وتر کے فضائل و مسائل

عَنْ خَاتِمِ جَلَّةِ ابْنِ حُدَّانَةَ قَالَ قَالَ خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ  
قَالَ إِنَّ اللَّهَ أَمَدًا كَمَا بَطْلُوهُ خَيْرٌ لَكُمْ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ الْوَيْسُ جَعَلَهُ اللَّهُ لَكُمْ فِيمَا بَيْنَ صَلَاةِ  
الْعِشَاءِ إِلَى أَنْ يُطْلِعَ الْفَجْرُ  
(رواه الترمذی و ابوداؤد)

حضرت خارجہ بن حدانہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کا شانہ نبوت سے) باہر تشریف لائے ہم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک اور نماز تمہیں مزید عطا فرمائی ہے وہ تمہارے لئے سُرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے (جن کو تم دنیا کی عزیز ترین دولت سمجھتے ہو) وہ نماز وتر ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو تمہارے واسطے نمازِ عشاء کے بعد سے طلوعِ صبح صادق تک مقرر کیا ہے (یعنی وہ اس وسیع وقت کے ہر حصوں میں پڑھی جاسکتی ہے)

معارف الحدیث ج ۲ ص ۳۲۷ بحوالہ جامع ترمذی و سنن ابوداؤد

عَنْ بَرِيْدَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْوَيْسُ حَقٌّ  
فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوَيْسُ حَقٌّ فَمَنْ لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا الْوَيْسُ حَقٌّ فَمَنْ  
لَمْ يُؤْتِرْ فَلَيْسَ مِنَّا

(رواه ابوداؤد)

حضرت بریدہ سلمیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خود سنا آپ نے فرمایا نماز وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم سے نہیں ہے وتر حق ہے جو وتر ادا نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے (یہ بات آپ نے ہمیں دفعہ ارشاد فرمائی)

سنن ابوداؤد

**تشریح** ظاہر ہے کہ وتر کے بارے میں تشدید اور تہدید کے یہ آخری الفاظ ہیں اس قسم کی حدیثوں سے حضرت امام ابو حنیفہؒ نے یہ سمجھا ہے کہ وتر صرف سنت نہیں ہے بلکہ واجب ہے یعنی اس کا درجہ فرض سے کم اور نوکدہ سنتوں سے زیادہ ہے۔

معارف الحدیث ج ۲ ص ۲۲۸

## وتر واجب ہے اور اس کا طریقہ

وتر واجب ہے اور اس کی تین رکعتیں ہیں ایک سلام سے اور وتر کی ہر رکعت میں فاتحہ اور کورت پڑھے۔

وتر کی پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھ جائے اور صرف التحیات پڑھے اور تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت **اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ** پڑھے اور جب تیسری رکعت میں سورت کے پڑھنے سے فارغ ہو جائے تو دونوں ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے اور رکوع سے پہلے دعائے قنوت پڑھے پھر رکوع کر کے نماز پوری کرے: (نور الایضاح ص ۹۳)

وتر کی نماز تین رکعت مثل مغرب کے ہے اس میں قعدہ اولی واجب ہے لہذا اگر وتر کی نماز میں قعدہ اولی ترک کر دیا تو بجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسائل بجدہ سہو ص ۶۹ بجوال شامی ج ۱ ص ۶۲۲

## وتر کی افامت

**سوال:-** کیا وتر کی نماز کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے؟

**جواب:-** وتر کی جماعت کا امام فرض نماز کے امام کے علاوہ ہو سکتا ہے۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۸)

یہ جو مشہور ہے کہ جو شخص فرض نماز پڑھائے وہی وتر پڑھائے اگر دوسرا شخص وتر پڑھائے

تو جائز نہیں یہ غلط ہے دوسرا شخص وتر پڑھا سکتا ہے درست ہے۔

(فتاویٰ رشیدیہ کامل ص ۱۳۲۸)

اگر امام کا مسلک کوع کے بعد قنوت پڑھنے کا ہو تو مقتدی کیا کرے؟

اگر وتر کسی ایسے شخص کے پیچھے پڑھے جو کوع کے بعد کھڑے ہو تو قنوت پڑھتا ہے اور مقتدی کا مذہب یہ نہیں تو مقتدی اس میں امام کی متابعت کرے۔ ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۸

اگر رمضان شریف میں تمام لوگوں نے تراویح کو ترک کر دیا تو کیسے پڑھیں؟

سوال ۱۔ رمضان شریف میں اگر عشاء کی نماز جماعت کیساتھ پڑھی اور تراویح کو تمام آدمیوں نے بالکل ترک کر دیا تو اس صورت میں وتر باجماعت جائز ہے یا نہیں؟  
جواب ۱۔ در مختار ج ۱ ص ۱۷۱ کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ لوگوں کا یہ گروہ وتر بھی علیحدہ علیحدہ پڑھے۔ (الادالفتاویٰ ج ۱ ص ۱۵۶)

فرض جماعت سے نہیں پڑھے تو کیا وتر جماعت سے پڑھ سکتا ہے؟

سوال ۲۔ ایک شخص نے فرض علیحدہ پڑھے اور تراویح کی تمام یا اکثر رکعات امام کے ساتھ ادا کیں یا بالکل نہ پڑھیں تو یہ صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ تینوں صورتوں میں وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے۔ تراویح امام کے ساتھ کل یا بعض نہ پڑھنے کی صورت میں بھی جماعت وتر میں شریک ہونے کا جواز در مختار میں مذکور ہے کیونکہ وتر مستقل نماز ہے نہ عشاء کے تابع ہے نہ تراویح کے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۵۵)

امام صرف فرض پڑھائے اور حافظ تراویح و وتر

سوال ۳۔ امام صاحب اگر عشاء کے فرض اور وتر پڑھائیں یا صرف فرض پڑھائیں اور حافظ صاحب تراویح اور وتر پڑھائیں تو کیا حکم ہے؟

**جواب ۱۔** اس میں مضائقہ نہیں حضرت عمرؓ فرض نماز اور وتر پڑھاتے تھے اور حضرت ابی بن کعبؓ تراویح پڑھاتے تھے۔ اسی طرح سے امام صرف فرض پڑھاتے اور حافظاً تراویح اور وتر پڑھاتے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۴ ص ۳۹۴۔ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۷۲

## رمضان کے بعد وتر کی جماعت درست یا نہیں؟

**سوال ۱۔** رمضان کے علاوہ وتر باجماعت پڑھی جائے تو کراہت تحریمی ہوگی یا تنزیہی اس میں تداعی اور غیر تداعی میں فرق ہوگا یا نہیں؟

**جواب ۱۔** اتفاقاً کبھی ایسا ہو جائے تو کراہت تنزیہی ہے اور اگر موافقت (ہمیشگی و پابندی) اس پر کی جائے تو کراہت تحریمی ہے۔ تداعی کے ساتھ ہو یا بلا تداعی۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۳۔ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۳ باب لوتر والنوافل

رمضان کے علاوہ اگر اتفاقاً طور پر ایک یا دو آدمی پیچھے کھڑے ہو جائیں تو کراہت نہیں ہے لیکن اگر باقاعدہ دعوت دیکر جماعت کی یا اتفاقاً طور پر ہی دو سے زیادہ متقدم ہو گئے تو مکروہ ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۷)

## رمضان میں وتر باجماعت افضل ہے

✓ رمضان المبارک میں وتر باجماعت ادا کرنا افضل ہے اور اس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور اس کے علاوہ میں نہیں کیونکہ وہ ایک طرح سے نفل ہے اور تراویح کے علاوہ نفل کی جماعت نہیں بلکہ مکروہ ہے لہذا احتیاطاً جماعت نہ کرنے میں ہے البتہ اگر نفل میں ایک یا دو کی جماعت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۴۷)

## تہجد گزار فرض کے ساتھ وتر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں

**سوال ۱۔** جو نمازی تہجد گزار ہیں وہ تہجد کے وقت وتر ادا کرتے ہیں اگر وتر پہلے ہی

عشاء کے وقت پڑھ لیں تو اس میں کچھ حرج ہے یا نہیں؟ اکثر آدمی کہتے ہیں کہ وتر کے بعد صبح تک کوئی نماز نہیں ہوتی۔

**جواب:-** اس میں کچھ حرج نہیں ہے کہ جو لوگ تہجد گزار ہیں وہ بھی وتر کو عشاء کے بعد پڑھ لیں بلکہ یہ احوط ہے (زیادہ احتیاط اسی میں ہے) پھر اگر انھیں تو تہجد پڑھ لیں۔  
(فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۱۶۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۲۲ کتاب الصلاۃ)

یہ بات غلط ہے کہ وتر کے بعد پھر نفلیں نہ پڑھی جائیں وتر رمضان میں جماعت سے پڑھے جائیں کیونکہ جماعت کی فضیلت زیادہ بہتر بالشان ہے وقت کی فضیلت سے۔  
(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۵۵)

**کچھ تراویح چھوٹ جانے پر پہلے تراویح پوری کرے یا وتر؟**

**سوال:-** تراویح کے چار رکعت ہونے کے بعد ایک شخص آیا اور فرض پڑھ کر امام کے ساتھ جماعت تراویح میں شامل ہو گیا۔ جب امام کی تراویح پوری ہو جائیں تو وہ شخص امام کے ساتھ وتر کی جماعت میں شامل ہو یا اپنی بقیہ تراویح پوری کرے؟

**جواب:-** عالمگیری میں ہے کہ یہ شخص وتر کی جماعت میں شریک ہو جائے اور بعد میں بقیہ تراویح پوری کرے۔  
(امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۳۹۶)

**وتر پڑھنے کے بعد معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت واجب الاعداد ہیں**

**سوال:-** رمضان المبارک میں تراویح کی بیس رکعت ادا ہونے اور وتر پڑھنے کے معلوم ہوا کہ تراویح کی دو رکعت میں غلطی ہونے کی وجہ سے واجب الاعداد ہیں، دو رکعت دوہرائی گئیں اس خیال سے کہ وتر کی نماز تراویح کی بیس رکعت کے بعد ہی پڑھی جاسکتی ہے۔ لہذا وتر کی نماز صحیح اور معتبر نہیں ہوئی۔ اس لئے وتر دوبارہ جماعت سے پڑھی تو یہ ٹھیک ہوا یا نہیں؟

**جواب:-** پہلے پڑھی ہوئی نماز وتر صحیح اور معتبر تھا دوہرائی کی ضرورت نہ تھی دوہرائی

تو یہ ٹھیک نہیں ہوا۔ نورالایضاح سے معلوم ہوتا ہے کہ وتر کو تراویح سے پہلے پڑھنا بھی صحیح ہے اور بعد میں بھی پڑھنا صحیح ہے۔ لہذا تراویح کی بیس رکعت سے پہلے پڑھے ہوئے وتر معتبر اور صحیح ہیں۔  
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۱۵۷)

## وتر کی نیت

**سوال ۱۔** وتر کی نیت میں واجب اللیل کہنا کیسا ہے؟  
**جواب ۱۔** وتر کی نیت میں یہ کہنا چاہیے کہ نیت کرتا ہوں میں نماز وتر کی۔  
اگر واجب اللیل بھی کہدیا تو کچھ حرج نہیں۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۰  
بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۹۔ باب شروط الصلوة  
ضمنی کے لئے وتر کی نیت میں لفظ واجب کہنا مناسب ہے لیکن ضروری نہیں ہے البتہ  
یہ تعین ضروری ہے کہ یہ وتر ہے۔ (حاشیہ امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۴۵۷)

## وتر کو واجب کہنا چاہیے یا نہیں

**سوال ۱۔** وتر ادا کرتے وقت وتر کو واجب کہنا چاہیے یا نہیں بعض مولوی منع کرتے ہیں  
یعنی واجب نہ کہنا چاہیے؟  
**جواب ۱۔** وتر کو واجب کہنا چاہیے۔ وتر امام عظیم کے نزدیک واجب ہے لہذا وتر ادا  
کرتے وقت واجب کا لفظ کہنے میں کچھ حرج نہیں ہے۔ ادا کرنا کہا جائے تب بھی وتر ادا ہو جائے گا:  
فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۸۔ باب شروط الصلوة

## وتر پڑھے مگر نیت سنت کی کی

**سوال ۱۔** تراویح کے بعد جب وتر پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو ایک شخص نے بھول  
کر سنت کی نیت کر کے وتر پڑھے مگر دعا قنوت کے وقت اس کو وتر کا خیال آیا اس صورت میں  
ہو گئے یا نہیں؟

**جواب ۱۔** اس کے وتر ہو گئے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۲۔ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۲۸۷  
۳۸۸۔ باب شروط الصلوة

## تراویح سمجھ کر وتر میں اقتداء کرنا

سوال ۱- امام کے وتر شروع کرنے کے بعد ایک نمازی نے تراویح سمجھ کر اس کی اقتداء کی اب اس کے وتر ہوں گے یا نہیں؟

جواب ۱- صورتِ مسئلہ میں امام کے سلام پھیرنے کے بعد چوتھی رکعت شامل کر کے نماز کو تمام کرے اور یہ چار رکعت نفل ہو جائیں گی اور وتر اس کے ذمہ باقی رہیں گے ان کو ادا کرنا ہوگا۔  
فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۵۲ بحوالہ ص ۲۱۱

## وتر کی نماز میں تراویح کی نیت کرنا

سوال ۱- تراویح کی بھول سے دو رکعت رہ گئی اور نماز وتر شروع کر دی قعدہ اولیٰ میں تراویح کی چھوٹی ٹھہری ہوئی رکعت یاد آئی اب تراویح کی نیت کر کے دو رکعت پر سلام پھیرے تو کیا حکم ہے؟

جواب ۱- یہ دو رکعت نماز تراویح میں شمار نہ کی جائیں گی،

فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۲۴ بحوالہ قاضی خاں ج ۲ ص ۲۴۳

## وتر پڑھنے والے کے پیچھے تراویح پڑھنے والا

سوال ۱- حافظ صاحب نے غلطی سے سولہ رکعت تراویح کے بعد وتر شروع کر دیتے مقتدی تراویح کی نیت سے شامل تھے۔ سلام کے بعد مقتدیوں نے کہا کہ حافظ صاحب سے بھول ہوئی انہوں نے بقیہ چار رکعت تراویح پڑھائی۔ دریافت طلب یہ ہے کہ وتر ہوئے یا نہیں؟ حافظ کہتے ہیں کہ وتر احتیاطاً لوٹنا لو اس صورت میں پہلے وتر معتبر نہ تھے۔ دوبارہ حافظ صاحب نے وتر پڑھائے۔

جواب ۱- صورتِ مسئلہ میں حافظ صاحب کی پہلی وتر کی نماز معتبر ہے مگر مقتدیوں کی نہ پہلی نماز وتر معتبر اور نہ دوسری کیونکہ پہلی مرتبہ نماز وتر کی نیت نہ تھی اور دوسری مرتبہ

میں اگرچہ نیت وتر کی تھی مگر وتر پڑھے ہوئے کی اقتدار کی گئی اس لئے یہ بھی معتبر نہیں ہے۔  
(فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۲۴۶)

## وتر میں رکوع سے پہلے رفع یدین اور دعائے قنوت کا ثبوت

سوال ۱۔ ہمارے یہاں چند اشخاص غیر مقلد ہیں وہ وتر کی رکعت تو تین ہی پڑھتے ہیں مگر قنوت رکوع کے بعد پڑھتے ہیں۔ ایک ان میں معمولی علم والا ہے وہ کہتا ہے کہ اگر حدیث سے یہ ثابت کرو کہ آنحضرتؐ رکوع سے پہلے ہاتھ اٹھا کر پھر قنوت پڑھتے تھے تو ہم ماننے کو تیار ہیں حدیث سے یہ ثابت نہیں ہے۔ آپ ایک حدیث اس امر کے ثبوت کیسے فرمادیں۔

جواب ۱۔ (۱) أخرجه أبو نعیم فی الحلیۃ عطاء بن مسلم ثنا علاؤ بن السائب عن حبيب بن ابی ثابت عن ابن عباس قال أوثر النبی صلی اللہ علیہ وسلم بثلاث ثلث ینہما قبل الترتکویم (۲) عن ابن عمیر أن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یوتر بثلاث رکعات یمحعل القنوت قبل الترتکویم (۳) وقد روی عن ابن عمر کان إذا فرغ من الفراء کثر فی الذخیرة رفع یدیه حیذاء اذنیما وهو مردی عن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس والی عبیدة وامحق وقد تقدم (کبریٰ شرح منیہ)

ان روایات سے صراحتاً وتر کا تین ہونا اور قنوت کا رکوع سے پہلے ہونا اور حضرت عبداللہ ابن مسعود، عبداللہ ابن عمر، عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہم اجمعین وغیرہم سے تکبیر قنوت کے وقت ہاتھ اٹھانا ثابت ہو گیا۔

اور ظاہر ہے کہ ان صحابہ کبار نے رکوع سے پہلے قنوت اور تکبیر مع رفع یدین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر ہی کیا ہے لہذا یہ حجت کافی ہے اور اگر لاندہ سب لوگ اس کو نہ مانیں تو ان کے کہو کہ جو مذہب عبداللہ ابن مسعود و عبداللہ ابن عمر و عبداللہ ابن عباس وغیرہ صحابہ کا تھا وہی ہمارا ہے جس دلیل سے یہ حضرت رفع یدین فی تکبیرات قنوت یعنی قنوت کے وقت تکبیر کے لئے



ہاتھ اٹھاتے تھے وہی ہماری دلیل ہے :

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۷ باب مسائل نماز وتر کبیری۔ شرح منیہ

غنیۃ الستملی باب الوتر ص ۳۹۶

## دعائے قنوت میں "ملحق" کی جاء کو زبرد کبیر پڑھیں یا زیر کبیر

سوال ۱۔ دعائے قنوت میں جو لفظ ملحق ہے اس کی جاء کو زیر ہے یا زبر؟

جواب ۱۔ دعا قنوت میں ملحق کی جاء کو زبر اور زیر دونوں پڑھا گیا ہے اور دونوں جائز ہیں اگرچہ مشہور زیر ہے اور زیر ہی بہتر ہے :

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵۳، ۱۶۳۔ بحوالہ غنیۃ الستملی ج ۱ ص ۶۲۳ باب الوتر والنوافل

## دعائے قنوت سورۃ فاتحہ کے بعد پڑھی

اگر کوئی شخص وتر کی تیسری رکعت میں سورۃ فاتحہ پڑھ کر دعائے قنوت پڑھ گیا اور سورت طماننا بھول گیا پھر رکعت میں پہنچ کر اس کو یاد آیا تو کھڑا ہو گیا اور سورت طماننا اس کے بعد دعائے قنوت پڑھی پھر دوبارہ رکوع کیا تو آخر میں سجدہ ہو کر سے۔ اگر الحمد کے بعد قنوت پڑھ کر رکوع کر دیا اور سورت چھوڑ دی اور رکوع میں یاد آیا تو سر اٹھائے اور سورت پڑھے اور قنوت اور رکوع کا اعادہ کرے اور سجدہ ہو کر سے۔ اور اگر الحمد چھوڑ دی تھی تو الحمد کے ساتھ سورت کا بھی مع قنوت کے اعادہ کرے اور رکوع بھی دوبارہ کرے اور اگر دوبارہ رکوع نہ کرے تب بھی جائز ہے۔

ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۶

## وتر کی تیسری رکعت میں تکبیر کہنا بھول گیا

وتر کی نماز میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت میں تکبیر کہنے کے بجائے رکوع میں چلا گیا پھر یاد آیا تو لوٹ آیا اور تکبیر کہ کر دعا قنوت پڑھی تو بعد میں دوبارہ رکوع نہ کرے اور نماز پوری کرے اور اگر دعائے قنوت کیلئے نہیں لوٹا جب بھی نماز درست ہے دونوں صورتوں میں سجدہ ہو کر ناجائز ہے۔

مسائل بحدہ ہو۔ بحوالہ مختار برعاشیہ شامی ج ۱ ص ۶۲۷

## حدیث سے دعائے قنوت ثابت ہے یا نہیں

سوال ۱- ایک شخص کہتا ہے کہ دعائے قنوت حدیث سے ثابت نہیں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر میں دعائے قنوت نہیں پڑھی یہ قول صحیح ہے یا غلط؟

جواب ۱- اس شخص کا قول غلط ہے۔ مروجہ دعائے قنوت ترمذی کی حدیث سے ثابت ہے اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا احادیث میں وارد ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۶۲

## دعائے قنوت کے یاد ہوتے ہوئے دوسری دعا پڑھنا

سوال ۱- اگر دعائے قنوت یاد ہو تو دوسری دعا مثلًا رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب ۱- دعائے قنوت یاد ہو تو رَبَّنَا آتِنَا الْخَيْرَ نہیں پڑھ سکتا دعائے قنوت ہی پڑھنا چاہیے،

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۶۲

بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل

## دعائے قنوت یاد نہ ہو تو کیا پڑھے؟

سوال ۱- جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو اس کو بجائے دعائے قنوت کے سورہ اِخْلَاص پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب ۱- شامی میں ہے کہ جس کو دعائے قنوت نہ آتی ہو وہ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَالْآٰخِرَةِ خَيْرًا پڑھے اور فقہ ابو الیث فرماتے ہیں کہ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ تین بار پڑھے۔ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ یا رَبِّ تین بار کہے۔ اور چونکہ یہ محل دعا کا ہے لہذا سورہ اِخْلَاص اس کے قائم مقام نہ ہوگی مگر نماز ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۶۲ بحوالہ رد المحتار ج ۱ ص ۶۲۴ باب الوتر والنوافل

## قنوت اگر رکوع سے پہلے پڑھ لے تو رکوع کا اعادہ نہ کرے

امام کو رکوع میں یاد آیا کہ قنوت نہیں پڑھی تو اس کو قیام کی طرف نہیں لوٹنا چاہئے۔ اور اگر قیام کی طرف لوٹا اور قنوت پڑھی تو رکوع کا اعادہ نہیں کرنا چاہئے اور اگر اس نے رکوع کا بھی اعادہ کر لیا اور جماعت کے لوگوں نے پہلے رکوع میں اس کی متابعت نہیں کی تھی دوسرے رکوع میں متابعت کی یا پہلے رکوع میں متابعت کی تھی اور دوسرے میں نہیں کی تو ان کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۷)

## بغیر تکبیر کے ہوئے قنوت پڑھنے کا حکم کیا ہے؟

**سوال ۱۔** امام صاحب دتر کی رکعت میں بلا تکبیر کہے ہوئے اور بلا ہاتھ اٹھائے ہوئے دعائے قنوت پڑھنے لگے کسی مقتدی نے ان کو اللہ اکبر کہہ کر بتایا چنانچہ انہوں نے اللہ اکبر کہہ کر اور رفع یدین کر کے پھر قنوت پڑھی اور نماز تمام کر کے سجدہ سہو کیا تو نماز میں کوئی خرابی آئی یا نہیں؟

**جواب ۱۔** نماز صحیح ہوگی۔ جیسے قرأت میں بلا ضرورت بتلانے سے نماز صحیح ہو جاتی ہے اگرچہ امام لقمہ لے لے۔ اور چونکہ کوئی امر موجب سجدہ سہو کا نہیں پایا گیا اس لئے سجدہ سہو واجب نہیں ہوگا۔ (امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۴۵)

قنوت کے لئے لوٹنا نہیں چاہئے سجدہ سہو کرنے سے تلائی ہو جاتی ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۳ ص ۱۶۱

## اگر پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی

اگر بھول سے پہلی یا دوسری رکعت میں قنوت پڑھ لی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہئے اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

اسی طرح اگر کسی کو شک ہو گیا کہ یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کو چاہئے کہ اس

رکعت میں دعائے قنوت پڑھے اور التحیات کے لئے بیٹھے پھر اس کے بعد در رکعت پڑھے  
اس میں دوبارہ دعائے قنوت پڑھے۔ (بہشتی زیور حصہ دوم ص ۲۸۰ بحوالہ طحاوی ص ۱۶۶)  
(مسائل سجدہ سہو ص ۵۹ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۶۸)

## امام صاحب وتر کا قعدہ اولیٰ بھول گئے

**سوال ۱:-** امام صاحب وتر کی دوسری رکعت کے بعد بجائے بیٹھنے کے تیسری رکعت  
کے لئے کھڑے ہو گئے مقتدیوں کے لقمہ دینے سے پھر بیٹھ گئے اب تیسری رکعت پوری کر کے  
تشہد کے بعد سجدہ سہو کیا تو نماز وتر ہوگئی یا نہیں؟

**جواب ۱:-** امام صاحب وتر کا قعدہ اولیٰ بھول گئے تو اب نہ بیٹھے محض سجدہ سہو  
سے وتر صحیح ہو جاتا کھڑے ہونے کے بعد بیٹھے یہ غلط کیا مگر نماز فاسد نہیں ہوتی۔ اب سجدہ سہو  
کیا تو نماز صحیح ہے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ (فتاویٰ رحیمیہ ج ۱ ص ۳۳۶)

واجب اور سنت کے قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد دو ٹپڑھنے کا کیا حکم ہے

**سوال ۱:-** سنت اور واجب نمازوں کے قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد دو ٹپڑھنے  
وغیرہ پڑھا جائے تو سجدہ سہو واجب ہوگا یا نہیں؟ اور ایسے ہی سنت اور واجب میں قعدہ اولیٰ  
بھول کر کھڑا ہو جائے تو تیسری رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے بیٹھ جائے یا نہیں؟

**جواب ۱:-** نماز واجب مثلاً وتر میں وہی حکم ہے جو نماز فرض میں ہے پس اس کے  
قعدہ اولیٰ میں اگر تشہد کے بعد دو ٹپڑھنے وغیرہ پڑھا جائے گا تو سجدہ سہو لازم ہوگا اور  
اسنن مؤکدہ میں رد قول ہیں لیکن احوط زیادہ احتیاطاً وجوب سجدہ سہو ہے اور قعدہ اولیٰ  
کے ترک کرنے میں وہی احکام ہیں جو فرض کے ہیں چنانچہ قعدہ اولیٰ کے ترک کرنے میں  
یہ حکم ہے کہ اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب ہو تو بیٹھ جائے اور اگر قیام کی طرف زیادہ قریب ہو  
تو نہ بیٹھے۔ اور آخر میں سجدہ سہو کرے

فتاویٰ دارالعلوم ج ۲ ص ۳۲۹

بحوالہ رد المحتار باب صفة الصلوٰۃ ج ۱ ص ۴۹۴ ۴۹۵ باب سجدہ سہو

امام بغیر قنوت پڑھے رکوع میں چلا گیا اور مقتدیوں میں سے بعض نے رکوع کیا بعض نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ امام صاحب نے وتر کی تیسری رکعت میں بغیر قنوت پڑھے رکوع کر لیا مقتدیوں نے لقمہ دیا پھر بھی امام صاحب رکوع ہی میں رہے اور تذبذب کی وجہ سے رکوع میں زیادہ تاخیر ہوئی اس کے بعد امام صاحب نے سجدہ سہو کیا۔

بعض مقتدیوں نے نہ رکوع کیا نہ دعائے قنوت پڑھی اور بعضوں نے رکوع کر دیا تو اس صورت میں کن کی نماز صحیح ہوئی اور اگر سب کی نماز فاسد ہو گئی تو اس کا کیا حکم ہے؟

جواب ۱۔ اس صورت میں امام صاحب کی نماز صحیح ہوئی اور جس نے امام صاحب کے ساتھ یا امام کے رکوع کرنے کے بعد رکوع کیا ان کی نماز بھی ہو گئی لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن جن مقتدیوں نے بالکل رکوع نہیں کیا ان کی نماز قرص کے چھوٹنے کی وجہ سے صحیح نہیں ہوئی اعادہ ضروری ہے۔ قنوت کے لئے رکوع سے قیام کے طرف لوٹنے کی ضرورت نہیں ہے۔ دعائے قنوت سہو اچھوٹنے پر سجدہ سہو سے تلافی ہو جاتی ہے اور دعائے قنوت سہو اچھوٹنے کی چار صورتیں ہیں۔

(۱) رکوع میں دعائے قنوت پڑھ لی۔

(۲) یا رکوع چھوڑ کر قیام کی طرف لوٹ گیا اور دعائے قنوت پڑھ کر دوبارہ رکوع کیا۔

(۳) یا دوبارہ رکوع نہیں کیا۔

(۴) دعائے قنوت نہ رکوع میں پڑھی نہ رکوع کے بعد کھڑے ہو کر پڑھی۔ ان چاروں

صورتوں میں سجدہ سہو کر لیں تو نماز ہو جائے گی:

فتاویٰ رضویہ ج ۲ ص ۲۹۷۔ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۷۱، درمختار مع شامی ج ۱ ص ۶۲۷

دعائے قنوت چھوڑ کر امام رکوع میں چلا جائے تو مقتدی کیا کرے؟

اگر امام دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں چلا گیا تو مقتدیوں کو چاہیے کہ اگر وہ دعائے قنوت پڑھ کر

امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہو سکتے ہیں تو دعائے قنوت پڑھ کر انکو رکوع میں جانا چاہیے اور اگر یہ اندیشہ ہے کہ دعائے قنوت پڑھ کر رکوع میں شریک نہیں ہو سکتے تو وہ بھی دعائے قنوت چھوڑ کر رکوع میں بیٹھا رہے۔ اگر امام کو رکوع کر کے دعائے قنوت یاد آئی اور اس نے کھڑے ہو کر دعائے قنوت پڑھی تو اس کو اب دوبارہ رکوع کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر دوبارہ رکوع کیا اور کوئی شخص اگر اس رکوع میں شریک ہوا تو اس رکعت کا پانے والا نہیں سمجھا جائے گا۔ مکررہ بالا ہر صورت میں سجدہ ہو کر نا واجب ہوگا۔ (مسائل سجدہ سو ص ۸۱)

امام نے قنوت ختم کر کے رکوع کر لیا مگر مقتدیوں کی دعائے قنوت باقی ہے

سوال ۱۔ جماعت دتر میں امام دعائے قنوت ختم کر کے رکوع میں چلا گیا مگر مقتدیوں کی قنوت ختم نہیں ہوئی تو کیا وہ متابعت امام کی غرض سے بغیر ختم قنوت رکوع میں چلا جائے؟

جواب ۱۔ اگر تھوڑی باقی ہے کہ اس کو پورا کر کے رکوع میں امام کے ساتھ شریک ہو سکتا ہو تو پورا کر کے رکوع کرے ورنہ چھوڑ دے۔ اگر قنوت کا کچھ حصہ پڑھ لیا تھا اور کچھ باقی رہ گیا تو اس صورت میں اب یہ امام کی اتباع کرے گا کیونکہ قنوت کا مقصد دعا ہے اور دعا کم ہو یا زیادہ دونوں پر شامل ہے۔ امام کی اتباع واجب ہے اور ترک واجب سے ترک مندوب بہتر ہے اس لئے ترک مندوب کیا جائے یعنی قنوت کا پڑھنا چھوڑ دے اور امام کی اتباع کرے اسی طرح اگر مقتدی نے قنوت کا پڑھنا شروع بھی نہ کیا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو اگر مقتدی کو رکوع کے چھوٹ جانے کا خون ہو تو وہ قنوت کو چھوڑ دے امام کی اتباع کرتے ہوئے رکوع میں چلا جائے۔ رفقادی دارالعلوم ج ۳ ص ۱۵۴ بحوالہ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۴

اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۱

اگر ترکی دوسری یا تیسری رکعت ملے تو قنوت کب پڑھے؟

سوال ۱۔ مسائل میں ہے کہ قنوت میں تیسری رکعت میں شامل ہوا اور رکعت چوتھی

مائی ہیں ان میں دعائے قنوت پڑھی جائیگی یا نہیں؟

**جواب:-** رمضان شریف میں وتر کی جماعت میں اگر کوئی شخص تیسری رکعت کے بعد شریک ہو جائے اگر تیسری رکعت پوری پالی ہے تو امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے اسی طرح اگر تیسری رکعت میں رکوع میں شریک ہو جب بھی بعد میں پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے (ترجمہ فتاویٰ عالمگیری ہندیہ ج ۱ ص ۱۷۸)

امام کے ساتھ تیسری رکعت ملی تو اب اس تیسری رکعت میں امام کی اتباع کرتے ہوئے وہ تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھے گویا کہ یہ تیسری رکعت میں ہے اور جب یہ اپنی قنوت شدہ نماز کو پورا کرے گا تو دعائے قنوت نہ پڑھے۔ اس پر اجماع ہے۔

(اشرف الایضاح شرح نور الایضاح ص ۱۵۱)

## نصف سورت پڑھنا اور نصف چھوڑ دینا کیسا ہے

**سوال:-** وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اِذَا زُلْزِلَتْ پڑھی دوسری میں آدمی وَالْعَادِيَات پڑھی اور تیسری میں آدمی اَلْاِبْرِهَامَات پڑھی تو کیا اس صورت میں کوئی خرابی آئی یا نہیں؟

**جواب:-** ایسا کرنا اچھا نہیں ہے۔ پوری پوری (چھوٹی) سورت ہر ایک رکعت میں پڑھنا افضل اور بہتر ہے لیکن نماز وتر اس صورت میں بھی ہوگئی۔

(فتاویٰ دلائل العلوم ج ۳ ص ۱۶۱۔ بحوالہ رد المحتار فصل فی القراءۃ ج ۱ ص ۵۰۵)

## وتر کی نماز میں کونسی سورت مسنون ہے

**سوال:-** وتر کی رکعتوں میں کون کون سی سورتیں پڑھنا سنت ہیں؟

**جواب:-** وتر کی پہلی رکعت میں سورہ اعلیٰ سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی دوسری میں کافرون اور تیسری میں سورہ اخلاص۔ پڑھنا مسنون و مستحب ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح پڑھنا ثابت ہے لیکن آپ نے اس پر مواظبت نہیں فرمائی لہذا ہمیشگی

کرنا زیادتی ہے۔

وتر کی تینوں رکعتوں میں دوسری سورت میں پڑھنا بھی مسنون ہے چنانچہ پہلی رکعت میں  
 إِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ دوسری رکعت میں إِنْ شَاءَ اللَّهُ الْكُوفُورُ اور تیسری میں قُلْ هُوَ اللَّهُ  
 اور ترمذی کہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ پہلی رکعت میں أَلْهَيْتُ الشَّكْرُ يَا  
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ يَا إِذَا زُلْزِلَتْ الْأَرْضُ دوسری رکعت میں وَالْعَصْرِ يَا إِذَا جَاءَ يَا إِذَا أُعْطِينَاكَ تیسری  
 رکعت میں قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ، يَأْتِبَتْ يَدَايَا قُلْ هُوَ اللَّهُ. فتاویٰ رحیمیہ ج ۲ ص ۲۱۲ بحوالہ الشیخ ابن تیمیہ

### سورتوں کا تعین کرنا کیسا ہے؟

حضرت شاہ دلی اللہ اپنی کتاب حجۃ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض نمازوں میں کچھ مصالح اور نوافل کے پیش نظر بعض خاص سورتیں  
 پڑھنا پسند فرمائیں لیکن قطعی طور پر نہ ان کی تعین کی اور دوسروں کو تاکید فرمائی کہ ایسے ہی  
 کریں پس اس بارے میں اگر کوئی آپ کا اتباع کرے اور ان نمازوں میں وہی سورتیں اکثر  
 دہرے پڑھے، تو اچھا ہے اور جو ایسا نہ کرے اس کے لئے کوئی مضائقہ اور حرج نہیں ہے۔  
 نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ و عیدین کے علاوہ دوسری تمام نمازوں میں سورتیں معین  
 کر کے نہیں پڑھا کرتے تھے فرض نمازوں میں چھوٹی بڑی سورتوں میں سے کوئی ایسی سورت  
 نہیں ہے جو آپ نے نہ پڑھی ہو۔

اور نوافل میں ایک رکعت میں دو سورتیں بھی آپ پڑھتے تھے لیکن فرض نمازوں میں نہیں  
 معمولاً آپ کی پہلی رکعت دوسری رکعت سے بڑی ہوا کرتی تھی۔ معارف الحدیث ج ۳ ص ۲۶۱

### وتروں کے بعد سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کہنے والے کا حکم کیا ہے؟

سوال ۱۔ ایک شخص وتروں کے بعد بلند آواز سے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ تین بار  
 نہیں کہتا یہ متبع سنت ہے یا نہیں؟

جواب ۱۔ وتر کے بعد بلند آواز سے سبحان الملك القدوس تین بار پڑھنا مستحب ہے۔



اور بعض روایات میں تیسری مرتبہ بلند آواز سے پڑھنا آیا ہے۔ پس اس سے تیسری مرتبہ سبحان الملك القدوس کو بلند آواز سے پڑھنا ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال ایسا کرنا مستحب اور بہتر ہے اور نہ پڑھنے والے پر کچھ طعن و ملامت نہ کرنی چاہیے کیونکہ مستحب فعل کو اگر کوئی نہ کرے تو اس پر کچھ طعن نہیں ہے البتہ اتباع سنت کا مقتضی یہ ہے کہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے ویسے ہی کرے یعنی خواہ تینوں مرتبہ یا ایک مرتبہ آخر میں سبحان الملك القدوس کو بلند آواز سے کہہ لیا کریں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۶۴ بحوالہ مشکوٰۃ شریف باب الوتر ص ۱۱۲)

### سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ کب پڑھے؟

سوال:- وتر کے سلام کے بعد جو سبحان الملك القدوس تین مرتبہ وارد ہے یہ بجدہ کر کے پڑھے یا قعدہ میں اور احناف کے نزدیک جائز ہے یا نہیں؟

جواب:- وتر کا سلام جب پھیر کر بیٹھے اس وقت پڑھے اور یہ احناف کے نزدیک بھی جائز اور مستحب ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۱۵ بحوالہ مشکوٰۃ باب الوتر فصل ثمان ص ۱۱۲)

www.dawateislami.net

## تیرہواں باب۔ سنن و نوافل کیا ہیں

### وتر بعد کے نفل کا ثبوت اور طریقت

شد، دروز میں پانچ نمازیں تو فرض کی گئی ہیں اور وہ گویا اسلام کی رکن رکن اور جزر ایمان ہیں ان کے علاوہ انہیں کے آگے پیچھے اور دوسرے اوقات میں بھی کچھ رکعتیں پڑھنے کی تاکید و ترغیب اور تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دی ہے۔

پھر ان میں سے جن کے لئے آپ نے تاکید کی الفاظ فرمائے یا دوسروں کو ترغیب دینے کے ساتھ ساتھ آپ نے عملاً بہت زیادہ اہتمام فرمایا ہے ان کو عرف عام میں سنت کہا جاتا ہے اور ان کے علاوہ کو نوافل۔ نوافل کے اصلی معنی زیادہ کے ہیں اور حدیثوں میں فرض نمازوں کے علاوہ باقی سب نمازوں کو نوافل کہا گیا ہے۔

نفلوں کو فرض سے پہلے پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے بظاہر ان کی خاص

فرض نماز جو اللہ تعالیٰ کے دربار عالی کی خاص الخاص حضور ہے۔

اس وجہ سے وہ اجتماعی طور پر مسجد میں ادا کی جاتی ہے، اس میں مشغول ہونے سے پہلے انفرادی طور پر دو چار رکعتیں پڑھ کر دل کو اس دربار سے آشنا اور مانوس کر لیا جائے اور ملا اعلیٰ سے ایک قرب اور مناسبت پیدا کر لی جائے۔ اور جن سنتوں اور نفلوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کی تعلیم دی گئی ہے ان کی حکمت اور مصلحت بظاہر یہ معلوم ہوتی ہے کہ فرض نماز کی ادائیگی میں جو قصور رہ گیا ہو اس کا تدارک بعد والی ان سنتوں اور نفلوں سے ہو جائے، اس کی تائید حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے ہوتی ہے آپ فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ قیامت کے دن بندے کے اعمال میں سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا اور اس کی نماز کی جا پانچ کی جائیگی پس اگر وہ ٹھیک نکلی تو بندہ فلاح یاب اور کامیاب ہو جائے گا اور اگر وہ خراب نکلی تو بندہ نامراد رہ جائے گا۔ پھر اگر اس کے فرائض میں کوئی کسر ہوئی تو رتبہ کریم فرمائے گا کہ دیکھو کیا میرے بندے کے ذخیرہ اعمال میں فرائض کے علاوہ کچھ نیکیاں دستیاب یا نوافل، ہیں تاکہ ان سے اس کے فرائض کی کمی و کسر کو پورا کر سکیں۔ پھر نماز کے باقی اعمال کا حساب

بھی اسی طرح ہوگا۔ سنن دلتوافل کی افادیت اور اہمیت کے لئے تنہا یہ حدیث کافی ہے۔  
معارف الحدیث ج ۲ ص ۳۷۲ بحوالہ جامع ترمذی و نسائی

## وتر بعد کے نفل کا ثبوت

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهَا وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي  
بَعْدَ الْوُتْرِ رَكَعَتَيْنِ.

ترجمہ :- حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ  
وسلم وتر کے بعد دو رکعت اور پڑھتے تھے۔

اس حدیث کو ابن ماجہ نے بھی روایت کیا ہے اس میں یہ اضافہ ہے کہ آپ وتر کے  
بعد کی دو رکعتیں ہلکی ہلکی پڑھتے تھے۔ اس کے علاوہ حضرت عائشہ اور ابوامامہ رضی اللہ عنہما نے  
بھی روایت کیا ہے انہیں احادیث کی بنا پر بعض علماء وتر کے بعد کی دو رکعتوں کا بیٹھ کر  
پڑھنا ہی صحیح سمجھتے ہیں لیکن دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ اس بارے میں عامہ ہوں  
کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر قیاس نہیں کیا جاسکتا۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر  
سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر نماز پڑھتے ہوئے  
دیکھا تو دریافت کیا کہ مجھے تو کسی نے آپ کے حوالے سے بتایا تھا کہ بیٹھ کر پڑھنے والے کو کھڑے  
ہو کر پڑھنے والے سے آدھا ثواب ملتا ہے اور آپ بیٹھ کر پڑھ رہے ہیں؟ آپ نے ارشاد  
فرمایا ہاں مسئلہ وہی ہے (یعنی بیٹھ کر نماز پڑھنے کا ثواب کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں  
آدھا ہوتا ہے) لیکن اس معاملے میں میں تمہاری طرح نہیں ہوں میرے ساتھ اللہ کا معاملہ لگ  
ہے یعنی مجھے بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب پورا ملتا ہے۔

اس حدیث کی بنا پر اکثر علماء اس کے قائل ہیں کہ وتر کے بعد کی ان دو رکعتوں کے لئے  
کوئی الگ اصول نہیں ہے بلکہ وہی عام اصول اور قاعدہ ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کا ثواب  
کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلے میں آدھا ہوگا

## کیا وتر کے بعد نوافل درست ہیں؟

سوال ۱۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ وتر کے بعد کوئی سجدہ نہیں اور نفل جو کہ وتر کے بعد پڑھے جائے ہیں ان کا پڑھنا جائز نہیں۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

جواب:- وتر کے بعد نوافل کا پڑھنا جائز ہے۔ چنانچہ بعض صحابہؓ جو عشاء کے بعد وتر پڑھ لیتے تھے وہ آخر رات میں تہجد پڑھتے تھے تو معلوم ہوا کہ وتر کے بعد نوافل منوع نہیں ہیں۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھی ہیں۔

(فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۰)

## نفل کا وقت کب تک رہتا ہے؟

سوال ۱۔ فرضوں کے بعد جو نفل ہیں وہ فرضوں کے بعد فوراً پڑھیں یا جب تک وقت باقی ہے پڑھ سکتے ہیں؟

جواب:- جب تک وقت اس نماز کا ہے ان نوافل کا وقت بھی اس وقت تک ہے مگر متصلاً پڑھنا بہتر ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۰۷

بحوالہ درمختار ج ۱ ص ۴۹۲ باب صفۃ الصلاۃ

## تراویح کے بعد نفل کی جماعت کا کیا حکم ہے؟

سوال ۱۔ کیا تین آدمی تراویح کے بعد نفل کی جماعت کر کے ثواب حاصل کر سکتے ہیں؟ یا نماز نفل جماعت کے ساتھ تراویح کے بعد مطلقاً درست نہیں خواہ تعداد میں ادا کرنے والے تین ہوں یا زائد؟

جواب:- نفل کی جماعت سوائے تراویح کے سنت و مستحب نہیں ہے بلکہ بعض صورتوں میں مکروہ اور بعض میں مباح ہے اس لئے فضیلت جماعت کی اور ثواب جماعت کا اس میں حاصل نہیں ہے دو تین مقتدی ہوں تو جماعت کی اجازت ہے مگر جماعت نہ کرنا ہی اچھا

ہے لہذا مطلقاً نفل کی جماعت نہ کرنی چاہیے درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سوائے تراویح کے اور کوئی نفل جماعت سے نہ پڑھی جائے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۹

بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۶۳

فرض جہاں پڑھے وہاں سے الگ ہو کر نفل پڑھنا کیسا؟

سوال: احادیث سے فرضوں کے بعد جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا مسجد میں ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اور یہ جگہ بدل کر نفل نماز کا پڑھنا مسجد کے لئے مسنون ہے یا گھر میں بھی؟

جواب:۔ شامی اور درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ حنفیہ کے نزدیک بھی جگہ بدل کر آگے پیچھے ہٹ کر سنت و نفل پڑھنا مستحب ہے اور شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ تنہا مکان میں نماز پڑھنے والے کے لئے بھی جگہ بدل کر سنت و نفل پڑھنا بہتر ہے فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۰ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۴۹۵۔ باب صفة الصلاة

دو نفل ہمیشہ پڑھے یا کبھی کبھی چھوڑے؟

سوال:۔ ظہر مغرب اور عشر میں دو رکعت سنت کے بعد دو رکعت نفل پڑھے ہیں یہ دونوں نوافل ہمیشہ پڑھنا اور کبھی کبھی نہ پڑھنا کیسا ہے؟

جواب:۔ نوافل میں اختیار ہے خواہ کبھی ترک کر دے یا ہمیشہ نفل سمجھ کر پڑھتا رہے۔ اس میں یہ اندیشہ نہیں ہے کہ کوئی ان کو فرض سمجھ لے گا اور پھر بھی بہتر ہے کبھی کبھی ترک کر دے۔ فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۰ بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۳۵

کیا نفل نماز شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے؟

سوال:۔ کسی نے نفل نماز شروع کی جب ایک رکعت پڑھ لی تو معلوم ہوا کہ کپڑا ناپاک ہے نماز شروع کرنے کے بعد توڑ دی کیا اس نماز کا اعادہ واجب ہے؟

جواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ نفل شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہے۔ پس جب

کسی نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے نماز توڑ دی تو اس پر اس نماز کا لوٹنا ضروری ہے کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے لیکن درمختار میں ہے کہ اگر شروع ہی صحیح نہ ہو تو اعادہ واجب نہیں ہوا اس لئے کہ مصلیٰ کے کپڑے اول ہی سے ناپاک تھے۔ لہذا اس نماز کا اعادہ واجب نہ ہوگا۔ - - - - فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۳۵ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۴۵ باب الوتر والنوافل

## سنت و نوافل گھر میں پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں؟

سوال :- سنن و نوافل اپنے اپنے گھروں میں جا کر پڑھنے چاہیں یا مسجد ہی میں؟

جواب :- احادیث میں سنن و نوافل کے مکان میں پڑھنے کی جو کچھ فضیلت وارد ہوئی ہے وہ مشہور معروف ہے اور فقہار نے بھی سوائے تراویح کے دیگر سنن و نوافل کو مکان میں پڑھنے کو افضل فرمایا ہے۔

اور حضرات اکابر دیوبند مثلاً حضرت محدث فقیہ مولانا رشید احمد گنگوہی کا عمل اس پر دیکھا گیا ہے۔

درمختار سے معلوم ہوتا ہے کہ سنن و نوافل کے لئے گھر ہی افضل ہے لیکن اگر راستہ میں یا گھر میں یہ خوف ہو کہ دل پریشان ہو جائے گا اور خشوع حاصل نہ ہوگا یا غیر ضروری باتوں کی وجہ سے نقصان ثواب میں ہوگا تو ایسی صورت میں مسجد میں پڑھنا افضل ہے اگر مسجد میں پڑھنے میں خشوع زیادہ ہے اور اخلاص زیادہ ہے اور گھر جا کر پڑھنے میں خوف تاخیر وغیرہ ہے تو پھر مسجد ہی پڑھنا افضل ہے اس لئے کہ زیادہ تر لحاظ خشوع و خضوع کا ہے۔ جس جگہ یہ حاصل ہو وہ افضل ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۲۷ و ج ۴ ص ۲۱۱ بحوالہ ردالمحتار باب الوتر والنوافل ج ۱ ص ۶۴۵

## وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھے یا کھڑے ہو کر؟

سوال :- وتر کے بعد نفل بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر اور آپ کے کس طرح ثابت ہے؟

جواب :- نوافل کو بیٹھ کر پڑھنا اور کھڑے ہو کر پڑھنا دونوں طرح درست ہے

مگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں دوگنا ثواب ہے بہ نسبت بیٹھ کر پڑھنے کے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو بیٹھ کر پڑھا ہے لیکن آپ کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا ثواب تھا اور سردوں کو نصف ثواب ملتا ہے احادیث سے یہ ثابت ہے۔

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۳۳۱ بحوالہ ردالمحتار ج ۱ ص ۶۵۲ باب الوتر والنوافل۔

بیٹھ کر پڑھنے کا جواز اس صورت میں ہوگا کہ بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی ایسا التزام نہ ہو جس سے دیکھنے والوں کو بیٹھ کر پڑھنے کی سنیت یا وجوب کا گمان ہو جائے جیسا کہ بعض مقامات میں ظہر اور مغرب کے بعد لوگوں میں اور کھتوں کا بیٹھ کر پڑھنا رائج ہو گیا ہے وہاں کے عوام اس نفل کو بیٹھ کر پڑھنے کو شرعاً لازم سمجھتے ہیں ایسے مقامات میں بیٹھ کر پڑھنا بیشک مکروہ ہے:

فتاویٰ دارالعلوم ج ۴ ص ۲۱۶

## حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی کی رائے

حضرت مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند قدس سرہ کے منقول ہے کہ نفل اگر اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے گا کہ آپ سے یونہی منقول ہے تو اس نیت سے انشاء اللہ تعالیٰ عیب نہیں کہ ثواب میں کچھ کمی نہ رہے

امداد الفتاویٰ ج ۱ ص ۲۵۷

## معذور کی رعایت

قیام پر قدرت رکھتے ہوئے بیٹھ کر نفل نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس کا ثواب کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے ثواب کے مقابلہ میں نصف ہوگا مگر عذر کے باعث یعنی معذور کو کھڑے ہو کر پڑھنے والے کے برابر ثواب ملیگا۔ بیٹھ کر پڑھنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ جیسے التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھتے ہیں اس طرح بیٹھتے۔ کھڑے ہو کر نفل شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر اس کو تمام کرنا بلاکراہت جائز ہے۔

نورالایضاح ص ۹۷

## حضور کا نفل بیٹھ کر پڑھنا امت کی تعلیم کیلئے ہے

**سوال :-** وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھیں یا بیٹھ کر؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل کیا تھا؟ آپ کھڑے ہو کر پڑھتے تھے یا بیٹھ کر؟

**جواب :-** وتر کے بعد دو نفل کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیٹھ کر نفل پڑھنے والے کے لئے نصف ثواب ہے۔ اور آپ سے دونوں طرح ثابت ہے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیٹھ کر پڑھنے میں پورا اجر و ثواب ملتا تھا یہ آپ کے ساتھ خصوصیت تھی کیونکہ اس میں بھی امت کی تعلیم تھی کہ کھڑے ہونا فرض نہیں ہے۔

\_\_\_\_\_ امت کو تعلیم دینا نبوت کے واجبات میں سے ہے پس آپ کے بیٹھ کر نفل پڑھنے میں بھی واجب کی ادائیگی ہے جس کا ثواب نفل سے زیادہ ہوتا ہے۔ البتہ بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اگر کوئی متبع سنت وتر کے بعد کی دو رکعت کبھی کبھی اس نیت سے بیٹھ کر پڑھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ کر ادا فرماتے تھے میں بھی اتباعاً بیٹھ کر پڑھوں تو عجب نہیں کہ اس کو اس کی نیت کے مطابق پورا ثواب ملے لیکن از روئے حدیث کھڑے ہو کر پڑھنے والا پورے ثواب کا اور بیٹھ کر پڑھنے والا نصف ثواب کا حقدار ہے۔

فتاویٰ رحیمیہ ج ۳ ص ۲۵

## نفل آج بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں

**سوال :-** ایک مسئلہ کتاب میں دیکھا ہے کہ نماز وتر کے بعد کی نفل بیٹھ کر پڑھنا مستون ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ طریقہ تھا۔ کیا یہی مسئلہ ہے؟

**جواب :-** حامداً ومصلياً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے دو گنا ثواب ملتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ملتا ہے پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا گیا کہ بیٹھ کر پڑھتے ہیں تو دریافت کیا گیا اس پر ارشاد فرمایا تم کو اتنا ہی ثواب ملتا کم نہیں ہوتا۔ وتر کے بعد کی نفل میں آپ بیٹھ کر پڑھنا ثابت ہے۔ غارت معمول یہ تھا کہ تہجد کی بہت طویل نماز پڑھتے تھے یہاں تک کہ بیروں پر دم آجاتا تھا۔



اس کے بعد صبح صادق کے قریب وتر پڑھتے تھے پھر بیٹھ کر دو نفل پڑھتے۔  
کوئی شخص یہی طریقہ اختیار کرے کہ طویل تہجد میں پانچ چھ پارے پڑھنے کے بعد  
اور تھک کر دو نفل بعد میں بیٹھ کر پڑھے تو اس میں اتباع زیادہ ہے۔

(فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۷۵ بحوالہ ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۱۳۷)

فتاویٰ محمودیہ میں ہے کہ نفل بلا عذر بیٹھ کر پڑھنا درست ہے لیکن کھڑے ہو کر پڑھے  
ثواب زیادہ ہے وتر کے بعد دو نفل پڑھنا حدیث و فقہ سے ثابت ہے جو پڑھے گا وہ ثواب پائے  
نہیں پڑھے گا تو گنہگار نہیں اس پر اعتراض نہ کیا جائے ترغیب دینا درست ہے۔

فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۶۸ بحوالہ طحطاوی علی مرانی الفلاح ص ۳۲۷

بیٹھ کر نماز پڑھنے میں نظر کہاں رکھیں

سوال ۱۔ نفل نماز بیٹھ کر پڑھنے میں نگاہ سجدہ کی جگہ بہتر ہے یا گود میں؟

جواب ۱۔ حَامِدًا أَوْ مُصَلِّيًا "گود میں مناسب ہے"

فتاویٰ محمودیہ ج ۲ ص ۱۵۷ بحوالہ شامی ج ۱ ص ۳۲۱



## (ضمیمہ) تراویح بیس رکعت بھی سنت ہیں

بیس رکعت کے سنت مؤکدہ ہونے پر اجماع ہو چکا ہے اور اجماع کی مخالفت ناجائز ہے اور یہ اجماع علامت ہے ان احادیث کے منسوخ ہونے کا اور اگر اجماع میں شبہ ہے کہ بعض علماء نے صرف آٹھ کو سنت مؤکدہ لکھا ہے تو جواب یہ ہے کہ اجماع اس قول سے پہلے منعقد ہے بس اس کے مقابلہ میں شاذ قول قابل اعتبار نہیں ہوگا۔ جب تا کہ ثابت ہو گیا تو اس کے ترک کرنے سے مورد عقاب ہوگا۔ ایک شخص دہلی کے نئے مجتہدین سے آٹھ تراویح سن کر مولانا شیخ محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آئے تھے اور انھیں تردد تھا کہ آٹھ ہیں یا بیس۔ نئے مجتہدین اپنے کو مال بالحدیث کہتے ہیں کیوں صاحب حدیث میں بھی بیس آئی ہیں ان پر کیوں عمل نہ کیا کہ ان کے ضمن میں آٹھ پر بھی عمل ہو جاتا۔ بات کیا ہے کہ نفس کو سہولت تو آٹھ ہی میں ہے۔ بیس کیونکر پڑھیں۔ اصل یہ ہے کہ جو ان کے جی میں آتا ہے کرتے ہیں اور شاذ اور ضعیف حدیث کو بھی اپنا لیتے ہیں۔

اسی طرح انہوں نے بھی تراویح کی تمام احادیث میں صرف آٹھ والی حدیث پسند کی حالانکہ بارہ بھی آئی ہیں اور وتر کی تمام احادیث میں سے ایک رکعت والی حدیث پسند کی حالانکہ تین رکعتیں بھی آئی ہیں پانچ بھی آئی ہیں، سات بھی آئی ہیں خیر وہ تو بیچارے ان کے بہکانے سے تردد میں پڑ گئے تھے تو مولانا سے پوچھا۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے سنو محکمہ مال سے اطلاع آئے کہ مال گزاری داخل کرو اور ہمیں معلوم نہیں کہ کتنی ہے۔ تم نے ایک نمبر دار سے پوچھا کہ میرے ذمہ کتنی مال گزاری ہے، اس نے کہا اٹھارہ روپے۔ پھر تم نے دوسرے نمبر دار سے پوچھا۔ اس نے کہا بیس روپے تو اب بتاؤ تمہیں کچھری کتنی رقم لے کر جانا چاہیے انہوں نے کہا صاحب بیس روپے لے کر جانا چاہیے اگر اتنی ہوئی تو کسی سے مانگنا نہ پڑے گی۔ اور اگر کم ہوئی تو رقم بچ جاوے گی۔ اور اگر میں کم لے کر گیا اور وہاں زیادہ ہوئی تو کس سے مانگتا پھر دوں گا۔ مولانا نے فرمایا بس خوب سمجھ لو کہ اگر وہاں بیس رکعتیں طلب کی گئیں اور میں تمہارے پاس آٹھ تو کہاں سے لا کر دوں گے۔ اور اگر بیس ہیں اور طلب کم کی میں تو بیچ رہے گی اور تمہارے کام آئیں گی۔ کہنے لگے ٹھیک ہے۔

اب میں ہمیشہ بیس رکعتیں پڑھا کر دن گالس بالکل تسلی ہو گئی۔ سبحان اللہ کیا طرز ہے سمجھانے کا حقیقت میں یہ لوگ عکما دامت ہوتے ہیں۔

(ب) اس وقت اس کے اثبات سے ہم کو بحث نہیں عمل کے لئے ہم کو اتنا کافی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بیس رکعت تراویح اور تین دن جماعت کے ساتھ پڑھے جاتے ہیں یہ روایت موطا مالک میں گو منقطع ہے مگر عملاً تو اتر ہے امت کے عمل نے اس کو متواتر کر دیا ہے۔ بس عمل کے لئے اتنا کافی ہے دیکھئے اگر کوئی پنساری کے پاس دوا لینے کے لئے جائے تو اس سے یہ نہیں پوچھنا کہ دوا کہاں سے آئی اور اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ وہی دوا ہے جو میں لینا چاہتا ہوں بلکہ اگر اس میں شبہ ہوتا ہے تو ایک دو جانے والوں کو دکھلا کر اطمینان کر لیا جاتا ہے اب اگر کوئی پنساری سے یہ کہے کہ میرا اطمینان تو اس وقت ہو گا جب تم بائع کی دستخط دکھلا دو گے تم نے اس سے یہ دوا خریدی ہے تو لوگ یہ کہیں گے کہ اس کو دوا کی ضرورت ہی نہیں پلتے ہو لو نہیں لیتے ہومت لو۔ اسی طرح محققین سلف کا طرز یہ ہے کہ وہ مدعی کے لئے مغز زنی نہیں کرتے تھے بس مسئلہ بتلا دیا اور اگر کسی نے اس میں جھینس نکالیں تو صاف کہہ دیا کہ کسی دوسرے سے تحقیق کر لو جس پر تم کو اعتماد ہو ہمیں بحث کی فرصت نہیں۔

اس جواب کا حاصل وہی قطع نزع ہے کہ فضول بحث کو یہ حضرات پسند نہ کرتے تھے بھلا اگر عوام کو بتلا دیا جائے کہ حدیث میں یہ ہے تو ان کو طریق استنباط کا علم کس طرح ہو گا اس میں پھر وہ فقہار کے محتاج ہوں گے تو پہلے ہی فقہار کے بیان میں اعتماد کیوں نہیں کرتے الغرض عمل کے لئے تو تراویح کا اتنا ثبوت کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں صحابہ عملاً تراویح کی بیس رکعتیں پڑھتے تھے عوام کے لئے اتنا کافی ہے اس سے زیادہ تحقیق علماء کا منصب ہے

(اشرف الجواب حصہ دوم)



## سجدہ تلاوت کی شرعی حیثیت

**مسئلہ :-** سجدہ تلاوت (آیت سجدہ) کے پڑھنے والے اور سنانے والے پر واجب ہو جاتا ہے، اگر کوئی شخص سجدہ تلاوت کے واجب ہونے پر سجدہ تلاوت نہ کرے تو گناہ گار ہوگا۔ اب اس واجب کے ادا کرنے میں کہیں (وقت کی گنجائش ہے اور کہیں تنگی ہے۔ پس اگر سجدہ تلاوت نماز سے باہر واجب ہوا تو اس کی ادائیگی کے وقت میں گنجائش ہے، یعنی زندگی کے آخری وقت تک اس کے ادا کرنے کی اجازت ہے اور سجدہ نہ کرنے کا گنہگار مرتے دم تک نہیں کہا جاسکتا۔ تاہم سجدہ تلاوت میں تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر سجدہ تلاوت نماز میں واجب ہو یعنی نماز کے اندر آیت سجدہ پڑھی گئی تو فوراً سجدہ کرنا واجب ہے۔ فوراً کا مطلب یہ ہے کہ آیت سجدہ کے پڑھنے اور سجدہ کرنے کے درمیان اس سے زیادہ وقفہ نہ ہو جس میں تین آیتیں پڑھی جاسکیں۔ اگر سجدہ تلاوت میں آنا وقفہ نہ ہو تو وہ فوراً ادا کرنا ہوگا۔

**مسئلہ :-** سجدہ کی آیت یا تو سورت کے درمیان ہوگی یا آخر میں، اگر درمیان میں ہو تو افضل یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھتے ہی یعنی سورت ختم کرنے سے پہلے سجدہ تلاوت کر کے کھڑا ہو اور سورت کو پورا کرے اور پھر رکوع میں جائے۔

**مسئلہ :-** اگر آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ نہ کیا، لیکن فوراً کی میعاد متذکرہ گزرنے سے پہلے ہی رکوع کیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت بھی کر لی تو جائز ہے، جس طرح نماز کے اندر بغیر نیت کے بھی سجدہ جائز ہوتا ہے، جبکہ فوراً کی میعاد کے اندر ہو۔ فوراً کی میعاد گزرنے پر نماز کا رکوع یا سجدہ کرنے سے سجدہ تلاوت ساقط (ختم) نہیں ہوتا اور نماز کے اندر اندر اس کی قضا اس آیت کے لیے خاص سجدہ کر کے ادا کرنا ہوگی۔

**مسئلہ :-** اگر نماز ختم ہوگئی اور سجدہ تلاوت نہیں کیا تو اب اس کی قضا نہیں ہے، کیونکہ قضا کا وقت نکل گیا۔ البتہ اگر سلام پھیر کر نماز کو ختم کیا اور اس کے بعد کوئی امر منافی نماز سرزد نہ ہوا تو یعنی کوئی ایسا کام یا فعل نہیں کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو

سلام کے بعد ہی سجدہ تلاوت کر لیا جائے۔

اور اس صورت میں جب کہ آیت سجدہ سورت کے آخر میں واقع ہو تو بہتر یہ ہے کہ اس کو پڑھ کر رکوع کرے اور اس کے ساتھ ہی سجدہ تلاوت کی نیت بھی کرے لیکن اگر سجدہ تلاوت کیا اور رکوع نہیں کیا، بلکہ پھر قیام رکھنا ہو گیا، میں آگیا تو مستحب یہ ہے کہ اگلی سورت کی چند آیات پڑھ کر رکوع کرے اور نماز پوری کر لے۔ (کتاب الفقہ ص ۴۶ جلد اول و فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۲ و آپ کے مسائل ص ۸۳ جلد ۳ و علم الفقہ ص ۱۴۹ جلد ۲)۔

مسئلہ:- سجدہ تلاوت کرنے کے بعد کھڑے ہو کر ایک دو آیتیں پڑھ کر رکوع کرنا بہتر ہے۔ فقہاء کے نزدیک دو تین آیتیں پڑھے بغیر رکوع کر لینا کراہت سے خالی نہیں ہے، اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۰۲ جلد ۲ و عالمگیری ص ۸۵ و بحر الرائق ص ۱۲۲ جلد ۲)۔

## سجدہ تلاوت کی شرطیں

مسئلہ:- سجدہ تلاوت کی بھی وہی شرطیں ہیں جو نماز کی ہیں بجز تکبیر تحریمیہ اور نیت تعین وقت کے کہ یہ دونوں امور اس میں شرط نہیں ہیں۔ اس میں نیت نہیں باندھی جاتی۔

سجدہ تلاوت کے واجب ہونے کی شرائط یہ ہیں: مسلمان ہونا، بالغ ہونا، عقل کا صحیح ہونا، حیض و نفاس سے پاک ہونا، وہی ہیں جو نماز کی شرطیں ہیں، لہذا سجدہ تلاوت کا فریبچہ، مجنون کو یا حیض و نفاس کی حالت میں جائز نہیں ہے، اس مسئلہ میں آیت سجدہ کے پڑھنے والے اور سنانے والے دونوں میں فرق نہیں ہے، البتہ اشخاص مندرجہ بالا میں سے اگر کوئی شخص سجدہ کی آیت سنے اور اس کا سجدہ بجالانے کا بطور ادارہ یا بطور قضا راہل ہو تو اس پر سجدہ واجب ہو جائے، چنانچہ جو شخص نشہ یا ناپاکی کی حالت میں ہو، اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو جائے، کیونکہ

وہ بطور قضا اس کے بجالانے کا اہل ہے۔ ہاں اگر پڑھنے والا کوئی مجنون ہے تو اس کے منہ سے سن کر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

مسئلہ :- یہی حکم اس بچے سے سننے کا ہے جو حد شعور کو نہ پہنچا ہو، کیونکہ تلاوت کے صحیح ہونے کے لیے تیز یعنی شعور کا ہونا شرط ہے۔

مسئلہ :- اسی طرح اگر آیت سجدہ آدمی کے علاوہ کسی اور سے سنی گئی مثلاً طوطا یہ آیت سجدہ پڑھے یا آلہ ضبط الصوت (ٹیپ ریکارڈ وغیرہ) سے سنائی دے تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا، کیونکہ بے شعور اشیا کی تلاوت ہی درست نہیں ہے۔

مسئلہ :- حنفیہ اور شافعیہ کے نزدیک اس میں ارادہ کی شرط نہیں ہے یعنی سجدہ تلاوت کی آیت سننے کا ارادہ نہ بھی ہو تب بھی سجدہ تلاوت کا حکم ہوگا۔ (کتاب الفقہ ص ۴۲۴ و علم الفقہ ص ۱۴۸ جلد ۲)

مسئلہ :- مشین یا پرندہ سے آیت سجدہ سننے پر سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوتا (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۵ جلد اول)۔

مسئلہ :- بغیر نیت تلاوت بھی آیت سجدہ پڑھی تو بھی سجدہ واجب ہوگا۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۳۲۵ جلد ۲)۔

مسئلہ :- سجدہ تلاوت کی نیت میں آیت کی تعین شرط نہیں کہ یہ سجدہ فلاں آیت کے سبب ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۴۸ جلد ۲)۔

مسئلہ :- جن چیزوں سے نماز فاسد ہو جاتی ہے ان چیزوں سے سجدہ تلاوت میں بھی فساد آ جاتا ہے اور پھر اس کا لوٹانا واجب ہو جاتا ہے، ہاں اس قدر فرق ہے کہ نماز میں قہقہہ سے وضو جاتا رہتا ہے اور اس میں یعنی سجدہ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا، عورت کی محاذات (برابر کھڑا ہونا) بھی یہاں مفسد نہیں۔ (علم الفقہ ص ۱۴۹ جلد ۲)۔

مسئلہ :- آیت سجدہ اگر فرض نمازوں میں پڑھی جائے تو اس کے سبب نماز

نماز کے سجدے کے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ کہنا بہتر ہے اور نفل نمازوں میں یا خارج نمازوں میں اگر پڑھی جائے تو اس کے سجدے میں اختیار ہے کہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ کہیں یا اور تسبیحیں جو احادیث میں وارد ہوئی ہیں وہ پڑھیں مثل اس تسبیح کے  
 مَسْجِدًا وَجَبَّيْ لِلَّذِي خَلَقْنَا وَصَوَّرَنَا وَمَشَىٰ سَمْعًا وَبَصَرًا بِحَوْلِهِ  
 وَقُوَّتِهِ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ۔ اگر سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَىٰ اور اس کو یعنی دونوں کو جمع کر لیں تو اور بھی بہتر ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۱ جلد ۲ و کتاب الفقہ ص ۵۳ جلد اول)۔

## سجدة تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

مسئلہ:- سجدة تلاوت کے واجب ہونے کے تین اسباب ہیں:- اول تلاوت لہذا قرآن حکیم کی تلاوت کرنے والے پر سجدة تلاوت واجب ہے اگرچہ اس نے خود سجدة تلاوت کی آیت کو نہ سنا ہو جیسے کوئی بہرا ہو۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ سجدة تلاوت نماز کے اندر پڑھا گیا ہو یا نماز سے باہر، امام نے پڑھا ہو یا منفرد (تنہا نماز پڑھنے والے) نے، لیکن مقتدی اگر سجدة تلاوت نماز کے اندر یعنی امام کے پیچھے جماعت میں پڑھے تو اس پر سجدة تلاوت واجب نہ ہوگا کیونکہ امام کے پیچھے شریف پڑھنا ممنوع ہے، لہذا اس حال میں تلاوت آیت سجدہ سے سجدة واجب نہیں ہوتا، ہاں اگر خطیب جمعہ یا عیدین کے موقع پر خطبہ میں آیت سجدہ پڑھے تو سجدة تلاوت اس پر اور سننے والے پر واجب ہوگا۔ ایسی صورت میں خطیب کو چاہیے کہ منبر سے اتر کر سجدہ کرے اور سامعین (سننے والے حضرات) بھی اس کے ساتھ سجدہ کریں تاہم امام کا منبر پر خطبہ کے دوران آیت سجدہ تلاوت کرنا مکروہ ہے، لیکن نماز کے اندر سجدة تلاوت مکروہ نہیں ہے جبکہ اس کو سجدة تلاوت کرنے کو رکوع و سجود کے ضمن میں ادا کیا جائے۔ اگر صرف سجدة تلاوت اکیلا کیا تو مکروہ ہوگا کیونکہ ایسا کرنے سے پیچھے نماز پڑھنے والوں میں گڑ بڑ پیدا ہوگی۔ (کتاب الفقہ ص ۵۳ جلد اول)۔

(یعنی امام عیدین یا جمعہ کی قرارت میں سجدہ تلاوت پڑھے تو الگ سے ادا نہ کرے بلکہ سجدہ میں سجدہ تلاوت کی بھی نیت کرے۔ اگر الگ سے کریگا تو مجمع کثیر میں انتشار پیدا ہو جائے گا، عوام کو معلوم نہیں ہوگا کہ یہ سجدہ تلاوت ہے۔ کیونکہ مسئلہ یہ ہے کہ اگر جمعہ یا عیدین میں مجمع کثیر ہے تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو کو نہ کیا جائے تاکہ نمازیوں کے لیے باعث تشویش نہ ہو۔ کتاب الفقہ ص ۴۲۲ جلد اول

(۲) دوسرا سبب آیت سجدہ کا کسی اور سے سننا ہے۔ اب یہ سننے والا یا تو نماز کی حالت میں ہو گا یا نہ ہو گا۔ اسی طرح آیت سجدہ پڑھنے والا یا تو نماز کے اندر ہو گا یا نماز سے باہر۔ اگر سننے والا نماز کی حالت میں ہے خواہ وہ منفرد ہو یا امام، اس پر بقول صحیح سجدہ واجب ہے کہ نماز کے بعد سجدہ تلاوت کرے، لیکن اگر کسی نے سجدہ تلاوت مقتدی سے سنا تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا یہی حکم اس صورت میں ہے جب کہ کسی مقتدی نے اپنے امام کے علاوہ باہر سے سجدہ تلاوت سننا۔ اگر امام سے سنا اور مقتدی پہلی رکعت سے شریک ہے تو سجدہ تلاوت میں امام کی پیروی لازم ہے۔ اور اگر مسبوق ہے یعنی کچھ رکعت ہونے کے بعد شریک جماعت ہونے والا ہے اور سجدہ تلاوت سے پہلے امام کے ساتھ شریک نماز ہو گیا تھا تب بھی اُسے امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہیے امام کی پیروی کرنا چاہیے۔ اور اگر کوئی شخص امام کے سجدہ تلاوت کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا جس میں آیت سجدہ پڑھی گئی تو قطعاً سجدہ تلاوت نہ کرے۔ ہاں اس سے اگلی کسی رکعت میں شامل ہوا تو نماز کے بعد سجدہ تلاوت کرے۔

(۳) تیسرا سبب مقتدی ہونا ہے، کہ اگر امام نے سجدہ تلاوت کیا تو مقتدی پر اس کا ادا کرنا واجب ہے اگرچہ اس نے سنا نہ ہو۔ کتاب الفقہ ص ۴۵۲ جلد اول و علم الفقہ ص ۱۴۴ جلد ۱۔



**مسئلہ :-** بعض عورتیں حیض یا نفاس کی حالت میں بھی آیت سجدہ سننے سے اپنے ذمہ سجدہ تلاوت واجب سمجھتی ہیں، یہ غلط ہے، اگر حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے آیت سجدہ سن لی تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور ص ۲۲ جلد ۲)۔

## سجدہ تلاوت سے متعلق مسائل

**مسئلہ :-** ایک آیت کی تلاوت پر ایک ہی سجدہ واجب ہوتا ہے، البتہ مجلس بدلنے پر وہی آیت پھر پڑھی تو اس کا سجدہ الگ واجب ہوگا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۴)۔  
**مسئلہ :-** اگر چارپائی (پلنگ) سخت ہو کہ اس پر پیشانی دھنے نہیں اور اس پر پاک کپڑا بھی بچھا ہوا ہو (جبکہ پلنگ ناپاک ہو) تو پلنگ پر سجدہ تلاوت ادا ہو سکتا ہے ورنہ نہیں۔

**مسئلہ :-** تلاوت کے دوران آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا بہتر ہے تاکہ کسی دوسرے کے ذمہ سجدہ واجب نہ ہو۔ (آپ کے مسائل ص ۸۷ جلد ۲)۔

**مسئلہ :-** استاد کئی بچوں کو ایک ہی آیت سجدہ علیحدہ علیحدہ پڑھاتا ہے تو ایک ہی سجدہ کرنا پڑے گا، بشرطیکہ مجلس ایک ہی ہو لیکن استاد جتنے بچوں سے سجدہ کی آیت سنے گا اتنے ہی سجدے سننے کی وجہ سے واجب ہوں گے۔

**مسئلہ :-** دو آدمی ایک ہی آیت سجدہ پڑھیں تو دونوں پر دو سجدے واجب ہوں گے۔ ایک خود پڑھنے کا اور دوسرا سننے کا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۷ جلد ۲)۔

**مسئلہ :-** جس نے سجدہ کی آیت تلاوت کی ہو اسی کے ادا کرنے سے سجدہ تلاوت ادا ہوگا، کوئی دوسرا شخص اس کی جگہ ادا نہیں کر سکتا۔ (آپ کے مسائل ص ۸۹)۔

**مسئلہ :-** جن لوگوں کے کان میں سجدہ کی آیت پڑے، خواہ انھوں نے سننے کا قصد کیا ہو یا نہ کیا ہو، ان پر سجدہ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔ بشرطیکہ ان کو معلوم ہو جائے کہ سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی گئی۔ اگر تراویح کی ریکارڈنگ دو بار ریڈیو اور ٹی وی سے براڈ کاسٹ یا ٹیلی کاسٹ کی جائے اور سجدہ تلاوت کی آیت

سنی جائے تو سجدہ واجب نہیں ہوگا۔ نیز عورتیں اگر خاص ایام میں آیت سجدہ سنیں کسی سے، تو ان پر سجدہ واجب نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۸ جلد ۳)۔

مسئلہ:- ٹیپ ریکارڈ پر آیت سجدہ سننے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا ہے (آپ کے مسائل ص ۸۸ جلد ۳)۔

مسئلہ:- اگر کسی نے لاؤڈ اسپیکر پر تلاوت قرآن سن لی اور اس میں سجدہ آئے تو سننے والے پر جبکہ سننے والے کو معلوم ہو کہ یہ سجدہ کی آیت ہے، اس پر سجدہ واجب ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۸۸ جلد ۳)۔

مسئلہ:- ریڈیو پر آیت سجدہ سننے سے سامعین پر سجدہ تلاوت واجب ہوگا کیونکہ یہ قاری (پڑھنے والے) ہی کی آواز ہے اور گراموفون سے جو آواز نکلتی ہے اس کو نقل اور عکس تلاوت لکھا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:- اگر کسی پرندے کو آیت سجدہ رٹا دی گئی تو اس کے پڑھنے سے بھی سننے والوں پر سجدہ تلاوت واجب نہیں کیونکہ پرندہ کا پڑھنا تلاوت صحیحہ نہیں، اسی طرح اگر کسی نے آیت سجدہ کی تلاوت کی، کسی شخص نے خود اس کی تلاوت تو نہیں سنی مگر اس کی آواز پہاڑ یا دیوار یا گنبد سے ٹکرا کر اس کے کان میں پڑی تو اس صدائے بازگشت کے سننے سے بھی سجدہ تلاوت واجب نہیں ہوگا۔

الغرض اصول یہ ہے کہ تلاوت صحیحہ کے سننے سے سجدہ تلاوت واجب ہوتا ہے، ٹیپ ریکارڈ کی آواز تلاوت نہیں اس لیے اس کے سننے سے سجدہ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (تلاوت صحیحہ نہیں ہے) اور لاؤڈ اسپیکر آواز کو دور تک پہنچاتا ہے اور جو آواز مقصدیوں تک پہنچتی ہے وہ بعینہ (جوں کے توں) امام کی تلاوت و تکبیر کی آواز ہوتی ہے۔ برخلاف ٹیپ ریکارڈ کے کیونکہ ٹیپ آواز کو محفوظ کر لیتا ہے۔ اب جو ٹیپ ریکارڈ بجایا جائے گا یہ اس تلاوت کا عکس ہوگا جو اس پر کی گئی وہ بذات خود تلاوت نہیں۔ اس لیے ایک کو دوسرے پر قیاس کرنا صحیح نہیں ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۲۳۱ جلد ۳)۔

مسئلہ :- دلِ دل میں آیتِ سجدہ پڑھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا کیونکہ تلاوت کرنا ضروری ہے، بغیر تلاوت کے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔ (زبان سے پڑھنے سے ہوتا ہے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۶ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۵۵ جلد اول و فتاویٰ محمودیہ ص ۲۲۶ جلد ۶)

مسئلہ :- مجمع عام میں اگر آیتِ سجدہ واعظ (تقریر کرنے والے) سے سنی جائے تو سب سننے والے علیحدہ علیحدہ سجدہ کریں، کیونکہ آیتِ سجدہ سننے اور پڑھنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۶ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۱۴۱ جلد اول)

مسئلہ :- تمام قرآن مجید کے سجدہ ہائے تلاوت (یعنی چودہ سجدے) اخیر میں ایک ساتھ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ اسی وقت کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۶ جلد ۴ بحوالہ رد المحتار ص ۴۲۱ جلد اول)۔

(مگر تاخیر کی گنجائش جب ہے جب کہ سجدہ تلاوت نماز میں نہ ہو، کیونکہ نماز میں فوراً ادا کرے گا۔ رفعت قاسمی غفرلہ)۔

مسئلہ :- طلوع اور غروب اور زوال آفتاب کے وقت سجدہ تلاوت بھی حرام ہے مگر جب کہ آیتِ سجدہ انہی اوقات میں پڑھے تو سجدہ بھی اوقات میں درست ہے اور صبح کی نماز کے بعد تا طلوع آفتاب اور بعد نماز سرتا غروب اور صبح صادق پر سجدہ تلاوت درست ہے۔ (جب کہ انہی اوقات میں سجدہ تلاوت کیا جائے)۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۱ جلد ۴)

سائل ص ۸۵ جلد ۳)۔

مسئلہ :- سننے والوں پر سجدہ کرنا واجب ہوتا ہے۔ کیا یعنی سننے والوں نے تو پڑھنے والے پر کچھ گناہ نہیں ہے۔ سننے والوں کی طرف سے سجدہ تلاوت نہیں کر سکتا ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۳۱ جلد ۴)۔

مسئلہ :- بلا وضو سجدہ تلاوت جائز نہیں ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۶)

مسئلہ:۔ اگر کسی نے نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا، پھر کسی وجہ سے دوبارہ نماز دہرانے کی ضرورت پیش آگئی اور پھر وہ ہی آیت سجدہ پڑھی تو دوبارہ سجدہ کرنا چاہیے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۸ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کیا اور اٹھ کر کچھ آگے یا دہرائے اور رکوع میں چلا جائے تو اس میں بھی کچھ حرج نہیں ہے نماز صحیح ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۱)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص آیت سجدہ لکھے یا دل میں پڑھے زبان سے نہ لکھے یا ایک ایک حرف کر کے یعنی سجدے سے پڑھے پوری آیت ایک ساتھ نہ پڑھے یا اسی طرح کسی سے سنے تو ان سب صورتوں میں سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ ج ۲)

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت جن کو ادا نہیں کیا ان کی ادائیگی کی صورت یہ ہے کہ اندازہ کر کے سجدہ تلاوت پورا کرے۔ روزانہ جس قدر ہو سکے سجدے بہ نیت قضاء کر لیا کرے، اس کا کفارہ یہی ہے کہ سجدے کرے۔ (فتاویٰ دارالعلوم ص ۲۲۹ ج ۲ بحوالہ ردالمحتار ص ۲۱۱ جلد اول)۔

مسئلہ:۔ جمعہ اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہیے اس لیے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۱ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت انھیں لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز واجب ہے اور یا قضا۔ نیز حیض و نفاس، والی عورتوں پر واجب نہیں نابالغ پر اور ایسے مجنون پر واجب نہیں ہے جس کا جنون ایک دن رات سے زیادہ ہو گیا ہو، خواہ اس کے بعد زائل ہو یا نہیں۔ اور جس مجنون کا جنون ایک دن رات سے کم رہے اس پر واجب ہے، اسی طرح مست اور جنب یعنی جس کو نہانے کی حاجت ہو اس پر بھی واجب ہے۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص سونے کی حالت میں آیت سجدہ تلاوت کرے اس پر بھی تلاوت واجب ہے بعد اطلاق کے یعنی جب کہ سونے والے کو معلوم

ہو جائے کہ میں نے سجدہ کی آیت پڑھی تھی۔ (علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲)  
 مسئلہ :- آیت سجدہ کا کسی انسان سے سننا، خواہ پوری آیت سے یا صرف  
 لفظ سجدہ مع ایک لفظ ماقبل یا بعد کے سننے اور خواہ وہ عربی زبان میں سے یا  
 کسی اور زبان میں اور خواہ سننے والا جانتا ہو کہ یہ ترجمہ آیت سجدہ کا ہے یا نہ  
 جانتا ہو لیکن نہ جاننے کی صورت میں ادائے سجدہ میں جس قدر تاخیر ہوگی اس  
 میں وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (علم الفقہ ص ۱۷۷ جلد ۲)

مسئلہ :- مقتدی سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا، نہ  
 اس پر نہ اس امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں، ہاں جو لوگ اس  
 نماز میں شریک نہیں خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز  
 پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔ (علم الفقہ ص ۱۷۸ جلد ۲)۔  
 (یعنی کسی مقتدی نے اپنے امام کے پیچھے زور سے سجدہ کی آیت  
 پڑھ دی تو سجدہ تلاوت واجب نہ ہوگا، صرف جماعت سے الگ لوگوں  
 پر ہوگا۔ محمد رفعت قاسمی غفرلہ)۔

مسئلہ :- سجدہ تلاوت میں نیت نہیں باندھی جاتی، بلکہ سجدہ کی نیت سے  
 اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں چلا جائے اور اللہ اکبر کہہ کر اٹھ جائے، سلام پھیرنے کی بھی  
 ضرورت نہیں ہے، نیز بیٹھے بیٹھے سجدہ تلاوت کر لینا جائز ہے اور کھڑے ہو کر  
 سجدہ میں جانا افضل ہے۔ (آپ کے مسائل ص ۵۲۷ جلد ۳)۔

مسئلہ :- بعض لوگ سجدہ تلاوت کر کے دونوں طرف سلام پھیرتے ہیں یہ  
 غلط ہے یعنی سلام پھیرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (اغلاط العوام ص ۱۷۷)۔  
 مسئلہ :- علماء نے لکھا ہے کہ اگر کوئی شخص تمام آیات سجدہ کی تلاوت ایک  
 ہی مجلس میں تلاوت کرے تو حق تعالیٰ شانہ اس کی مشکل کو دفع فرماتا ہے اور  
 ایسی حالت میں اختیار ہے کہ سب آیتیں ایک دفعہ پڑھ لیں اور اس کے بعد  
 چودہ سجدے کر لیں، یا ہر ایک کو پڑھ کر اس کا سجدہ کرتے جائیں۔ (علم الفقہ ص ۱۸۱ ج ۲)

مسئلہ:- خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جاسکتا، پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ کرنا بھول جائے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا جس کی تدبیر اس کے سوا کوئی نہیں کہ توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنے فضل سے معاف فرادے۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سے خواہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں ادا کرے۔ (علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۲)۔

مسئلہ:- نماز کا سجدہ خارج نماز میں اس وقت ادا نہیں ہو سکتا جب کہ نماز فاسد نہ ہو، اگر فاسد ہو جائے اور اس کا مفسد خروج حیض یعنی حیض کا آنا نہ ہو تو وہ سجدہ خارج میں ادا کر لیا جائے اور اگر حیض کی وجہ سے نماز میں فساد آیا ہو تو وہ سجدہ معاف ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:- اگر کوئی شخص نماز کی حالت میں کسی دوسرے سے آیت سجدہ سے خواہ دوسرا بھی نماز میں ہو تو یہ سجدہ خارج نماز کا سمجھا جائے گا، نماز کے اندر نہ ادا کیا جائے گا بلکہ خارج نماز میں۔ (علم الفقہ ص ۱۷۹ جلد ۲)

مسئلہ:- ساری سورت کی تلاوت کرنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا غلط ہے۔ صرف سجدہ سے بچنے کے لیے وہ آیت سجدہ نہ چھوڑے کیونکہ اس میں سجدہ کرنے سے گویا انکار ہے۔ (بہشتی زیور ص ۲۵ جلد ۲ و علم الفقہ ص ۱۸۱ جلد ۲)۔

مسئلہ:- تراویح میں امام نے دو رکعت کی نیت باندھی، پہلی یا دوسری رکعت میں سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی اور سجدہ کیا اور دو رکعت پوری کیں، پھر دو رکعت کی نیت باندھی اور سہواً غلطی سے، وہی سجدہ تلاوت کی آیت پڑھی تو اس صورت میں دوسرا سجدہ کرنا ہوگا کیونکہ تکبیر تحریمہ کہہ کر دوسری نماز شروع کرنے سے حکماً مجلس بدل جاتی ہے۔ (مراقی الفلاح ص ۶۸۶، فتاویٰ حمیہ ص ۲۲۵ جلد ۲)۔

مسئلہ:- امام نے سورۃ آتھم سجدة تلاوت کی اور سجدہ کیا اور پھر اسی جگہ نماز فجر (وغیرہ) میں اسی سورت کو دوبارہ پڑھا تو دوسرا سجدہ لازم ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ ص ۲۲۲ جلد ۴، الاشباہ ص ۱۹۱)۔

مسئلہ:- بعض عورتیں قرآن شریف پر ہی سجدہ کر لیتی ہیں، یہ غلط ہے، کیونکہ اس سے سجدہ تلاوت ادا نہیں ہوتا۔ رہبستی زیور ص ۲۲ جلد ۱۲)۔

مسئلہ:- اگر ایک آیت سجدہ کی تلاوت ایک ہی مجلس میں کسی بار کی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اور ایک آیت سجدہ کی پڑھی جائے پھر وہی آیت مختلف لوگوں سے سنی جائے جب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔ اگر سننے والے مجلس نہ بدلیں تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے یا نہ بدلے۔ اور اگر سننے والے کی مجلس بدل جائے تو اس پر متعدد سجدے واجب ہوں گے خواہ پڑھنے والے کی مجلس بدلے یا نہ بدلے، اگر پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے گی تو اس پر بھی متعدد سجدے واجب ہونگے مجلس بدلنے کی دو صورتیں ہیں:- ایک حقیقی دوسری حکمی۔

اگر مکان (جگہ) بدل جائے تو حقیقی، اور اگر مکان نہ بدلے بلکہ کوئی ایسا فعل صادر ہو جس سے یہ سمجھا جائے کہ پہلے فعل کو قطع (پہلے کام کو ختم) کر کے اب یہ دوسرا فعل شروع کیا ہے تو حکمی ہے۔

حقیقی کی مثال (۱) دو گھر جدا جدا ہوں اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں چلا جائے بشرطیکہ ایک دو قدم سے زیادہ چلنا پڑے۔ (۲) سوار ہواؤ اتر پڑے۔

حکمی کی مثال:- آیت سجدہ کی تلاوت کر کے دو ایک لقمے سے زیادہ کھانا کھالیا یا کسی سے دو ایک کلمے سے زیادہ باتیں کرنے لگا، یا لیٹ کر سو گیا، یا خرید و فروخت میں مشغول ہو گیا، اگر ایک دو لقمہ سے زیادہ نہ کھائے، کسی سے ایک دو کلمہ سے زیادہ باتیں نہ کرے، لیٹ کر نہ سوئے بلکہ بیٹھے بیٹھے سوئے،

توان سب صورتوں میں مجلس نہ بدلے گی۔ اسی طرح کوئی تسبیح پڑھنے لگے یا بیٹھے سے کھڑا ہو جائے تب بھی مجلس مختلف نہ ہوگی۔

مسئلہ :- اگر ایک آیت سجدہ کسی مرتبہ ایک ہی مجلس میں پڑھی جائے تو اختیاً ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے یا پہلی ہی تلاوت کے بعد کیونکہ ایک ہی سجدہ اپنے ماقبل اور مابعد کی تلاوت کے لیے کافی ہے مگر احتیاط اس میں ہے کہ سب کے بعد سجدہ کیا جائے۔ (علم الفقہ ص ۱۸۰ جلد ۲)

مسئلہ :- اگر ایک ہی جگہ سجدہ کی آیت کو کسی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کر اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کر سجدہ کر لے پھر اس سجدہ کی آیت کو دہرا کرے (جیسا کہ حفظ کرنے والوں کو ضرورت پیش آتی ہے)۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی، اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہرائے یعنی پڑھے اتنے ہی مرتبہ سجدہ کرے۔ (دہشتی زیور ص ۲۳ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر ص ۱۵۸)

مسئلہ :- اگر ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کسی آیتیں پڑھیں تو جتنی آیتیں پڑھیں اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ :- بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا، لیکن چلا پھر انہیں جہاں بیٹھا تھا وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ :- ایک جگہ سجدہ کی آیت پڑھی پھر اٹھ کر کسی کام کو چلا گیا اور پھر اسی جگہ آکر دوبارہ وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔ (کیونکہ مجلس بدل گئی)۔

مسئلہ :- ایک جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن شریف کی تلاوت کر چکا تو اسی جگہ بیٹھے کسی اور کام میں مشغول ہو گیا جیسے کھانا کھانے لگا، یا عورت بچے کو دودھ پلانے لگی، اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ



پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوں گے کیونکہ جب کوئی اور کام کرنے لگے تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ :- گھر کے کمرہ یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک ہی سجدہ کافی ہے چاہے جتنی مرتبہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنا پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے تو تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ :- اگر بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے میں جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ :- مسجد کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے، اگر سجدہ کی ایک آیت کسی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ :- اگر نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کسی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے، چاہے سب دفعہ پڑھ کر آخر میں سجدہ کرے، یا ایک دفعہ پڑھ کر سجدہ کر لیا، پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھی۔ (دہشتی زیور صفحہ ۱۲ جلد ۲)۔

مسئلہ :- پڑھنے والے کی جگہ نہیں بدلی، ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتا رہا لیکن سننے والے کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سننا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ تو پڑھنے والے پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والے پر کئی سجدے واجب ہیں جتنی دفعہ سننے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ :- اگر سورت میں کوئی شخص آیت نہ پڑھے بلکہ فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ شرط ہے کہ وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کے برابر ہو لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی

آیت کو دو ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔ (ابہشتی زیور صفحہ ۲۵ جلد ۲ بحوالہ مجمع الانہر صفحہ ۱۵۸ جلد اول و شرح و قافیہ صفحہ ۳۳۱ جلد اول)۔  
 مسئلہ:۔ اگر کسی کے سجدہ ہائے تلاوت رہ گئے ہوں (ادانہ کر سکا انتقال ہو گیا) تو احتیاط اس میں ہے کہ ہر سجدہ کے بدلے پونے دو سیر گریہوں یا اس کی قیمت کا صدقہ کرے۔ (جواہر الفقہ صفحہ ۳۹۳ جلد اول)۔

## ان آیات کا بیان جن پر سجدہ تلاوت واجب ہے

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں جن کے پڑھنے اور سننے سے ایک سجدہ واجب ہوتا ہے، تفصیل ان آیتوں کی یہ ہے:۔

(۱) سورہ اعراف کے اخیر میں یہ آیت:۔ **إِنَّ الَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَيُسَبِّحُونَهَا وَلَهُ يُسْجُدُونَ بِكُلِّ**  
 (۲) سورہ رعد کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:۔ **وَلِلَّهِ يَسْجُدُونَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ طُوعًا وَكَرْهًا وَظِلًّا لَهُم بِالْعُدَّةِ وَالْأَمْصَالِ رَبِّكَ**۔

(۳) سورہ نحل کے پانچویں رکوع کے اخیر کی یہ آیت:۔ **وَلِلَّهِ يَسْجُدُونَ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَالْمَلَائِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ يَخَافُونَ رَبَّهُمْ مِنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ**۔ (پک)

(۴) سورہ بنی اسرائیل کے بارہویں رکوع میں یہ آیت:۔ **وَيَخْرُونَ لِلَّذِينَ يَبْتَلُونَ وَيَبِيدُونَ وَهُمْ يَحْشَوْنَ عَادَ**۔ (پک)

(۵) سورہ مریم کے چوتھے رکوع میں یہ آیت:۔ **وَإِذَا تَمَلَّى عَلَيْهِمْ آيَاتُ الرَّحْمَنِ خَرُّوا سُجَّدًا وَسُكُوتًا**۔ (پک)

(۶) سورہ حج کے دوسرے رکوع میں یہ آیت:۔ **الَّذِينَ تَرَاءَى اللَّهُ يَسْجُدُونَ لَهُ مِنْ فِي السَّمَوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُومُ**

وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالذَّوَابُّ وَكَثِيرٌ مِّنَ النَّاسِ وَكَثِيرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ  
وَمَن يُّبَيِّنِ اللَّهُ فَعَالًا مِّن مِّمَّا يَكْرَهُمْ إِنَّا لَنَنصُرُهُمْ وَإِنَّا لَنَنصُرُهُمْ وَإِنَّا لَنَنصُرُهُمْ وَإِنَّا لَنَنصُرُهُمْ

(۷) سورۃ فرقان کے پانچویں رکوع کی یہ آیت :- وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ  
اسْجُدُوا لِلرَّحْمَنِ قَالُوا وَمَا الرَّحْمَنُ أَنَسْجُدُ لِمَا تَأْمُرُنَا وَ  
زَادَهُمْ نُفُورًا (پٹ)

(۸) سورۃ نمل کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :- أَلَا يَسْجُدُوا لِلَّهِ  
الَّذِي يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَيُعَلِّمُ مَا تُخْفُونَ  
وَمَا تُعْلِنُونَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ (پٹ)

(۹) سورۃ الم تنزل السجدہ کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :- إِنَّمَا  
يُؤْمِنُ بِآيَاتِنَا الَّذِينَ إِذَا ذُكِرُوا بِهَا خَرُّوا سُجَّدًا وَسَبَّحُوا بِحَمْدِ  
رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (پٹ)

(۱۰) سورۃ ص کے دوسرے رکوع میں یہ آیت :- وَخَرَّ رَاكِعًا وَأَنَابَ  
فَعَفَرْنَا لَهُ ذَلِكَ وَإِنَّ لَهُ عِندَنَا لَزُلْفَىٰ وَحُسْنَ مَّآبٍ (پٹ)

(۱۱) سورۃ حم سجدہ کے پانچویں رکوع میں یہ آیت :- فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا  
فَالَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ  
(پٹ)

(۱۲) سورۃ نجم کے آخر میں یہ آیت :- فَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (پٹ)

(۱۳) سورۃ التثقیات میں یہ آیت :- فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ وَإِذَا قُرِئَ  
عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ (پٹ)

(۱۴) سورۃ اقرار میں یہ آیت :- وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ (پٹ)

نوٹ :- مالکیہ اور حنفیہ سورۃ حج کی آخری آیت کو ان مقامات میں شمار نہیں کرتے  
جن میں سجدہ تلاوت کیا جاتا ہے۔ (کتاب الفقہ ص ۵۵، جلد اول)۔

# تراویح ختم پر حافظ کا نذرانہ لینا

سورۃ ۲۷ معنیان المبارک  
۱۲ / ۵ / ۱۹۸۶

سوال:

کیا فرماتے ہیں علماء دین کا منتخب درجہ میں مسئلہ میں:-

کہ مفاد مبارک میں حفاظ کرام تراویح سننا نہیں ہے۔ ختم تراویح کے بعد لوگ حافظ صاحب کے گھر پر آتے ہیں  
رام لہو سے یہ ہے کہ کوئی رقم اس کیلئے نہیں ہوتی ہے۔ بلکہ بروقت کیڑے دیر، یا صرف روپیہ جتنا پڑتا ہے لوگ  
دیتے ہیں۔ کیا حافظ صاحب کے لئے نذرانہ لینا جائز نہیں ہے؟ اگر حافظ صاحب نے نذرانہ لیا تو کیا اس قرآن  
کے سننے سنانے والوں کو کوئی ثواب ملے گا یا نہیں۔ کیا نذرانہ لینے والے حافظ صاحب کے لئے تراویح پڑھنے  
سے تراویح صحیح نہیں اور کیا اس کا ثواب نہیں ملے گا؟

جواب: جلد صابت کیا جائے یہاں بحث اختلاف ہے۔

المستفتی: ایم نثار احمد - ڈوسک، شوری، سرگودھا، مظفر آباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

۱۱۶۲

الجواب:-

قرآن نزعنا اور سننا بھی طاعت و عبادت ہے۔ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمہ کا مسلک  
ہے کہ طاعت ہر اُمر میں لینا جائز نہیں۔ ایسے والا اور وہ ہے والد دونوں گنہگار ہوگا۔ متفقہ میں کا یہی مسلک ہے۔  
لیکن مساجد میں جمعہ اور ہفت روزوں کے مسکن میں عبادت کی ضروریات اور عبادت کے پیش نظر کوئی چیز  
بے حد کی اور وسیع نہ ہو۔ امام اعظم اور متفقہوں کے مسلک میں عبادت کی ضروریات اور عبادت کے پیش نظر کوئی چیز  
کی آمار اور بے حد کے نزدیک ہو جائے کہ خطروں کی سیارہ قرآن میں حضرت کو حاضر فرار دیا۔ مسجد  
اور معانی تراویح میں ان کے لئے ہر قسم کی آسائشیں ہیں معلوم نہیں، غالباً اس حشر پر متفقہوں کے  
میں اس وقت بھی عرب مولانا تھا انہی کے ساتھ تھے اور دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ بھی ہے کہ رمضان میں  
قرآن صحابہ اُحمر میں لینا جائز نہیں۔ اور پہلے سے عزت مقرر کرنا مکہ میں اور اگر بات پہلے سے  
عالیٰ تو تم ہو کہ تم قرآن صحابہ میں آؤ گے میں آؤ گے اور سے دلے۔ کہتے ہیں کہ تم قرآن سنیں گے  
اور تم کو میں گے۔ اس حالت میں بھی قرآن سننا ہے پر کو لینا، کچھ دیا جا رہا ہے لیکن اس تمام باتوں کے  
ختم ہونے اور سے کہ اگر تراویح کے کو بیجا اور کچھ دیا جا رہا ہے تو کچھ دنوں کے بعد کچھ حفاظ  
کی آمار میں کی آئی۔ اور سے کچھ کچھ کچھوں سے تراویح کے اور قرآن ختم کرنے کا مسلک  
سننے دیا جائے رمضان کے دارکان میں سے ایک رکن یعنی پیام لیل ضروری ہوگا۔ اور اس سے  
سجدہ سے تراویح کی حالت ہو رہا۔ لیکن وہ جہاں جہاں سورۃ نذرانہ لگا اس میں یہی عذر ہوگا

شریک ہو کر اس سے۔ اور بعض میں ہدایت کی رو سے اس دور میں اس قسم کا شعار کہا جاسکتا ہے کہ عکس ہو جائے گی۔ درجات مضامین کی تعداد گھٹنے لگے گی اور حفاظت واجب تراویح پڑھانا بھول جائے گا۔ اس طرح حفظ قرآن ختم ہونے میں پڑ جائے گا۔ تراویح کے سلسلے میں جو صورت حال ہے اس سے ہم نظری اور فرضی طریقوں سے فہرہ برآ نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ہمیں واقعی نادر عملی صورتوں پر غور کرنا ہوگا۔ بارے خیال میں واقعی شکل وہی ہے جس کا نقشہ اوپر کھینچا گیا۔ اس سے بھاری بھاری حکم تراویح میں غفلت سنانے سے متعلق بھی وہی توجیہ پیدا کی جائے جو توحیم قرآن، تعلیم حدیث، تعلیم فقہ، امامت، اذکار و اقامت کے متعلق کی گئی ہے۔ یہاں تک کہ بھلا کرنا تو مناسب نہیں معلوم ہوتا۔ چونکہ قرآن سنانے سے یہ احساس کے دربار کا نفاذ ہے، اس کی تعلیم اس کے سنانے پر مولیٰ توجہ نہ کیا جائے۔ لیکن سننے والوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ قرآن سنانے والے کی خدمت اپنی حیثیت سے بڑھ کر کرے۔ اس سے پناہ قیمتی وقت سننے والوں کو دیا۔ اپنے ایام و اوقات کو اس سے بھروسہ کیا۔ لہذا حافظ قرآن کھیلے نہ اس کے لینا جائز ہے۔ اور تدریس لینے والے حافظ کے پیچھے قرآن سنانا بھی باعث اجر و ثواب ہے۔

بڑھ کر تدریس لینے والے حافظ کے پیچھے تراویح پڑھنا بالکل صحیح ہے اور اس کا ثواب بھی ملے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم

جواب صحیح ہے

محمد شمس الحق مظلومی  
 شیخ الحدیث جامعہ رحمانی - بریلو  
 ۲۰۶/۹/۱۲

مننت الشرحانی فقیر

۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

ابن کاسم کو توجیہ آسکتا ہے مگر تدریس کے لیے نہیں  
 کیا شبہ ہے۔ توجیہ اور انعامی ۲۰۶/۹/۱۲  
 اختلاف فقہ جامعہ رحمانی - بریلو

عالم زمانہ کے پیش نظر لایا گیا ہے جو فقہ کے مطابق ہے  
 (مولانا) محمد ظفر الدین حقیر (مقیم) خانقاہ رحمانی بریلو  
 [مفتی دارالعلوم - ولایت - ضلع سہارنپور]

المحبیب معصیب

محمد صدور عالم فقیر ۲۰۶/۹/۱۲  
 مفتی امارت شہید بہار ولایت  
 مدرسہ ایشیائیہ بریلو کے حالات کے متعلق توجیہ ہے  
 دارالافتاء امارت شہید - خانقاہ - بریلو ۲۰۶/۹/۱۲

(مولانا) محمد شہاب الدین کوثری - محدث مدرسہ  
 داعر دہڑ - سوہیل - سہرسہ - بہار - ۱۲/ رمضان ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح

(مولانا) عبدالرحمن رحمانی - استاذ جامعہ رحمانی بریلو  
 ۱۲/ رمضان ۱۴۳۴ھ

الجواب صحیح

(مولانا) محمد سلیم (صاحب)  
 نائب ناظم - جامعہ رحمانی - خانقاہ بریلو  
 ۱۲/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

جواب درست ہے  
 (مولانا) عبدالمجید نقاشی  
 جامعہ رحمانی - خانقاہ بریلو ۱۱/ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ

المحبیب معصیب محمد مننت الشرحانی

مفتی امارت شہید بہار ولایت - خانقاہ رحمانی - بریلو ۱۲/ رمضان ۱۴۳۴ھ

محترم و مکرم علماء عربین و مفتیان کثیرین علیہم السلام

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۱۳۱۲  
۲

بعد سلام سزوں !

دریافت طلب امر یہ ہے:

رمضان ۱۳۱۲ھ میں دارالافتاء منٹریہ سے ایک فتویٰ شائع ہوا ہے (جس سے استفتاء سے منسلک ہے) اس میں قراویج میں ختم قرآن پر جو لین دین ہوتا ہے، اسکو اجرت کے بجائے نذرانہ کا نام دے کر، نیز بہت سے ملحقی علیہ اور عداوت کا اظہار کر کے اور دوسرے فقہی جزئیات پر غیاس کر کے جائز قرار دیا گیا ہے۔ کیا یہ قواعد فقہیہ کے موافق اور درست ہے؟ کیا اس میں مذکورہ علیہ صحیح ہیں؟ اور کیا اس طرح کی گنجائش نکالی جاسکتی ہے؟ براہ کرم وضاحت فرمائیے۔ نقطہ دالہ عدم علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

السنتی محمد مصطفیٰ (المنوری)

راچپور۔ (مدنیہ برادری)

۱۳۱۹  
۲  
بسم اللہ تعالیٰ

دبارة الوصیة والقریبی

صاحب ادب و صلہ اور سادہ دلاریت اور سادگی کے فتویٰ (۱۳۱۲ھ) میں ۱۲ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کی استراحتی نظر میں تو عداوت کے نام سے پورا نذرانہ کے اس لین دین کو ناجائز ہی نہ ہونے کی حدراحت کی گئی ہے۔ فقوت نقانوی نذرانہ فرقہ سے امداد الفتاویٰ جلد اول میں اس پر لے دے بغیر سے کلیم فرمایا ہے جس کا حاصل سونٹیر کے فتویٰ بصورت عدم جواز تحریر کر دیا گیا ہے اور یہی دلائل کی رو سے صحیح ہے باقی آئے ہیں کہ فقوت آئمہ میں مولانا ۱۰۰۰ھ تک ۱۰۰۰ھ اہل اہل و عیال سے آئیں لائے ظاہر فرمائی ہے بہت ممکن ہے کہ فقوت مولانا سے نذرانہ فرقہ اور ان کے فتویٰ کی تصحیح فرماتے والے فقوت کے سامنے اس وقت کسی مختصر عداوت کے ایسے تاثر کی حالت ہوں کہ جس کا فتویٰ نہیں ذکر ہے اور انھیں محسوس حالات کی وجہ سے فتویٰ میں گنجائش نہیں ہے تاہم اس سلسلہ میں یہ عرض ہے کہ تحریر اور ماہرین میں تو دورانی ہے کہ بعض ہمارے اور حفاظ ایسے ہیں کہ جس کے یہاں اپنے دین کو بہت سمجھنے کے فتویٰ فرار دینے یا گنہ اور سے سزا و حفاظ برسال بغیر کچھ لے دینے سے

میں قرآن کریم کے ساتھ ساتھ اعتقاد کرتے ہیں اور اس کی برکات  
 کا شکر یہ ہے کہ حفاظ کی تعداد میں کمی نہ ہو اور اس  
 اہمیت پر توجہ دینا چاہیے جو بعض علاقوں میں ایسا محمود مظاہر تھا  
 کہ پتھور کو حفظ و آواز کرانے کا نام نہیں لیتے تھے جس سے اس  
 حق قرآن شریف کا سمجھنے سے کہ انصاف شریف میں  
 دور دراز علاقہ سے کسی عاقل کو ملتا کہ اس لیے اس کے  
 اور اس پر ان کو معارضہ یا نذرانہ دینا چاہئے۔ لیکن  
 جب کہیں دینا پڑتا تو اللہ تعالیٰ اس علاقہ میں خود  
 کے لئے پتھور میں حفظ قرآن کی اہمیت پیدا ہوئی  
 اور عصر کچھ عین دین آج وہ علاقہ اس سعادت میں خود کفیل  
 ہے۔ حاصل یہ ہے کہ تہذیب سے کسے ہر اجرت یا نذرانہ نام  
 سے لینا شرعاً جائز ہے اور دین و دنیا کے اعتبار سے حق ہے۔  
 قرآن کریم کے ادب و احترام کے لیے یہی صورت مناسب ہے۔ بلکہ  
 خود حفاظ کرام کے لیے اعزاز و اکرام کا سبب ہے۔ اور یہ امر ایسے  
 ظاہر ہے کہ جس پر کسی دلیل سے قائم کرنا آفت نہیں۔ ہرگز  
 بجا ہے کہ عہد کر کے فقط دارِ رسالت تعالیٰ العلم

دارالعلوم  
 دارالافتاء  
 دارالترغیب  
 دارالتعمیر  
 دارالکتاب  
 دارالسنن  
 دارالحدیث  
 دارالقرآن  
 دارالعلوم  
 دارالافتاء  
 دارالترغیب  
 دارالتعمیر  
 دارالکتاب  
 دارالسنن  
 دارالحدیث  
 دارالقرآن

۲۲  
 ۱۲۱۸  
 ۹



یاسر بن نقان

سوال ۱۔ رمضان میں حفاظ کرام قرآن سنانے کی اجرت کو جائز کرنے کیلئے یہ حیلہ کرتے ہیں کہ ایک دو فرض نمازوں کی امانت ایسے ذقہ لے لیتے ہیں۔ تو کیا اس طرح حیلہ کرنے سے اجرت لینا جائز ہوگا؟  
 جائز کی صورت میں حضرت تعالویٰ کی مندرجہ ذیل سعادت کی کیا توجیہ ہوگی۔

یہاں مفہود امانت نہیں ہے بلکہ قرآن و حکم میں قرآن سنانا ہے۔  
 "وہ اس لئے یہ بھی جائز نہیں" امداد الفناوی مطبوعہ دیوبند ۱۳۹۵ھ  
 نمبر ایسی صفحہ کے حاشیہ میں لکھا ہوا ہے کہ  
 دیانات میں حیلہ جائز نہیں ہے۔

سوال ۲۔ سابع کا اجرت متعین کر کے اجرت لینا حلال ہے، تو سابع کو اصل محلہ اس بات کا پابند بناتے ہیں کہ تم کو ہماری سجدہ ہی میں ناز پڑھنی ہوگی۔ تو کیا ایسا صورت میں سابع کو اپنے قبضہ وقت کی اجرت لینا جائز ہوگا؟

المنفق  
 لہدوشن شاہ اکلوی  
 الجوا  
 بابہ نقان  
 وبارہ التوفیق

(۱) تو یہی کیا صورت ہے؟ حضرت تقانوں رضی اللہ عنہم نے



جو فقہوں نے فرمایا ہے وہ درست ہے (۲) اس کی کتابا کتب ہے  
 بلکہ یہ جو امداد الفتاویٰ ص ۲۹۶ فقط دینے کے لئے اہل علم  
 کے لئے لکھی گئی ہے۔  
 انوار الیقین  
 دار الفکر  
 دہلی  
 ۱۳۱۵ھ



## نفل کی نماز جماعت سے پرستھنا

مخدومی و مکرمی حضرت مفتی صاحب دارالعلوم دیوبند دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش خدمت اقدس میں ہے کہ کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی حافظ قرآن مجید بعد نماز عشاء یا تہجد میں نفلوں میں قرآن کریم پڑھتا ہے اور اس حافظ کے پیچھے کثیر تعداد میں نمازی قرآن سننے کے لئے ثواب کی نیت سے شریک ہو جائیں تو کیا اس طریقہ سے نفلوں میں قرآن سننا اور سنانا جائز ہے یا ناجائز۔ اور امام ابو حنیفہ کے نزدیک زیادہ تعداد میں نفلوں کی جماعت کر سکتے ہیں کہ نہیں؟ اور کیا ان لوگوں کو اس طریقہ سے ثواب ہو گا یا نہیں؟ نوازش فرما کر جواب سے مستفید فرمائیں۔ عین کرم ہو گا۔

فقط والسلام

(والمستفتی) محمد سید تقیم دیوبند محلہ ضیاء الحق

۲۳ رمضان المبارک ۱۳۰۸ھ

باسمہ تعالیٰ

والمستفتی (باللہ والیوم فیوم)

در مختار میں ہے ان یکر ذالک بو علی سبیل التداعی بان ہذا یقتدی اربعۃ بولحد کلفی الدرا ولا خلاف فی صعدۃ الاقداۃ اذ لا مانع رالی قولہ، ولولویونی الامامۃ لا کراہۃ علی الامام۔ اور اسی کے تحت شامی میں ہے بواقدا می بہ واحد او اثنان ثم جماعت جماعۃ اقتدا

بہ قال الترمذی یعنی ان تکرر الکرہۃ علی المتاخرین ۱۲۔

ان عبارات سے معلوم ہوا دو تین مقتدیوں سے زیادہ کو جماعت میں لے کر امامت کرنے تو احناف کے نزدیک مکروہ ہے۔ البتہ اگر صرف دو تین مقتدیوں کو لے کر جماعت شروع کر دے اور بعد میں آنے والے خود اگر شریک جماعت ہو جائیں





# ایک التماس

آخر میں ایک التماس ہے کہ رمضان المبارک  
میں جہاں آپ حضرات اپنے لئے دعا فرمائیں، مرتب  
اور اس کے مرحوم والدین کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد فرما کر  
عند اللہ ماجور ہوں۔

رَبَّنَا اقْبَلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ

محمد رفعت قاسمی

مدرسہ دارالعلوم دیوبند

۲۳ رجب المرجب ۱۴۰۶ھ

مطابق ۲۳ اپریل ۱۹۸۶ء (بروز جمعہ)

# مآخذ کتاب

| نام کتاب                       | مصنف و مؤلف                                       | مطبع                                  |
|--------------------------------|---------------------------------------------------|---------------------------------------|
| معارف القرآن                   | مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان             | ریالی بک ڈپو دیوبند                   |
| معارف الحدیث                   | مولانا منظور نعمانی صاحب دامت برکاتہم             | الفرقان بک ڈپو ۳۱ نیا گاول کھنؤ       |
| فتاویٰ دارالعلوم               | مفتی عزیز الرحمن سابق مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند  | مکتبہ دارالعلوم دیوبند                |
| فتاویٰ رحیمیہ                  | مفتی سید عبدالرحیم صاحب مظاہر                     | مکتبہ مفتی اسٹیٹ رائیڈ ریلوے ضلع سوہا |
| فتاویٰ رشیدیہ کامل             | مولانا رشید احمد گنگوہی                           | کتب خانہ رحیمیہ دیوبند                |
| فتاویٰ محمودیہ                 | مفتی محمود الحسن مظاہر مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند | مکتبہ محمودیہ جامع مسجد شہر میرٹھ     |
| امداد الفتاویٰ                 | مولانا اشرف علی تھانوی                            | ادارہ تالیفات اولیاء دیوبند           |
| امداد الفقیہین                 | ازافادات مفتی محمد شفیع صاحب                      | ادارہ المعارف ڈاکھانہ دارالعلوم کراچی |
| فتاویٰ عالمگیری ترجمہ ہندیہ    | علامہ سید امین احمد                               | مطبع نولکشور لکھنؤ                    |
| کفایت المفتی                   | مفتی کفایت اللہ دہلوی                             | کتب خانہ اعزازیہ دیوبند               |
| علم الفقہ                      | مولانا عیاشی الشکور صاحب لکھنؤ                    | کتب خانہ اعزازیہ دیوبند               |
| جواہر الفقہ                    | مفتی محمد شفیع مفتی اعظم پاکستان                  | عارف کینی دیوبند                      |
| کتاب الفقہ علی مذاہب الاربعہ   | علامہ عبدالرحمن الجزیری                           | مطبوعہ فکر و عقاب نجیب لاہور پاکستان  |
| بدائع صنائع                    | علامہ الدین ابی بکر                               | سید ایچ ایم آڈ منزل کراچی             |
| شامی                           |                                                   | پاکستان                               |
| در مختار و رد المختار قاضی خاں |                                                   | پاکستان                               |
| عالمگیری                       |                                                   | مصری                                  |
| صغیری بکیری                    |                                                   | لکھنؤ                                 |

| نام کتاب                   | مصنف و مؤلف                                           | مطبع                               |
|----------------------------|-------------------------------------------------------|------------------------------------|
| صحاح ستہ                   |                                                       | کتب خانہ رشیدیہ دہلی               |
| ہدایہ                      |                                                       | کتب خانہ رشیدیہ دہلی               |
| نور الایضاح و اشرف الایضاح |                                                       | مکتبہ تقانومی دیوبند               |
| مظاہر حق صمد               | افادات علامہ نواب قطب الدین                           | ادارہ اسلامیات دیوبند              |
| رکعات تراویح               | مولانا حبیب الرحمن صاحب مدظلہ                         | مدرسہ مفتاح العلوم مولانا عظیم گدڑ |
| انوار المسماح              | مولانا قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند             | مکتبہ دارالعلوم دیوبند             |
| حصن حصین                   | باغداد خواجہ خواجہ مولانا ادیس صاحبہ اسلام آباد کراچی | نصیر کنگڑ پوہتی نظام الدین دہلی    |
| مسائل بجدہ ہجو             | مولانا حبیب الرحمن خیر آبادی مفتی دارالعلوم دیوبند    | حرا ایکڈمی دیوبند                  |
| فصائل رمضان                | حضرت مولانا محمد زکریا صاحب                           | بستی نظام الدین دہلی               |
| ہشتی زیور                  | مولانا اشرف علی تقانومی                               | مکتبہ تقانومی دیوبند               |
| معارف مدنیہ                | افادات مولانا حسین احمد مدنی                          | مدار اولی الاسلام صدر بازار میرٹھ  |
| الواریباری شرح بخاری       | علامہ نور شاہ کشمیری                                  | مکتبہ النوریہ بجنور                |
| اشرف الجواب                | مولانا تقانومی                                        | کتب خانہ محمودیہ دیوبند            |

| Date | Description | Amount  |
|------|-------------|---------|
| 1890 | Jan 1       | 100.00  |
| 1891 | Feb 1       | 200.00  |
| 1892 | Mar 1       | 300.00  |
| 1893 | Apr 1       | 400.00  |
| 1894 | May 1       | 500.00  |
| 1895 | Jun 1       | 600.00  |
| 1896 | Jul 1       | 700.00  |
| 1897 | Aug 1       | 800.00  |
| 1898 | Sep 1       | 900.00  |
| 1899 | Oct 1       | 1000.00 |